مورخِ اسلام علامہ واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب

فتوح المصر

کی اردو زبان میں تلخیص و تسہیل

داستانِ مردانِ راہِ خدا

(مکمل)

از

خلیفہ حضور مجاہدِ ملّت حبیبِ ملّت حضرت علامہ مولانا **محمد عبد التواب قادری حبیبی**

بانی

درسگاہِ اہلسنّت جامعہ فیّاض العلوم پکسراواں، رائے بریلی

درسگاہِ اہلسنّت جامعہ محبوبِ عالم خانقاہِ عالیہ حبیبیہ رائے بریلی

ناشر

انجمن حبیب درسگاہ اہلسنّت جامعہ فیّاض العلوم حبیب آباد پکسراواں رائے بریلی، یوپی

درسگاہِ اہلسنّت جامعہ محبوبِ عالم خانقاہِ عالیہ حبیبیہ کہاروں کا اڈہ، رائے بریلی، یوپی

مؤرخ اسلام علامہ واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب

فتوح المصر

کی اردو زبان میں تلخیص وتسہیل وترتیب جدید

بنام

داستان مردان راہ خدا (مکمل)

از

خلیفہ حضور مجاہد ملت حبیب ملت حضرت علامہ مولانا محمد عبدالتواب قادری حبیبی

بانی

درسگاہ اہلسنت جامعہ فیاض العلوم پکسرانواں، رائے بریلی

درسگاہ اہلسنت جامعہ محبوب عالم خانقاہ عالیہ حبیبیہ رائے بریلی

ناشر

انجمن حبیب درسگاہ اہلسنت جامعہ فیاض العلوم حبیب آباد پکسرانواں رائے بریلی، یوپی

درسگاہ اہلسنت جامعہ محبوب عالم خانقاہ عالیہ حبیبیہ کہاروں کا اڈہ، رائے بریلی، یوپی

نشانِ منزل

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
۱	انتساب	۱
۲	امام واقدی	۲
۴	اصطلاحات	۳
۶	داستانِ مردانِ راہِ خدا	۴
۷	یارسول اللہ! تمہارے منھ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی۔	۵
۱۲	جہاد	۶
۲۳	مسلمانوں کا ملکِ مصر میں داخلہ	۷
۶۲	مِقوَقسُ بادشاہ کی گوشہ نشینی اور اس کا قتل۔	۸
۸۲	فتح مصر	۹
۱۱۸	فتح دَمَرُبوط	۱۰
۱۳۳	فتح اَسکندَرِیَہ	۱۱
۱۶۹	فتح دِمُیاط	۱۲
۱۷۸	فتح جزیرہ تِنِّیسُ ومضافات	۱۳

۴۸۶
۹۲

انتساب

اپنے آقائے نعمت سیّدی سرکار مجاہد ملت

حضرت مولانا محمد حبیب الرحمٰن ہاشمی عبّاسی قادری قدّس سرّہٗ کے

نام

جنھوں نے اپنے مجاہدانہ کارناموں سے **مردانِ راہِ خدا** کی

یاد تازہ کردی، باطل کو پامال کیا اور حق کے پرچم کو اُونچا رکھا

اور

اپنے سیّدی الکریم عارف باللہ حضرت **ٹوپی والے بابا** قدس سرّہٗ کے

نام

جنھیں سرکار مجاہد ملّت قدس سرّہٗ کی ذاتِ عالی اور تذکرہ خالصًا لوجہ اللہ انتہائی محبوب و پسندیدہ تھا

اور

خود سرکار مجاہد ملّت قدس سرّہٗ کو جن کی پُرخلوص، بے لوث، پاکیزہ محبّت و چاہت پر ناز تھا

اور اسے اپنے لئے قیمتی سرمایہ تصوّر فرماتے تھے

محمد عبد التوّاب حبیبی قادری

۸۶
۹۲

مؤرخ اسلام امام ابوعبداللہ محمد بن عمر واقدی مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

والد ماجد کا نام۔ عمر
دادا کا نام ۔ ـــــ واقد

- ـــــــــ اپنے دادا حضرت واقد کی طرف منسوب ہوکر واقدی مشہور ہوئے

جائے پیدائش ـــــــ مدینہ منورہ ۱۳۰ھ
تعلیم ـــــــ ابتدائی تعلیم مدینہ منورہ میں حاصل کی
آپکے چند مشہور اساتذہ ـــــ حضرت امام مالک بن انس ، حضرت معمر بن راشد ، حضرت ابن ابی ذہب

- ـــــــ حضرت سفیان ثوری رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین
- ـ شروع میں آپ گیہوں کی تجارت کرتے تھے پھر کسی وجہ سے تجارت چھوڑ کر خلیفہ مامون رشید عباسی کے زمانہ میں بغداد شریف تشریف لے آئے آپ کے کمالِ علمی سے متاثر ہوکر خلیفہ نے آپ کو شہر بغداد کا قاضی مقرر کر دیا اور آپ آخر عمر شریف تک اس عہدے پر فائز رہے۔

وصال شریف:۔ ۱۱ ذوالحجۃ الحرام ۲۰۸ھ بروز دوشنبہ
مزار شریف:۔ مقبرہ خیزراں بغداد شریف

سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نے اپنی گرانقدر تصنیف **میزالعین فی تقبیل الابہامین** میں آپ کو ثقہ راویوں میں شمار فرمایا ہے اور آپ کی تصنیفات کو معتمد و مستند قرار دیا ہے۔

حضرت خطیب بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مشہور کتاب تاریخ بغداد میں لکھا ہے کہ امام واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب وہ کسی سے کسی واقعہ کو سنتے تھے تو خود واقعہ کی جگہ پر تشریف لے جاتے تھے۔ واقعہ کی جگہ کا معائینہ کرتے اور پھر پوری تحقیق کے بعد اس واقعہ کو لکھتے تھے۔

حضرت امام واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیفات

• تفسیر القرآن • المغازی النبویہ • فتوح الشام • فتح افریقیہ
• فتح العجم • فتح المصر والاسکندریہ • اخبار مکہ • طبقات
• فتوح العراق • سیرت ابی بکر و وفات • کتاب الفردہ • تاریخ الفقہا
• کتاب الجمل • کتاب صفین • مقتل الحسین۔

•۔ حضرت امام واقدی رضی اللہ عنہ کے حالات مندرجہ ذیل کتابوں کے مطالعہ سے معلوم کئے جا سکتے ہیں۔

• وفیات الاعیان جلد ۲ • تاریخ بغداد جلد ۳ • الکنی والالقاب جلد ۳
• الاعلام للزرکلی جلد ۶ • میزان الاعتدال جلد ۳ • دائرۃ المعارف وجدی جلد ۱۰
• تذکرۃ الحفاظ جلد ۱ • تھذیب التھذیب جلد ۹ • روضات الجنان جلد ۷
• معجم الادبا جلد ۷ • شذرات الذھب جلد ۳۔

اصطلاحات

پہلے ان اصطلاحات کو پڑھکر اچھی طرح ذہن نشیں کرلیں تاکہ کتاب کو پڑھنے اور سمجھنے میں آسانی ہو۔

لشکر یا فوج کو	جیش	کہتے ہیں
وہ لشکر جو آگے بھیج دیا جائے اسکو	مقدمۃ الجیش	کہتے ہیں
وہ مختصر لشکر جو اصل لشکر کے آگے آگے چلے اور دشمن کی نقل وحرکت کا پتہ لگائے نیز بڑے لشکر کیلئے پانی اور اترنے کی جگہ تلاش کرے اسکو	طلیعہ	کہتے ہیں
وہ تھوڑی فوج جو لشکر کے آگے آگے چلے اسکو	ہراول	کہتے ہیں
فوج کے اگلے حصہ کو	مقدمہ	کہتے ہیں
لشکر کے دائیں بازو کو	میمنہ	کہتے ہیں
لشکر کے بائیں بازو کو	میسرہ	کہتے ہیں
لشکر کے درمیانی حصہ کو	قلب	کہتے ہیں
لشکر کے پچھلے حصہ کو	عقب	کہتے ہیں
میدانِ جنگ میں لڑنے والوں کو جوش دلانے کیلئے جو اشعار پڑھے جاتے ہیں ان کو	رجز	کہتے ہیں
لڑائی کے وقت لوہے کی جو ٹوپی پہنتے ہیں اسکو	خود	کہتے ہیں
لڑائی کے وقت لوہے کا جو جالی دار کرتہ پہنتے ہیں اسکو	زرہ	کہتے ہیں
ایک جنگی ہتھیار جس میں لکڑی کا دستہ لگا ہوتا ہے اسکو	حَرْبَہ	کہتے ہیں

• گرز جس کو ہندی میں گد کہتے ہیں اوپر سے گول اور موٹا ہوتا ہے اور نیچے سے پتلا ہوتا ہے عربی میں اسکو	عَمُودْ	کہتے ہیں
• بڑے بڑے پتھر پھینکنے کی دستی مشین اسکو	منجنیق	کہتے ہیں
• پتھر پھینکنے کی چھوٹی دستی مشین جو منجنیق سے چھوٹی ہوتی ہے اسکو	عراوات	کہتے ہیں
• گوپھن رسی کا وہ پھندہ جسمیں پتھر رکھ کر پھینکتے ہیں اسکو	ڈھلوانسی	کہتے ہیں
• بادشاہوں کی طرف سے بطور عزت افزائی کسی کو جو پوشاک ملے اسکو	خلعت	کہتے ہیں
• اس شکل + کا عیسائیوں کا مذہبی نشان اسکو	صلیب	کہتے ہیں
• روم کے بادشاہ کو	قیصر	کہتے ہیں
• ایران کے بادشاہ کو	کسریٰ	کہتے ہیں
• عیسائی کے پادریوں کے سردار آتش پرستوں کے پیشوا اور اور رومی فوج کے سردار کو	بطریق	کہتے ہیں
• عیسائیوں کے تارک الدنیا عابد و زاہد کو	راہب	کہتے ہیں
• آگ کی پوجا کرنے والے زردتشت اور انتہائی سرکش کافر کو	گبر	کہتے ہیں
• عیسائیوں کے امیر و سرگروہ کو	قِس	کہتے ہیں
• یہودیوں کے عالم کو	حِبر	کہتے ہیں
• ہم نشیں۔ ساتھی اور مشیر کار کو	مصاحب	کہتے ہیں
• لوگوں کے خاندانی اور ذاتی حالات سے واقفیت رکھنے والے کو	نقیب	کہتے ہیں
• عیسائیوں کے گرجا گھر و عبادت خانہ کو	صومعہ	کہتے ہیں
• یہودیوں اور عیسائیوں کے عبادت خانہ کو	کنیسہ	کہتے ہیں

داستانِ مردانِ راہِ خُدا

اللہ جل مجدہٗ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنگِ خندق کے موقع پر مُلکِ شام، مُلکِ ایران اور یمن وغیرہ کی فتح کے متعلق جو پیشین گوئی فرمائی تھی وہ حرف بحرف پوری ہوئی۔

مُلکِ شام میں اسلامی فتوحات کا سِلسلہ امیر المؤمنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں **فلسطین کی فتح** سے شروع ہوا۔

اور امیر المؤمنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں **قیساریہ** کی فتح پر مکمّل ہوگیا۔ پورے مُلکِ شام پر مُسلمانوں کا قبضہ ہوگیا، اور مُلکِ شام کی سرزمین اللہ کے پیارے حبیب کی برکت سے اسلام کے انوار و تجلّیات سے جگمگا اُٹھی۔

پھر کچھ دنوں کے بعد امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں ہی مُلکِ مصر پر بھی مُسلمانوں کا مکمّل قبضہ ہوگیا، اور مصر کی سرزمین بھی اسلام کے نور سے روشن ومنور ہوگئی

داستانِ مردانِ راہِ خُدا یہ اُن مردانِ عرب اور سچے **عاشقانِ رسُول** کی سچی داستانیں ہیں جنھوں نے اپنے سچے **عشقِ رسُول** کا پورا پورا حق ادا کیا اور ایمان والوں کو بتایا کہ **عشقِ رسُول** کا حق کیسے ادا کیا جاتا ہے۔

داستانِ مردانِ راہِ خُدا راہِ حق کے سچے مسافروں کی سچی داستانیں ہیں، جو اس دور کے ان مُردہ دل مُسلمانوں کے لئے جو مختلف قسم کی تاریکیوں میں بھٹکتے پھر رہے ہیں تریاق اور مینارۂ نور ہیں

محمد عبد التواب قادری حبیبی

۲۲ رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ مطابق ۵ اکتوبر ۲۰۰۷ء

بروز جمعہ مبارکہ

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

• حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ خندق کے موقع پر چند صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ میں اپنے حصہ کی چالیس گز کی خندق کھود رہا تھا۔ خندق کی کھدائی کے دوران ایک چٹان آگئی ہر ممکن تدبیر اور زور آزمائی کے باوجود ہم اس چٹان کو توڑنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔

• آپس میں مشورہ کرنے کے بعد ہم نے اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو صورتِ حال کی خبر دی، اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہمارے ساتھیوں میں سے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے کدال لی اور اللہ اکبر کا نعرہ لگا کر چٹان پر کدال ماری۔

سرکارؐ کا چٹان پر کدال مارنا تھا کہ ایک تیز روشنی ظاہر ہوئی جیسے گہرے اندھیرے میں چراغ روشن ہو جائے اور چٹان کا ایک تہائی حصہ ٹوٹ کر علیحدہ جا پڑا۔

• اس کے بعد اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسرت آمیز لہجہ میں ارشاد فرمایا۔

اَللہُ اَکبَر اُعطِیتُ مَفَاتِیحَ الشَّام۔ مجھے ملکِ شام کی کنجیاں دے دی گئیں۔

- پھر اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چٹان پر دوسری بار کدال چلائی پھر ویسی ہی روشنی چمکی اور چٹان کا دوسرا حصہ ٹوٹ کر علیحدہ ہوگیا اور پھر اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَللہُ اَکبَر اُعطِیتُ مَفَاتِیحَ فَارس
مجھے ملکِ فارس کی کنجیاں دے دی گئیں۔

- پھر سرکار نے تیسری بار کدال چلائی۔ اس مرتبہ بھی پہلے ہی جیسی روشنی پھیلی اور چٹان کا تیسرا حصہ ریزے ریزے ہوگیا سرکار نے پھر مسرت کے ساتھ ارشاد فرمایا۔

اَللہُ اَکبَر اُعطِیتُ مَفَاتِیحَ الیَمَن
مجھے ملک یمن کی کنجیاں دے دی گئیں۔

- اس طرح سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی ضربوں سے نہ صرف چٹان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا بلکہ دنیا کی دو بڑی طاقتوں یعنی

شام اور ایران کو بھی ریزہ ریزہ فرمادیا۔

- جنگِ خندق کے موقع پر جہاں ظاہری طور پر خود اپنی سلامتی مشکوک تھی دو عظیم مملکتوں کی فتح کی بشارت

صرف اللہ کا پیارا رسول ہی دے سکتا ہے جس کی نگاہِ نبوت کے سامنے مستقبل کے واقعات بھی آشکارا و عیاں ہیں۔

- یہ بات دوپہر کے آفتاب سے زیادہ روشن ہے کہ اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالےٰ

علیہ وسلم کی بشارت کا ایک ایک حرف پورا ہوا۔ اور یہ سب جانتے ہیں کہ ملکِ شام کا کچھ حصہ تو امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے عہدِ خلافت میں فتح ہوگیا تھا اور ملکِ شام کا بقیہ حصہ اور ملک فارس (ایران) و مصر وغیرہ امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے دورِ خلافت میں فتح ہوئے اور ملک شام و ایران و مصر وغیرہ پر مسلمانوں کا مکمل قبضہ ہوگیا۔

- مؤرخ اسلام علامہ محمد بن عمر والواقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ملکِ شام میں ہونے والی اسلامی فتوحات کا اپنی مایہ ناز کتاب "فتوح الشام" میں بہت ہی مفصل و مستند تذکرہ کیا ہے۔
- امام واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب "فتوح الشام" کے متعلق فرماتے ہیں۔

قسم ہے اس وحدہٗ لاشریک کی جو عالم الغیب والشہادہ ہے ہم نے اپنی اس کتاب فتوح الشام میں پوری تحقیق اور سچائی سے ملک شام میں اسلامی فتوحات کو تحریر کیا ہے۔

- امام واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کتاب فتوح الشام کے لکھنے کا

میرا سب سے اہم مقصد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی عظمتوں اور رفعتوں کو ظاہر کرنا ہے۔ تاکہ صحابہ کرام کی شان میں گستاخی و بے ادبی کرنے والے روافض وغیرہ ذلیل و خوار ہوں اور ان کی ناکیں خاک آلودہ ہوں۔

- کیوں کہ اللہ جل مجدہٗ کا احسان و کرم ہے کہ اس نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مدد فرمائی اور ان کو توفیق بخشی کہ

ان صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعیں کے ذریعہ اسلام
کا نشان عظمت بلند ہوا اور ملک شام وغیرہ مسلمانوں کے قبضہ میں آئے۔

- صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تمام نیکو کاریاں صرف اور صرف اللہ و رسول کی رضا اور خوشنودی کیلئے تھیں۔
صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بے دریغ اپنی جان
مال اولاد غرضکہ ہر چیز کو اللہ و رسول کی راہ میں خرچ کیا اور خوش
و خرم رہے۔
- صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے
اللہ تعالیٰ کی مدد سے کفر کو اس کے پایہ تخت سے بھگا دیا اور قیصر و
کسریٰ کو زیر کر کے اسلام کے پرچم کو بلند کیا۔
- صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا جہاد۔ ملک گیری بادشاہت حکومت اور سلطنت اور مال و دولت کے لئے نہیں تھا۔ بلکہ ان کا جہاد۔ اسلام کی سربلندی حق کی اشاعت۔ اپنی حفاظت یا مظلوموں کی نصرت و اعانت کیلئے تھا اور یہ اپنی حفاظت اور مظلوموں کی حمایت بھی صرف اس لئے تھی کہ
اسلام کا اقتدار رہے اور انسان خداوند قدس کی حاکمیت کو تسلیم
کرے اور تمام ضروریات دین پر ایمان لائے اور پوری روئے زمین
پر خداوند قدوس اور اسکے رسول برحق کے احکامات کا نفاذ ہو۔
- حضور حبیبِ ملّت اپنے ایک سفرِ حج کے موقع پر فتوح الشام کا عربی نسخہ مدینہ طیبہ سے لائے تھے

حضور حبیب ملت اپنے ایک سفر حج کے موقع پر فتوح المصر کا ایک عربی نسخہ مدینہ طیبہ سے لائے تھے اور کچھ دنوں کے بعد ایک اردو نسخہ بھی دستیاب ہوگیا، انھیں دونوں نسخوں کی مدد سے حضور حبیب ملت نے اپنی اس کتاب "داستان مردان راہ خدا" کو ترتیب دیا ہے۔

حضور حبیب ملت کی کتاب "داستان مردان راہ خدا" اردو میں فتوح المصر کی تلخیص وتسہیل وترتیب جدید ہے۔

کتابت، طباعت وغیرہ میں ہم نے انتہائی احتیاط سے کام لیا ہے، پھر بھی اگر کہیں کوئی کمی محسوس ہو تو قارئین کرام سے گذارش ہے کہ ہمیں مطلع کریں، ہم آئندہ اشاعت میں اس کی تلافی کردیں گے۔

(قاری) محمد عطاء المصطفیٰ قادری حبیبی

(مولانا) محمد رضاء المصطفیٰ قادری حبیبی

(مولانا) احمد مرتضیٰ قادری حبیبی

(مولانا) محمد فداء المصطفیٰ قادری حبیبی

جہاد

۷۸۶
۹۲

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (سورہ عنکبوت)

ترجمہ: اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھائیں گے اور بے شک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے۔

اللہ کے پیارے حبیب ارشاد فرماتے ہیں "وَالْجِهَادُ خُلُقِيْ" جہاد میری خصلت ہے۔

جہاد: جہد سے مشتق ہے۔ جہد کے معنی ہیں کسی کام میں اپنی کوشش و محنت اور توجہ و طاقت کو صرف کرنا۔

خلق: طبیعت، عادت، خصلت، **پیدائشی جبلّت** کو کہتے ہیں۔

اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ جہاد میری خصلت ہے، گویا امّت کو تعلیم دی جا رہی ہے کہ مسلمانوں کو بھی جہاد کو اپنی عادت بنا لینا چاہیئے۔

جہاد کے معنی جب جدو جہد کے ہیں تو ہر نیک کام میں "جہاد" ہو سکتا ہے۔ اس لئے مسلمان اپنی

کوشش اور محنت، توجہ اور طاقت جس نیک کام میں بھی صرف کرے گا وہ جہاد ہی میں شمار ہوا۔

اب جہاد کی چند صورتیں ہم بیان کرتے ہیں

(۱) بندے کا اپنے نفس کے ساتھ لڑنا اور خواہشاتِ نفسانیہ کو دین کا پابند کرنا جہاد ہے۔ اور اس جہاد کو اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے "جہادِ اکبر" فرمایا ہے۔

خطیب اپنی تاریخ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ صحابہ جو ابھی میدان جنگ سے واپس آئے تھے اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے فرمایا تم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف آئے ہو۔ (کنز العمال)

اس حدیث شریف میں بڑے جہاد سے مراد بندے کا اپنے نفس کے ساتھ لڑنا اور اپنی خواہشات نفسانیہ کو دین کا پابند کرنا مراد ہے۔ جیسا کہ ترمذی شریف کی حدیث شریف میں فرمایا کہ تم خدا کیلئے اپنے نفس اور اپنی خواہشات سے جہاد کرو۔

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا	اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی
لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا	ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھائیں گے
وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ	اور بے شک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے

اس آیت کریمہ کے متعلق حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ معنی یہ ہیں رب تعالیٰ فرماتا ہے۔

جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ہم انھیں ثواب کی راہ دیں گے۔

حضرت سیدنا جنید بغدادی قدس سرہٗ نے فرمایا معنی یہ ہیں کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

جنہوں نے توبہ میں کوشش کی ہم انھیں اخلاص کی راہ دیں گے۔

حضرت فضیل بن عیاض قدس سرہٗ نے فرمایا معنی یہ ہیں کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

جو طلب علم میں کوشش کریں گے ہم انھیں عمل کی راہ دیں گے۔

حضرت سعد بن عبداللہ قدس سرہٗ نے فرمایا کہ معنی یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

جو اقامت سنت میں کوشش کریں گے ہم انھیں جنت کی راہ دکھائیں گے۔

اور ان کی نصرت (مدد) فرمائیں گے۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ پارہ اکیس سورہ عنکبوت کی آخری آیت ہے۔ پوری سورہ عنکبوت میں اللہ جل مجدہٗ نے مسلمانوں کو ہر مصیبت و تکلیف میں ثابت قدم اور بے خوف رہنے کی تعلیم دی ہے اور فرمایا ہے جو ہماری ذات کے لئے ہماری خوشنودی کے لئے جہاد کرے گا ہم اس کے لئے اپنی بارگاہ عظمت و جلال تک پہنچنے کا راستہ خود صاف کریں گے یعنی ایسے اسباب پیدا کر دیں گے جس پر چل کر وہ منزل مقصود تک پہونچ جائے گا۔

مذکورہ بالا اس مختصر سی تشریح سے یہ بات واضح ہوگئی کہ:

خدا کی راہ میں کوشش کرنا ———— جہاد ہے

توبہ میں کوشش کرنا ———— جہاد ہے

طلب علم میں کوشش کرنا ———— جہاد ہے

سنتوں کو قائم کرنے میں کوشش کرنا ———— جہاد ہے

بندے کا اپنے نفس کے ساتھ لڑنا ———— جہاد ہے

(۱) عورتوں کا نیک حج جہاد ہے:

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ عورتوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں غزوات کے جہاد میں شرکت کی اجازت دی جائے تو اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تمہارا جہاد نیک حج ہے

یعنی عورتوں کا حج کے مقدس سفر کے لئے تمام مشکلوں اور دشواریوں کو برداشت کرنا اور سفر کی تکالیف اٹھانا اور بہ شرائط شرعیہ شریعت کے مطابق حج کو ادا کرنا **"عورتوں کا جہاد ہے"**

(۲) ماں باپ کی خدمت کرنا جہاد ہے

ابو داؤد و ترمذی شریف میں ہے کہ ایک صحابی یمن سے چل کر اس غرض سے سرکار دو عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ کسی غزوہ کے جہاد میں شریک ہوں نبی علیہ السلام نے فرمایا کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں۔ عرض کیا ہاں نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

ففیہما جاھدوا۔ تو پھر ان ہی میں جہاد کرو۔

یعنی ماں باپ کی خدمت کرنا ان کے آرام آسائش کی تدبیریں اختیار کرنا ان کی خوشنودی مزاج کے خواہاں رہنا اور جہاں تک شریعت اجازت دیتی ہے ان کے ہر حکم کی تعمیل کرنا بھی **ایک جہاد ھے**
افسوس آج کل کے اکثر مسلمان اپنے اس جہاد کو بھولے ہوئے ہیں اور ماں باپ سے غلاموں جیسا سلوک کرتے ہیں۔ "**حالانکہ ماں باپ کا مرتبہ بہت بڑا ہے**"۔

(۳) ظالم حاکم کے سامنے حق بات کہدینا بہت بڑا جہاد ہے۔

ترمذی شریف میں ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

ان اعظم الجہاد کلمۃ عدلٍ عند سلطانٍ جائر

بیشک بہت بڑا جہاد ظالم حاکم کے سامنے حق بات کہہ دینا ہے۔

یعنی خطرناک سے خطرناک موقع پر حق وصداقت کے اظہار میں بے باک ہوجانا اور سچی بات کہدینا یہ بھی جہاد ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ نے جو دولت عطا فرمائی ہے اسکو حق کی سربلندی۔ دین کی سرخروئی کیلئے خرچ کرنا جہاد بالمال ہے"

مالی جہاد کرنے کے یہ معنیٰ ہیں کہ مسلمان کو رب تعالیٰ نے جو دولت عطا فرمائی ہے اس کو حق کی

سربلندی اور دین کی سرخروئی کے لئے خرچ کرے اور اسلام کے لئے اپنی ہر ملکیت کو قربان کرنے اور اپنی دولت اور سرمایہ کو نثار کرنے کیلئے تیار رہے۔ مال کی جھوٹی محبّت کو دین کی محبت پر قربان کردے اور خدا کی دی ہوئی دولت کو اس کی مرضی و منشاء کے راستوں پر صرف کرے۔ قرآن کریم میں جگہ بہ جگہ جہاد بالمال کی تنبیہ وتاکید کے لئے آیتیں موجود ہیں جن میں سے ایک یہ آیت ہے۔

وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ (اور اللہ کی راہ میں اپنے مال وجان سے جہاد کرو) میدان جنگ میں ذاتی وجسمانی شرکت ہر شخص کے لئے ممکن نہیں ہے مگر شریعت نبویہ علیٰ صاحبھا التحیہ کا احسان ہے کہ اس نے مالی شرکت ہر مسلمان کیلئے آسان کردی ہے۔ چنانچہ مجاہدین کے لئے آلات حرب وضرب اور ضروریاتِ جنگ کو مہیا کرنے کے لئے مال خرچ کرنا یتیموں، مسکینوں محتاجوں کی امداد واعانت کرنا بھی جہاد بالمال ہے۔

صحیح مسلم وبخاری میں ہے:

اسلامی مملکت کی سرحدوں کی حفاظت اور بچانے کیلئے سرحد پر ایک گھوڑا باندھنا تاکہ بوقت ضرورت اس گھوڑے سے کفار کے حملوں کی مدافعت کی جائے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔

مسلم شریف کی دوسری حدیث میں ہے کہ نبی کریم علیہ السّلام نے فرمایا:

"راہِ خدا میں سرحد پر ایک دن اور ایک رات گھوڑا باندھنا ایک مہینے کے روزے اور قیام سے بہتر ہے۔ اگر گھوڑا باندھنے والا اسی حال میں فوت ہوجائے تو جو عمل کرتا تھا۔ وہ جاری رہے گا اور فتنۂ قبر سے محفوظ رہے گا۔"

غرض کہ جہاد بالمال میں ہر وہ شخص شریک ہو سکتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے کچھ مال و دولت عطا فرمائی ہے مگر شرط ہے کہ نیت صادقہ و خالصہ کے ساتھ دین کو سربلند رکھنے کیلئے صرف ہو۔

اگرچہ مال کی قربانی بھی سخت دشوار ہے۔ اور جان کی قربانی بھی سخت مشکل ہے بہت سے لوگ ہیں جو جان کے بچاؤ میں مال و دولت کی پرواہ نہیں کرتے اور اکثر ایسے لوگ بھی ہیں جو مال کے لئے اپنی جان کو بھی ہلاکت میں ڈال دیتے ہیں لیکن جہاں مال و جان دونوں کو نثار کرنے کا سوال ہو۔

"وہاں پورا اترنا اللہ تعالیٰ کے نیک اور مخلص بندوں ہی کا کام ہے"

بعض اوقات یہی مال و دولت جان و عزت انسانوں کو ان کے فرائض ذاتی قومی واجبات اخلاقی و دینی کے ادا کرنے میں سخت حائل ہو جاتے ہیں۔

"لیکن راہِ خدا کے فدائی ہر شئی کو مولیٰ کی رضا پر قربان کر دیتے ہیں"

(۵) اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے علم حاصل کرنا "جہاد بالعلم ہے"

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:۔

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ (سورۂ حج) اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا حق ہے جہاد کرنے کا۔

اس آیت کریمہ میں جہاد سے مراد علم الٰہی کی تحصیل، رضائے ربانی کا حصول۔ تقرّب سبحانی کا شوق اور مدارج روحانی کا ارتقاء مراد ہے۔ اس میں شک نہیں کہ دنیا کا تمام شر و فساد جہالت کا نتیجہ ہے اور اس جہالت و گمراہی، عصیاں و طغیاں کو روکنا ہر مسلمان کا مذہبی فریضہ ہے ایک انسان کو اگر اللہ جل مجدہٗ نے علم و فہم معرفت و دانش کی روشنی عطا فرمائی ہے تو اس کا فرض ہے کہ وہ اس روشنی سے دوسرے لوگوں کے دلوں کو بھی روشن کر دے۔

تلوار سے دل میں وہ اطمینان و سکون نہیں پیدا ہو سکتا جو دلیل و برہان سے ہوتا ہے۔
چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے، "اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ" سورہ نحل
اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکّی تدبیر اور اچھی نصیحت سے

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ:

"جہاد بالعلم کا درجہ جہاد بالنّفس اور جہاد بالمال سے بھی بڑا ہے"

اسی لئے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ حتیّ الامکان دین کی نصرت و حمایت اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت دین کے دائرے کو اتنا وسیع کر دے کہ دنیا کی کوئی بستی اور کوئی قوم ایسی نہ رہے جسے اسلام کی دعوت نہ پہونچ جائے۔

نیز جہاد بالعلم کی راہ میں گامزن ہونے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ایک مخصوص جماعت صرف اسی کام کیلئے اپنے آپکو وقف کر دے اور سوائے تبلیغ و اشاعت اسلام کے ان کیلئے اور کوئی کام نہ ہو نیز اسی جہاد بالعلم کا دوسرا نام اَمْرِبِالْمَعْرُوف نیکی کا حکم کرنا اور نَہْیٌ عَنِ الْمُنکر برائیوں سے روکنا ہے۔

(۶) کلمۂ حق کو بلند کرنے کیلئے اپنی جان و مال عزّت و ناموس کی حفاظت کے لئے ظالموں اور کافروں کے ظلم و تشدد کے دور کرنے اور مٹانے کے لئے لڑنا" یہ بھی جہاد ہے"۔

جب کفّار و مشرکین حملہ کر رہے ہوں اور ہجوم کر آئیں تو اس وقت جہاد ہر مسلمان مرد و عورت و غلام سب پر فرض عین ہے اور ایسی نازک صورت میں عورت کو خاوند اور غلام کو اپنے آقا سے اجازت لینے کی بھی

ضرورت نہیں رہتی۔ ماں باپ بھی اگر اس موقع پر اجازت نہ دیں تو پھر بھی جہاد میں شریک ہونا ضروری ہے حتیٰ کہ مریض کے لئے بھی حکم ہے کہ وہ اس جہاد میں شریک ہو۔

حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص اپنے مال و جان عزت و ناموس کے بچاؤ میں مارا جائے وہ شہید ہے"

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اذن للذین یقتلون بانھم ظلموا۔ (اجازت) عطا ہوئی انہیں جن سے کافر لڑتے ہیں اس بنا پر کہ ان پر ظلم ہوا۔ وان اللہ علے نصرھم لقدیر: (سورۂ حج) اور بیشک اللہ ان کی مدد کرے، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق: وہ جو اپنے گھروں سے ناحق نکالے گئے صرف اتنی بات پر الاان یقولوا ربنا اللہ: کہ انہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے۔

اس آیتِ کریمہ کی شانِ نزول یہ ہے کہ کفارِ مکہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر روز ہاتھ اور زبان سے شدید ایذائیں دیتے اور آزار پہونچاتے رہتے تھے۔ اور صحابہ کرام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں پہنچتے تھے کہ کسی کا سر پھٹا ہوا ہے کسی کا ہاتھ ٹوٹا ہوا ہے کسی کا پاؤں بندھا ہوا ہے۔ روزمرہ اس قسم کی شکایتیں سرکار دوعالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں پہونچتی تھیں اور اصحاب کرام کفار کے مظالم کی حضور کے دربار میں فریاد کرتے حضور یہ فرماتے کہ صبر کرو مجھے ابھی جہاد کا حکم نہیں دیا گیا ہے جب حضور نے مدینہ طیبہ کو ہجرت فرمائی تب یہ آیت نازل ہوئی۔

"اور یہ وہ پہلی آیت ہے جس میں کفار کے ساتھ جنگ کرنے کی اجازت دی گئی ہے"

اس آیت کریمہ میں یہ ارشاد ہے کہ کفار و مشرکین سے اپنی جان و مال عزت و ناموس کی حفاظت اور ان کے ظلم

اور اسی جذبہ صادقہ کے ساتھ میدان کارزار میں جان جیسی عزیز چیز کو قربان کر دینا عبدیت کا وہ اعلیٰ مقام ہے جس پر ہفت کشور کی سلطنت و حکومت بھی نثار کی جا سکتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

حدیث: تیری وجہ سے ایک شخص کو ہدایت ہو جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ تجھے زمین کا وہ خطہ مل جائے جہاں سے جہاں تک آفتاب کی روشنی پڑتی ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا جہاد۔ ملک گیری و بادشاہت و حکومت و سلطنت مال و دولت کے لئے نہیں تھا۔ بلکہ ان کا جہاد اسلام کی سربلندی دین حق کی اشاعت اپنی حفاظت یا مظلوم مسلمانوں کی نصرت و اعانت کیلئے ہوتا تھا اور یہ اپنی حفاظت یا مظلوم کی حمایت بھی۔

صرف اس لئے تھی کہ اسلام کا اقتدار ہے اور انسان خداوند قدوس کی حاکمیت کو تسلیم کرے اور تمام ضروریاتِ دین پر ایمان لے آئے اور پوری روئے زمین پر خداوند قدوس اور اس کے رسول برحق کے احکامات کا نفاذ ہو۔

دعا کیجئے کہ ہمارا مرنا جینا جہاد کرنا خدا کیلئے ہو۔ خداوند قدوس کے حبیب جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی رضا کیلئے ہو۔ ملک گیری مال و دولت دنیاوی عیش و عشرت کیلئے نہ ہو۔

بسم الله الرحمٰن الرحيم   نحمدهٗ ونصلی علی رسوله الكريم

مسلمانوں کا ملک مصر میں داخلہ

جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے شام کے ساحلی علاقوں کو فتح کرلیا اور مکمل قبضہ حاصل کرلیا تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خط حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس روانہ کیا۔ خط کا مضمون اس طرح پر تھا : ---

یہ خط ہے **عمرو بن العاص** کی جانب سے امین الامۃ **ابوعبیدہ بن الجراح** کے نام میں حمد وثناء کرتا ہوں اللہ تبارک وتعالیٰ کی اور درود بھیجتا ہوں اللہ کے پیارے حبیب ﷺ پر، اس کے بعد یہ خبر دیتا ہوں کہ میں نے ملک شام کے ساحلی علاقوں کو فتح کرلیا ہے۔ ہرقل بادشاہ روم کا بیٹا قسطنطین قیساریہ سے اپنے اہل وعیال اور مال و اسباب وخزانے وغیرہ کو لیکر کشتیوں کے ذریعے قسطنطنیہ اپنے باپ ہرقل کے پاس جاچکا ہے اور اب میں قیساریہ میں ٹھہرا ہوا ہوں اور آپ کے حکم کا منتظر ہوں۔ آپ پر اور جملہ مسلمانوں پر سلام اور اللہ کی رحمت و برکت ہو۔

★ اسی انداز کا ایک خط حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضرت سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام روانہ کیا۔ آپ نے اپنے خط میں حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مجاہدانہ کارناموں کا تذکرہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے قید ہونے اور پھر اللہ کے کرم سے رہا ہونے کا بھی تفصیلی تذکرہ کیا تھا۔

★ حضرت سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ دونوں خط اس وقت ملے جب کہ آپ ''حلب'' سے ''طبریہ'' کی جانب کوچ کر چکے تھے اور مقام ''زراعہ'' پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ جب آپ نے ان دونوں خطوں کو پڑھا تو خوشی سے آپ کا چہرہ چمکنے لگا۔ مسلمانوں نے خوشی اور جوش کے عالم میں تہلیل وتکبیر کے نعرے بلند کرنے شروع کر دئے۔

★ پھر اسی وقت حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک تفصیلی خط امیر المؤمنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام لکھا جس میں ملک شام کے ساحلی علاقوں کے فتح کی خوش خبری کے ساتھ حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کارناموں کا بھی بہت تفصیل سے تذکرہ کیا، پھر اس خط کو حضرت عرضجہ بن مازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدست امیر المؤمنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس روانہ کر دیا۔

★ حضرت عرضجہ بن مازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط لیکر مدینہ طیبہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ حضرت عرضجہ بن مازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رات دن مسلسل سفر کرتا ہوا جب میں مدینہ طیبہ پہونچا تو میں نے دیکھا کہ امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ سے نکل کر قریب کے ایک گاؤں جس کا نام ''خود'' تھا تشریف لے جا رہے ہیں۔ اس وقت میں ایک قیمتی ریشمی لباس پہنے ہوئے تھا اور میرے سر پر سونے کے تاروں سے بنی ہوئی ایک ریشمی چادر تھی، میں نے اپنی اونٹنی کو بٹھایا اور تیزی سے چل کر امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے قریب پہونچا اور سلام کیا۔ آپ نے میرے سلام کا جواب دیتے ہوئے مجھے غور سے دیکھا اور پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے کہا میں عرضجہ بن مازن ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ :

اے مازن کے بیٹے! رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں نجات ہے، یہ ریشمی کپڑے مردوں کے لئے حرام ہے، یہ عورتوں کے لئے جائز ہے اپنے اس ریشمی کپڑے کو فقراء مدینہ پر تصدق کر دو۔

★ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اے عرضجہ! ایک دن میں رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ :

اللہ کے پیارے حبیب ﷺ ایک ایسی چارپائی پر آرام فرما ہیں جو کھجوروں کی چھال سے بنی ہوئی تھی اور اس پر کوئی بچھونا بھی نہیں تھا۔ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کے جسم پاک پر کھجور کی چھالوں کے نشان بنے ہوئے تھے۔

★ یہ کیفیت دیکھ کر میں رونے لگا۔ اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا اے عمر! کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بیشک آپ اللہ کے رسول برحق ہیں اور آپ کا مرتبہ بہت بلند ہے، قیصر و کسریٰ عیش و آرام کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور آپ یہ تکلیفیں برداشت فرما رہے ہیں۔ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ :

اے عمر! دنیاوی عیش و عشرت ان کے لئے ہے اور آخرت کے عیش و آرام ہمارے لئے ہیں۔

★ حضرت عرضجہ بن مازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب امیر المؤمنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی گفتگو پوری فرمالی تو میں نے ان کو امین الامۃ حضرت سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط پیش کیا۔ آپ وہ خط پڑھ کر بہت خوش ہوئے اور دیر تک خداوند قدوس کی حمد وثناء کرتے رہے اور شکر ادا کرتے رہے۔

★ حضرت عرضجہ بن مازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں حضرت امیر المؤمنین کو خط دینے کے بعد میں اپنی خالہ حضرت عفیرہ بنت ابی ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مکان پر آ گیا رات وہیں گذاری، صبح کو میں نے اپنے وہ قیمتی ریشمی کپڑے اپنی خالہ کو دے دئے اور کہا کہ انہیں بیچ کر فقراء مدینہ پر تصدق کر دیں۔ اس لئے کہ اب دوبارہ ان کپڑوں کو پہن کر امیر المؤمنین کے سامنے جانا میں نے اچھا نہ سمجھا۔ اس کے بعد جب میں امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا تو آپ نے سلام کا جواب دیا اور ہنسے اور فرمایا کہ اے مازن کے بیٹے! وہ ریشمی کپڑا تم نے کیا کیا؟ تو میں نے انہیں بتایا کہ میں نے اپنے وہ کپڑے اپنی خالہ کو دے دئے ہیں کہ وہ انہیں بیچ کر مدینہ طیبہ کے فقراء ومساکین میں صدقہ کر دیں۔ امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر یہ آیت کریمہ پڑھی۔

وَمَا تَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيۡمٌ ۝ اور جو بھلائی کرو بیشک اللہ اسے جانتا ہے۔

★ پھر مجھ سے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ، میں بیٹھ گیا۔ آپ نے قلم ودوات منگا کر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خط کا جواب لکھا جس کا خلاصہ یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آخرت کی بھلائی پرہیزگاروں کے لئے ہے۔ یہ خط ہے اللہ کے بندے امیر المؤمنین عمر بن خطاب کی جانب سے ملک شام میں مسلمانوں کے سردار

ابوعبیدہ بن الجراح کے نام، حمد وصلوٰۃ کے بعد، مجھے بہت خوشی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ملک شام پر مسلمانوں کو مکمل فتح وغلبہ عطا فرمایا اور اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے جو وعدہ فرمایا تھا وہ پورا ہوا اور ہمیں جو بشارت دی تھی وہ سچی ثابت ہوئی۔

میں نے سنا ہے کہ بعض بدوی عربوں نے عیش وعشرت کو اپنا لیا ہے عمدہ غذائیں کھاتے ہیں، ریشمی لباس پہنتے ہیں اور فرائضِ الٰہی کی ادائیگی میں سستی کرتے ہیں۔ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے آپ کو ''امین الامۃ'' یعنی اپنی امت کا امانت دار فرمایا ہے لہٰذا آپ اپنی امانت داری کا پورا پورا حق ادا کریں خاص کر نماز کے بارے میں کہ جو لوگ نمازیں قضا کریں یا سستی برتیں آپ ان کو سزا دیں، یوں تو ہر فرض وواجب کی ادائیگی اپنے وقت پر ضروری ہے لیکن نماز کے متعلق ہم نے اللہ کے پیارے رسول ﷺ کا یہ انداز دیکھا ہے کہ اللہ کے پیارے نبی ﷺ ہمارے درمیان تشریف فرما ہوتے تھے لیکن

> جب نماز کا وقت آتا تو نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے اور نماز میں ایسا مشغول ہو جاتے گویا ہمیں پہچانتے ہی نہیں۔

اور میرا یہ خط پڑھنے کے بعد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مصر کی جانب روانہ کردو اور حضرت عامر بن ربیعۃ العامری اور کچھ دوسرے مقتدر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ان کے ساتھ کردو تا کہ حضرت عمرو بن العاص کو ان سے مشورہ کر کے کسی بھی کام کے انجام دینے میں آسانی ہو اور کچھ معتمد لوگوں کو ارض ربیعہ اور دیار حارث کی جانب روانہ کرو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمہیں کامیابی عطا فرمائے۔ تم پر اور تمام مسلمانوں پر اللہ کی رحمت وبرکت ہو۔

★ امیر المؤمنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خط لکھ کر حضرت عرضجہ بن مازن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیا اور بیت المال سے انہیں زادِراہ دلا کر حضرت سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس روانہ کر دیا۔ حضرت عرضجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمار کی راہ سے ملک شام کی جانب روانہ ہو گئے۔ جب آپ ''آبارلخم'' کے قریب پہونچے تو ''وادی القریٰ'' کے رہنے والے کچھ لوگ ملے تو آپ نے ان سے پوچھا کہ حضرت سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام میں اس وقت کس مقام پر ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ وہ طبریہ کے لئے روانہ ہو چکے ہیں اور مقام غباغب پر ٹھہرے ہوئے ہیں۔

★ حضرت عرضجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آبارلخم سے روانہ ہو کر غوپر اور جولان کے راستے سے طبریہ کے لئے روانہ ہو گئے اور چند دن سفر کرنے کے بعد مقام اردن پر آپ نے حضرت سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی اور سلام ودعا کے بعد امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط پیش کیا۔ حضرت سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے اس خط کو آہستہ آواز سے پڑھا پھر تمام مسلمانوں کے سامنے بلند آواز سے اس خط کو پڑھ کر اعلان فرمایا کہ اے مسلمانو! اگر مجھے معلوم ہوا کہ کسی نے نماز چھوڑی ہے یا فرائض میں سے کسی فرض کو ترک کیا ہے تو میں اسے دُرّے لگاؤں گا۔ خط پہونچنے کے دوسرے دن حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی طرابلس سے اپنا لشکر لیکر حضرت سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ گئے۔ حضرت سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط انہیں بھی سنایا، پھر سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خط کو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس روانہ کر دیا۔

★ جب حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر المؤمنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط ملا تو آپ نے اپنے لشکر کے ساتھ قیساریہ سے مصر کی جانب کوچ کر دیا۔ آپ کے ساتھ

حضرت یزید بن ابی سفیان اور حضرت عامر بن ربیعۃ العامری رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی نیز حضرت یوقنا بھی اپنے چار ہزار کے لشکر کے ساتھ آپ کے ہمراہ تھے۔

★ اسلامی لشکر نے قیساریہ سے مصر کی جانب اس طرح کوچ کیا کہ مصر کی طرف جانے والے راستے کے جنگلوں شہر قصبہ جات اور قلعوں کو اپنی داہنی جانب چھوڑ کر قیساریہ سے پچھم کی جانب سفر شروع کیا تاکہ عوام یا دشمن کے وہ جاسوس جو لشکر میں شامل ہیں انہیں یہ احساس ہو کہ اسلامی لشکر مدینہ طیبہ کی جانب واپس ہو رہا ہے۔ یہ ایک جنگی چال تھی یہاں تک کہ اسلامی لشکر سفر کرتا ہوا مقام ''مارغوبر'' پر پہونچا جس کو ''عقبہ ایلا'' بھی کہتے ہیں یہاں پہونچ کر لشکر اسلام نے سرزمین مصر کی جانب اپنا رخ موڑا۔ اس وقت سرزمین مصر کی سرحدیں بحر اسکندریہ کے ساحل سے عقبۂ کبیرہ، کنائیس اور دیرزجاج تک پھیلی تھیں اور یہاں قبطیوں کی حکومت تھی۔ قبطیوں کے بادشاہ کا نام ''مِقوَقس ابن راعیل'' تھا۔

★ مقوقس بادشاہ مصر بہت ہی دانا صاحب علم اور صاحب تدبیر تھا۔ اس نے اس زمانے کے مشہور حکیم ''تاذمون'' سے علم حاصل کیا تھا۔ حکیم تاذمون کے متعلق مشہور ہے کہ اس کے زمانے میں مصر کے علاقے میں سانپوں کی کثرت تھی اور مصر کے رہنے والے ان سے بہت پریشان تھے تو حکیم تاذمون نے ایک ایسی جھانجھ ایجاد کی تھی جسے بجانے پر اس جھانجھ کی آواز ایک تیر کی دوری تک جاتی تھی یعنی جب تیر کو کمان سے جوڑ کر پھینکا جائے تو جتنی دور تک وہ تیر جاتا تھا اتنی دور تک اس جھانجھ کی آواز جاتی تھی اور اس جھانجھ کی آواز میں یہ اثر تھا کہ سانپ اس جھانجھ کی آواز سن کر اپنے سوراخوں سے نکل کر بھاگ جاتے تھے اور جو سانپ نہیں بھاگتا تھا وہ مر جاتا تھا۔

★ مقوقس بادشاہ مصر کے زمانے میں قبطی لوگ بہت آرام و سکون اور عیش و عشرت کی زندگی گذار رہے تھے۔ مقوقس اگلی قدیم کتابوں کا بھی عالم تھا، اسے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کی تشریف آوری کا انتظار

تھا۔ چنانچہ جب اللہ کے پیارے حبیب ﷺ دنیا میں تشریف لائے اور اعلان نبوت فرمایا تو ایک خط
حضرت حاطب بن بلتعہ کے بدست مقوقس بادشاہ مصر کے پاس ارسال فرمایا جس کی تفصیل علامہ واقدی
علیہ الرحمہ نے اس طرح بیان کی ہے :

یہ خط **محمد** کی طرف سے ہے جو اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، مقوقس کی طرف جو قبطیوں کا سردار ہے، سلامتی ہو اس پر جو ہدایت کا پیروکار ہے۔

اما بعد میں تمہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں ،اسلام لے آؤ سلامت رہو گے۔ اور اللہ تعالیٰ تجھے دوگنا اجر عطا فرمائے گا۔ اور اگر تم روگردانی کرو تو سارے قبطیوں کی گمراہی کا گناہ تیری گردن پر ہوگا۔

اے اہل کتاب آجاؤ اس کلمے کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے اور یہ کہ ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے اور کسی چیز کو اس کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور ہم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے کو اپنا رب نہیں بنائیں گے اور اگر یہ لوگ روگردانی کریں تو کہو اے منکرو! گواہ رہنا ہم مسلمان ہیں۔

جب حضرت حاطب بن ابی بلتعہ قریشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کا خ
مبارک لیکر مصر کی جانب روانہ ہوئے تو مسلسل تین دن سفر کرنے کے بعد ''قوم بدر'' کے چشمے پر اتر۔
اور چاہا کہ اپنی اونٹنی کو پانی پلائیں کہ اچانک آپ کو دو شخص اونٹ پر سوار اور ایک شخص ایک چتکبر۔

گھوڑے پر سوار نظر آئے۔

سب سے پہلے جو شخص گھوڑے پر تھا وہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور پوچھا کہ اے شخص! تم کہاں سے آرہے ہو؟ اور کہاں جانے کا ارادہ رکھتے ہو؟ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے شخص میں ایک مسافر ہوں اور راہ کا چلنے والا ہوں۔ گھوڑے سوار نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اے شخص تم مجھ سے خوف نہ کرو ہم تمہیں کوئی تکلیف نہ پہونچائیں گے بلکہ ہم تینوں آدمی شہر یثرب (مدینہ طیبہ) جارہے ہیں کہ اگر ہمیں موقع مل جائے تو ہم محمد بن عبداللہ کو غفلت کی حالت میں قتل کردیں۔

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے دل میں سوچا کہ اگر اللہ تبارک و تعالیٰ مجھے قوت دیتا تو میں اپنے نبی کے ان دشمنوں سے ضرور جہاد کرتا، پھر میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے فرمایا ہے اَلْحَرْبُ خُدْعَةٌ لڑائی ایک داؤں ہے لہٰذا ان کے ساتھ کسی حیلہ وتدبیر سے جنگ کی جائے اور انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا جائے، اتنے میں وہ دونوں اونٹ سوار بھی میرے قریب آگئے اور آتے ہی ان میں سے ایک نے مجھ سے کہا کہ تم مجھے اصحاب محمد رسول اللہ معلوم ہوتے ہو؟ میں نے ان کی بد نیتی کا اندازہ لگاتے ہوئے کہا کہ اے شخص بغیر تحقیق کے کسی کے بارے میں کوئی رائے قائم کرلینا اچھا نہیں۔ میں بھی تمہاری طرح ایک مسافر ہوں اور میں بھی یثرب (مدینہ طیبہ) کا ارادہ رکھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ تمہارے ساتھ ہو جاؤں۔

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کہتے ہیں میں نے ان کو اعتماد میں لینے کے لئے کہا کہ میں نے سنا ہے محمد بن عبداللہ نے اپنا ایک قاصد مصر کے بادشاہ کے پاس بھیجا ہے مجھے اس کی تلاش ہے، کچھ ایسی اطلاعات بھی ہیں کہ وہ قاصد اس جنگل میں ٹھہرا ہوا ہے اور میں نے قریب کے ایک جنگل کی جانب اشارہ

کیا جس کا نام ''وادی الاراک'' تھا میں اکثر اس وادی میں کرتا تھا۔

★ پھر میں نے ان تینوں سے کہا کہ تم میں جو مضبوط دل والا بہادر ہو اس کو میرے ساتھ کر دو تا کہ میں اس کو ساتھ لیکر اس قاصد کو اس جنگل میں تلاش کروں۔ چنانچہ جو شخص گھوڑے پر سوار تھا وہ خود بخود میرے ساتھ چلنے کو تیار ہو گیا۔

★ چنانچہ میں اس گھوڑے سوار کو لیکر جنگل میں آیا اور جب میں نے اندازہ لگالیا کہ اب اس کے دونوں ساتھی اس کو دیکھ نہیں پا رہے ہیں تو میں اس کے سامنے آیا اور اس سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا میرا نام سیلاب بن عاصم الہمدانی ہے۔ میں نے کہا اے سیلاب مدینہ طیبہ میں داخل ہونا بڑے بہادر اور دلیر کا کام ہے اس لئے کہ وہاں علی مرتضیٰ، عمر فاروق وغیرہ جیسے بہادر لوگ موجود ہیں، پھر میں نے دوران گفتگو حسن تدبیر سے اس کی تلوار لے لی۔

★ پھر میں نے کہا اے عاصم کے بیٹے! میں تجھے بہتر اور اچھا سمجھتا ہوں اس لئے تیرے آگے چلنا مناسب نہیں سمجھتا تو مجھ سے ذرا آگے چلتا رہے اور میں تیرے ساتھ چلتا رہوں گا۔ اور میں مختلف انداز سے اس کی تعریف و توصیف کرتا ہوا اس کے ساتھ چلتا رہا۔

★ پھر میں نے پکار کر کہا کہ اے سیلاب! کیا تو اس سوار کو دیکھ رہا ہے جو جنگل کی اس جانب سے ہماری طرف آ رہا ہے۔ میرے اتنا کہنے پر سیلاب جنگل کی اس جانب غور سے دیکھنے لگا اور میں نے اسے اپنی طرف سے غافل پا کر ایک ہی وار میں اس کا سر اڑا دیا۔ اس کے بعد اس کے گھوڑے کو پکڑ کر قریب کے ایک درخت سے باندھ دیا تا کہ یہ بھاگ کر اس کے ان دونوں ساتھیوں کے پاس نہ جا سکے۔

★ پھر میں بڑی تیزی سے ان دونوں کے پاس آیا جو ہمارا اور سیلاب کا انتظار کر رہے تھے۔ میں نے آ کر ان سے کہا کہ تم لوگوں کو بشارت ہو کہ ہم نے اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کر لی ہے مگر قاصد ایک

نہیں دو ہیں اور وہ دونوں غفلت کی نیند سو رہے ہیں لہٰذا تمہارے ساتھی سیلاب نے ہمیں بھیجا ہے کہ میرے دونوں ساتھیوں میں سے ایک کو بلا لو تا کہ ہم تینوں مل کر ان دونوں قاصدوں کو گرفتار کر لیں لہٰذا تم دونوں میں سے ایک میرے ساتھ فوراً چلے تا کہ ان دونوں کے بیدار ہونے سے پہلے انہیں اپنی گرفت میں لے لیں اور ایک شخص ٹھہر کر یہاں سامان کی نگہبانی کرے۔

★ حضرت حاطب بن بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان میں سے ایک فوراً میرے ساتھ روانہ ہو گیا۔ میں راستہ بدل کر اسے جنگل میں لایا اور دوران گفتگو میں نے اس سے اس کا نام پوچھا تو اس نے بتایا کہ میرا نام عبداللات ہے۔ پھر میں نے کہا کہ بہتر ہے کہ ہم سواری سے اتر کر پیدل چلیں تا کہ خاموشی سے ہم اپنا کام کر لیں سواریوں پر چلنے میں خطرہ ہے کہ سواریوں کے چلنے کی آواز سے کہیں وہ بیدار نہ ہو جائیں اور ہمیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے چنانچہ اس نے ہماری بات مان لی اور ہم دونوں پیدل ہو گئے۔

★ چند قدم چلنے کے بعد میں نے جنگل کی ایک جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اے عبداللات ادھر سے مجھے کچھ غبار اڑتا ہوا نظر آ رہا ہے کہیں محمد رسول اللہ ﷺ کے اصحاب نہ آ رہے ہوں۔ میرے اتنا کہنے پر عبداللات حیرانی اور بے خودی کے عالم میں جدھر میں نے اشارہ کیا تھا غور سے دیکھنے لگا۔ میں نے اسے غافل پا کر اس کا سر بھی ایک وار میں اڑا دیا۔

★ پھر میں تیسرے شخص کی طرف آیا۔ جب اس تیسرے شخص نے مجھے اکیلا آتے ہوئے دیکھا تو سمجھ گیا کہ میں نے حیلہ وتدبیر سے اس کے دو ساتھیوں کو قتل کر دیا ہے۔ میرے قریب پہونچتے ہی اس نے مجھ پر حملہ کر دیا، کچھ دیر کی لڑائی کے بعد میں نے اس تیسرے شخص کو مار ڈالا، پھر میں نے ان تینوں کے سامان اور سواریوں کو جمع کیا اور وہیں چشمے کے قریب آباد اپنے ایک دوست کے حوالہ کیا اور میں خود مصر کی جانب روانہ ہو گیا۔

★ حضرت حاطب بن بلتعہ کہتے ہیں کہ جب میں مصر میں داخل ہوا تو قبطیوں کی ایک جماعت نے مجھے گھیر لیا اور پوچھنے لگے کہ اے شخص! تو کہاں سے آیا ہے؟ میں نے انہیں بتایا کہ میں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا ایلچی ہوں اور تمہارے بادشاہ کے نام ان کا خط لیکر آیا ہوں۔

★ یہ سن کر قبطیوں نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا اور بادشاہ مصر مقوقس کے محل تک لے گئے اور مقوقس کو میرے آنے کی اطلاع دی۔ فوراً ہی مقوقس نے مجھے اپنے دربار میں بلوایا۔ جب میں مقوقس کے دربار میں پہونچا تو دیکھا کہ مقوقس یاقوت وجواہرات سے مرصع تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ حُجّاب یعنی پہرے دار اور محافظ اس کے اردگرد بڑی ہوشیاری کے ساتھ کھڑے ہیں۔

★ پھر ایک حاجب نے مجھ سے کہا کہ اے عربی بھائی! جو خط تم اپنے سردار کی جانب سے لے کر آئے ہو اسے بادشاہ کو پیش کرو۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کہتے ہیں کہ میں نے آگے بڑھ کر اپنے ہاتھ سے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کا مبارک خط مقوقس بادشاہ مصر کے ہاتھوں میں دیا۔

★ مقوقس نے خط کو ادب سے لیا، بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا اور کہا کہ نبی عربی کا یہ خط مبارک ہو۔ پھر اپنے وزیر جس کا نام ''باکلین'' تھا خط دے کر کہا اسے پڑھ کر مجھے سناؤ۔ باکلین نے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کا پورا خط پڑھ کر مقوقس کو سنایا۔ خط کو سننے کے بعد مقوقس نے اپنے ایک خاص غلام سے کہا کہ میں نے جو جامہ دان تجھ کو دیا ہے اسے لے آ۔ غلام نے جامہ دان لاکر مقوقس بادشاہ کے سامنے رکھ دیا۔

★ مقوقس نے اس جامہ دان کو کھولا اور اس میں سے ایک خوبصورت قیمتی کپڑا نکالا، اس کپڑے میں حضرت آدم علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی تصویریں تھیں اور ان کے اوصاف لکھے ہوئے تھے۔ سب کے آخر میں حضور ﷺ کی تصویر پاک اور آپ کی تعریف وتوصیف لکھی ہوئی تھی۔

★ اس کے بعد مقوقس نے اپنے وزیر سے کہا کہ اس عربی سے کہو کہ یہ اپنے نبی کے حالات بیان

کرے۔ وزیر نے حضرت حاطب بن بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اے برادر عربی! بادشاہ تم سے کہہ رہے ہیں کہ تم اپنے نبی کے حالات اور اوصاف بیان کرو۔ حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ کس کی مجال ہے کہ ہمارے نبی کے اعضاء میں سے کسی ایک عضو پاک کی تعریف بیان کر سکے۔ وزیر نے کہا پھر بھی تم سے جو بھی ہو سکے بیان کرو۔

★ چنانچہ وزیر کے اصرار پر حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر سرکار دو عالم ﷺ کے اوصاف حمیدہ اس طرح بیان فرمائے۔

☆ ہمارے نبی ﷺ بہت ہی خوبصورت اور خوشرو ہیں ☆ علموں کے بانٹنے والے ہیں ☆ میانہ قد ہیں ☆ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت مثل چاند کے روشن ہے ☆ آپ انکسار، تواضع، دیانتداری اور پاکدامنی کے پیکر ہیں ☆ اللہ تعالیٰ آپ کا محافظ حقیقی ہے ☆ بینی مبارک (ناک) بلند اور بہت خوبصورت ☆ آپ کی پیشانی مبارک کشادہ اور روشن ہے ☆ آپ کے رخسار مبارک نرم اور لبہائے مبارکہ باریک خوبصورت ہیں ☆ آپ کے اگلے دندان مبارک ایسے چمکتے ہیں جیسے ان سے نور نکل رہا ہو ☆ آپ کی دونوں آنکھوں میں اچھی سیاہی ہے ☆ آپ کے دونوں ابرو مبارک باریک ہیں اور قدرے دراز ہیں ☆ آپ کی زبان مبارک فصیح ہے اور نسب شریف آپ کا خالص اور بزرگتر ہے۔

★ جب حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی گفتگو مکمل کی تو مقوقس بادشاہ مصر نے کہا کہ اے برادر عربی! تم سچے ہو تم نے اپنے نبی کی جو تعریف بیان کی ہے یہی تعریف اور حلیہ

ہمارے پاس بھی لکھا ہے۔

★ ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ کھانے کے لئے دستر خوان بچھا دیا گیا اور بادشاہ کے خادموں نے مجھ سے کہا کہ میں بھی بادشاہ کے ساتھ دستر خوان پر کھانا کھاؤں، لیکن میں نے انکار کیا، میرے انکار کو دیکھ کر بادشاہ ہنسا اور کہا کہ اے برادر عربی! میں اچھی طرح ان چیزوں کو جانتا ہوں جو تمہارے لئے حلال ہیں اور جو تمہارے لئے حرام ہیں۔ اسی لئے میں نے پہلے ہی اپنے خادموں کو حکم دیا ہے کہ دستر خوان پر تمہارے سامنے پرندوں کا گوشت لایا جائے۔ حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے بادشاہ! ان سونے اور چاندی کے برتنوں میں ہمارے لئے کھانا منع ہے۔ حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اتنا کہنے پر بادشاہ نے آپ کے لئے مٹی کے برتن منگوائے، چنانچہ آپ نے ان برتنوں میں کھانا کھانا شروع کیا۔ پھر مقوقس بادشاہ مصر نے کھانے کے دوران اس طرح گفتگو شروع کی :

مقوقس : اے برادر عربی! تمہارے نبی کون سا کھانا زیادہ پسند کرتے ہیں؟

حضرت حاطب : ہمارے نبی ﷺ کدو کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔

مقوقس : تمہارے نبی کس برتن میں پانی پیتے ہیں؟

حضرت حاطب : ہمارے نبی ﷺ لکڑے کے پیالے میں پانی پیتے ہیں۔

مقوقس : کیا تمہارے نبی ھدیہ قبول کرتے ہیں؟

حضرت حاطب : ہاں! ہمارے نبی ﷺ ہدیہ قبول فرماتے ہیں۔

مقوقس : کیا تمہارے نبی صدقہ بھی قبول کرتے ہیں؟

حضرت حاطب : ہمارے نبی ﷺ صدقہ قبول نہیں فرماتے۔

مقوقس : کیا تمہارے نبی سرمہ لگاتے ہیں؟

حضرت حاطب : ہاں! ہمارے نبی ﷺ سنگ اِثمِدْ کا سرمہ استعمال فرماتے ہیں۔ دائیں آنکھ میں تین بار اور بائیں آنکھ میں دوبار اور آپ کا فرمان یہ بھی ہے جو شخص چاہے زیادہ بھی لگائے۔ آپ آئینہ بھی دیکھتے ہیں اور بالوں میں کنگھی بھی کرتے ہیں اور آئینہ، کنگھی، سرمہ دانی اور مسواک برابر آپ کے ساتھ رہتی ہیں۔

مقوقس : تمہارے نبی جب کسی لشکر کو لیکر چلتے ہیں تو ان کے جھنڈے کا رنگ کون سا ہوتا ہے؟

حضرت حاطب : ہمارے نبی کے جھنڈے کا رنگ سیاہ وسفید ہوتا ہے اور اس پر **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** لکھا ہوتا ہے۔

مقوقس : کیا تمہارے نبی کے پاس کوئی تخت بھی ہے جس پر وہ بیٹھتے ہوں؟

حضرت حاطب : ہاں! ہمارے نبی ﷺ کے پاس ایک تخت ہے جس کے پائے لوہے کے ہیں اور آپ کے پاس قبہ نما چمڑے کا ایک خیمہ ہے جس میں کم وبیش چالیس آدمی بیٹھ سکتے ہیں۔

مقوقس : تمہارے نبی کس قسم کا گھوڑا پسند کرتے ہیں؟

حضرت حاطب : ہمارے نبی ﷺ اس گھوڑے کو پسند کرتے ہیں جس کے اوپر کے لب میں سفیدی ہو اور اس کے چاروں پیر سفید ہوں اور اس کے بال اور دم سرخ ہوں۔

★ مقوقس بادشاہ مصر کے نام اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے جو خط تحریر فرمایا تھا وہ اس طرح تھا۔

> یہ خط **محمد** کی طرف سے ہے جو اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، مقوقس کی طرف جو قبطیوں کا سردار ہے، سلامتی ہو اس شخص پر جو ہدایت کا پیرو کار ہے۔
>
> **اما بعد میں تمہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں، اسلام لے آؤ**

سلامت رہو گے۔ اور اللہ تعالیٰ تجھے دوگنا اجر عطا فرمائے گا۔ اور اگر تم روگردانی کرو تو سارے قبطیوں کی گمراہی کا گناہ تیری گردن پر ہوگا۔

اے اہل کتاب آجاؤ اس کلمے کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے اور یہ کہ ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے اور کسی چیز کو اس کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور ہم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے کو اپنا رب نہیں بنائیں گے اور اگر یہ لوگ روگردانی کریں تو کہو اے منکرو! گواہ رہنا ہم مسلمان ہیں۔

الله
رسول
محمد

مقوقس نے ہاتھی دانت کی ایک ڈبیا منگوائی اور بڑے ادب واحترام سے یہ گرامی نامہ اس میں رکھا اور اپنی ایک خاص کنیز کے حوالے کر دیا اور اسے حکم دیا کہ وہ اسے حفاظت سے رکھے۔ پھر ایک عربی داں کاتب کو بلوایا اور اسے بارگاہ رسالت میں پیش کرنے کے لئے ایک عریضہ املا کرایا جسکا مضمون یہ تھا :،،،

بسم الله الرحمٰن الرحیم محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں مقوقس عظیم قبط کی طرف سے۔ آپ پر سلام

امابعد میں نے آپ کا مکتوب گرامی پڑھا، اس کے مندرجات کو اور جس دین کو قبول کرنے کی آپ نے دعوت دی ہے اسے سمجھا، مجھے اس بات کا علم تھا کہ ایک نبی کی آمد ہوگی، لیکن میرا خیال تھا کہ وہ ملک شام سے ظاہر ہوگا۔ میں نے آپ کے

قاصد کی عزت وتکریم کی ہے۔ میں حضور کی خدمت میں دوکنیزیں بھیج رہا ہوں جن کی اہل قبط کی نظروں کی بڑی قدر ومنزلت ہے، ایک خلعت اور ایک خچر حضور کی سواری کے لئے پیش ہے۔ والسلام علیک۔

★ مقوقس نے اپنے اسلام قبول کرنے کے بارے میں کچھ نہیں لکھا۔ ان دوکنیزوں میں سے ایک کا نام ''ماریہ'' تھا جن کو حضور نے کاشانۂ نبوت میں شمولیت کا اعجاز بخشا اور انہیں کے بطن سے سرور انبیاء ﷺ کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تولد ہوئے۔ جنہوں نے کمسنی میں اٹھارہ ماہ کی عمر میں وفات پائی۔ دوسری کنیز کا نام ''سیرین'' تھا جنہیں حضور ﷺ نے اپنے درباری شاعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرمایا۔ انہیں حضرت سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔ مقوقس نے جو خچر بھیجا تھا اس کا رنگ سفید تھا۔ یہ خچر ''دلدل'' کے نام سے مشہور ہوا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ تک زندہ رہا۔

★ مقوقس بادشاہ مصر حقیقت کو جاننے کے باوجود ایمان نہ لایا اور مشرف بہ اسلام نہ ہوسکا۔ اسی بادشاہ کے زمانے میں ہی مصر میں ایک اور بہت قابل حکیم تھا جس کا نام ''عطماؤس'' تھا۔ اس حکیم نے بڑی محنت کر کے ☆ ایک چرخہ اور ہوا سے چلنے والی چکی بنائی تھی ☆ وہ ہواؤں کی تاثیر اور ان کے چلنے کی وجہوں سے واقف تھا ☆ سونے اور چاندی کی خاصیتوں سے واقف تھا۔

★ حکیم عطماؤس اگلی کتابوں کا بھی عالم تھا اور اچھی طرح جانتا تھا کہ

اللہ تبارک وتعالیٰ نبی آخرالزماں ﷺ کو عرب کی سرزمین میں مبعوث فرمائے گا جو لوگوں کو خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کی دعوت دیں گے اور انہیں کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی طرف بلائیں گے اور ان کا دین پوری روئے زمین پر پھیل جائے گا اور ان کے اصحاب پورب سے پچھّم تک روئے زمین کے مالک ہو جائیں گے۔

★ حکیم عطماؤس نے اپنی حکمت کے ذریعہ رائیل بن قطماؤس کے زمانے میں موضع عین الشّمس میں ستونوں پر ایک عمارت بنائی تھی اور اس عمارت پر خولدار کئی تصویریں بنائی تھیں اور ان تصویروں کا منہ مصر کی جانب رکھا تھا اور اس پر قبطی زبان میں یہ عبارت بھی لکھی تھی ------

اِذَا دَارَتْ هٰـذِهِ الْاَشْـخَـاصُ وُجُوْهُهَا مِـمَّا يَلِـیَ الْحِجَازُ فَقَدْ قَرَّبَ مُلْکَ الْعَرَبِ...	جب یہ تصویریں اپنے منہ حجاز کی طرف پھیرلیں تو اس وقت عربوں کی سلطنت کا زمانہ قریب ہوگا۔

★ راوی کا بیان ہے کہ جب اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی جانب ہجرت فرمائی تھی تو اسی زمانہ میں مقوقس شکار کی غرض سے موضع عین الشّمس کی جانب آیا ہوا تھا اور جب وہ موضع عین الشّمس میں پہونچا تو ---------

ان تصویروں سے آوازیں بلند ہوئیں اور ان کے منہ حجاز کی طرف پھر گئے۔

★ مقوقس بادشاہ مصر نے یہ حالت دیکھ کر یقین کرلیا کہ اب میری سلطنت کا زوال یقینی ہے اور مسلمان

کچھ دنوں کے بعد ملک مصر کے مالک ہو جائیں گے۔ لہٰذا وہ شکار کا ارادہ ترک کر کے اپنے محل میں واپس آ گیا اور اپنا دربار منعقد کیا۔ راہبوں، قسوں اور بڑے بڑے قبطی سرداروں کو جمع کیا اور ان سے کہا،،،

اے عیسائی مذہب کے ماننے والو! تمہارا زمانہ گذر گیا اور بہت جلد تمہاری بادشاہت ختم ہو جائے گی۔ اور اب یہ زمانہ نبی آخر الزماں کا ہے جن کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ ممکن ہے کہ وہ مبعوث ہو چکے ہوں یا عنقریب مبعوث ہونے والے ہوں۔

ان کے اصحاب میں ایک شخص (یہ اشارہ امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب ہے) ذلیل کرے گا ظالموں کو اور زیر کرے گا بڑے بڑے بادشاہوں کو اور فتح کرے گا شہروں کو اور ہمارے اس پائیہ تخت کا وہ مالک بن جائے گا۔

ان کے اصحاب میں ایک شخص (یہ اشارہ امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب ہے) ذلیل کرے گا ظالموں کو اور زیر کرے گا بڑے بڑے بادشاہوں کو اور فتح کرے گا شہروں کو اور ہمارے اس پائیہ تخت کا وہ مالک بن جائے گا۔ لہٰذا اے میری قوم کے لوگو! تم اپنے آپ کو نیک بناؤ، رعایا پر ظلم کرنے سے بچو، ایک دوسرے پر دست درازی نہ کرو، یہ دنیا ہمیشہ کسی کے ساتھ نہیں رہی، جس طرح تم نے اپنے اگلوں سے یہ ملک حاصل کیا ہے تمہارے بعد والے تم سے حاصل کرلیں گے، تم اپنی نیتوں کو درست رکھو، اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرو، اگر تم ایسا کرو گے تو میں امید رکھتا ہوں کہ تم کو دشمنوں پر غلبہ حاصل رہے گا، اور اگر تم نے اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کی تو ہلاکت و بربادی تمہارے لئے ضروری ہے۔

★ قبطیوں نے مقوقس کی تقریر سنی اور فکر مند ہو کر آپس میں مستقبل کے لئے غور و فکر اور صلاح مشورہ کرنے لگے۔

★ اس سے پہلے آپ پڑھ چکے ہیں کہ اسلامی لشکر نے ''عقبۃ ایلا'' پر پہونچ کر اپنا رخ مصر کی جانب موڑا اور مصر کی جانب بڑھنا شروع کیا اور مقام ''رفح'' پر پہونچ کر رک گیا۔ یہاں حضرت عمرو بن العاص اور حضرت یوقنا نے آگے کے سفر کے لئے مشورہ کیا۔.........

★ حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرا خیال ہے کہ میں اپنے لشکر کو لیکر آپ سے آگے چلوں، ممکن ہے کہ میں کسی حیلہ و تدبیر سے قبطیوں پر غلبہ حاصل کرلوں تا کہ آپ کو اپنے اس بڑے لشکر کو لیکر آگے بڑھنے اور مصر کو فتح کرنے میں آسانی ہو۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت یوقنا کی رائے کو پسند کیا اور انہیں آگے جانے کی اجازت دیدی۔

★ چنانچہ حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لشکر کو لیکر رات کے وقت ''قرمہ'' کی جانب روانہ ہو گئے ۔ جب حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام عریش پر پہونچے تو وہاں کے لوگ حضرت یوقنا کے پاس آئے جو عربی النسل عیسائی تھے اور پوچھا کہ اے بطریق! تم ہمیں بتاؤ کہ اس طرف تمہارے آنے کی وجہ کیا ہے؟

★ حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں بھی رومی ہوں اور یہ میرا لشکر ہے، چونکہ عرب لوگوں نے پورے ملک شام پر قبضہ کرلیا ہے اور وہاں کے حاکموں اور بادشاہوں کو پراگندہ کر دیا، لہٰذا میں اپنا لشکر لیکر اس جانب آ گیا ہوں کہ بادشاہ مصر مقوقس کے زیر سایہ رہ کر بقیہ زندگی گذار دوں۔

★ عریش کے لوگوں نے پوچھا کہ ہرقل بادشاہ روم کے بیٹے قسطنطین کا کیا حال ہے؟ حضرت یوقنا نے کہا کہ تم قسطنطین کا حال کیوں پوچھ رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ مقوقس بادشاہ مصر نے اپنی بیٹی ارمانوسہ کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا ہے اور رخصتی کی پوری تیاری کرلی ہے، قسطنطین اپنی بیوی ارمانوسہ کو

آ کر لے کیوں نہیں جاتا۔ حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اس کا مجھے علم نہیں ہے۔

★ عریش کے لوگوں سے اتنی گفتگو کرنے کے بعد حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھ گئے۔ راستہ میں ''قلعہ واردہ''۔ ''قلعہ بلقارہ'' وغیرہ کے قریب سے گذرے اور وہاں کے لوگوں نے جب آپ سے ادھر آنے کی وجہ پوچھی تو آپ ان کو مناسب انداز پر جواب دیتے ہوئے قرمہ کی جانب سفر کرتے رہے یہاں تک کہ آپ قرمہ پہونچ گئے۔

★ جب حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرمہ کے قریب پہونچے تو دیکھا کہ قلعہ قرمہ کے باہر بہت سے بڑے بڑے خیمے لگے ہیں۔ قلعہ قرمہ یہ دریائے تینس کے کنارے پورب کی جانب واقع ہے۔

★ جب حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لشکر کو لئے ہوئے قرمہ پہونچے تو **قلعہ قرمہ** کا حاکم ''**ویندان**'' اپنے لشکر اور خادموں کے ساتھ آپ کے پاس آیا اور پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ اور کس لئے آئے ہیں؟ حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ازراہ حیلہ کہا کہ مجھے بادشاہ روم ہرقل کے بیٹے قسطنطین نے بھیجا ہے کہ میں اس کی بیوی ملکہ ارمانوسہ کو بحفاظت تمام کشتیوں کے ذریعہ قسطنطینہ اس کے پاس پہنچادوں اس لئے کہ اب پورے ملک شام پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا ہے لہٰذا ملک شام کے راستہ سے سفر کرنا مناسب نہیں ہے۔

★ حاکم قرمہ ویندان نے حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر و دبدبہ و حشمت کو دیکھتے ہوئے ان کی بات پر یقین کرلیا اور بتایا کہ بادشاہ مصر مقوقس نے اپنی بیٹی ملکہ ارمانوسہ کو اس کے شوہر قسطنطین کے پاس بھیجنے کے لئے تیار کر کے مصر سے روانہ کر دیا تھا لیکن ملک شام کے حالات سن کر ملکہ ارمانوسہ اپنے دس ہزار کے لشکر کے ساتھ یہیں ٹھہری ہوئی ہے، یہ خیمے جو تم دیکھ رہے ہو اس کے لشکریوں کے ہیں اب تم یہیں ٹھہرو میں جا کر ملکہ ارمانوسہ کو تمہارے آنے کی خبر دیتا ہوں، پھر جیسا وہ کہے گی ویسا میں عمل کروں گا۔

پھر حاکم قرمہ ملکہ ارمانوسہ کے پاس آیا اور حضرت یوقنا سے جو اس کی گفتگو ہوئی تھی اسے بتایا۔ ملکہ ارمانوسہ نے اپنے ایک خاص خادم کو جس کا نام انمیلا طوس تھا حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا کہ وہ حضرت یوقنا کو اس کے پاس لائے۔ چنانچہ انمیلا طوس حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور انہیں اپنے ساتھ چلنے کے لئے کہا۔ حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے ساتھ روانہ ہو گئے۔

جب حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملکہ ارمانوسہ کے دربار میں پہونچے تو اس نے انہیں ایک لوہے کی کرسی پر بٹھایا اور پوچھا کہ تم کو قسطنطین بادشاہ کے پاس سے روانہ ہوئے کتنے دن ہوئے؟ حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ تقریباً ایک ماہ ہوا۔ ملکہ ارمانوسہ نے پوچھا کہ بادشاہ تمہارے سامنے کشتیوں پر سوار ہوا تھا کہ نہیں؟ حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا نہیں بلکہ میں جب بادشاہ کے پاس سے روانہ ہو کر مقام غرہ پر پہونچا تو مجھے معلوم ہوا کہ بادشاہ کشتیوں پر سوار ہو کر قسطنطنیہ کی جانب روانہ ہو گیا۔ بادشاہ نے مجھ سے تنہائی میں یہ بات کہی تھی کہ میرے باپ ہرقل نے عربوں سے جنگ کی لیکن شکست کھائی اور عربوں کے خوف سے قسطنطنیہ بھاگ گئے۔ لہٰذا میں بھی عربوں کا مقابلہ نہ کرسکوں گا لہٰذا میں بھی قسطنطنیہ جا رہا ہوں تم میری بیوی ملکہ ارمانوسہ کو کشتیوں کے ذریعہ میرے پاس قسطنطنیہ پہونچا دو۔

ملکہ ارمانوسہ نے حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات سن کر کچھ دیر غور و فکر کرنے کے بعد کہا کہ میں اپنے باپ مقوقس بادشاہ مصر کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں کر سکتی لہٰذا میں اس کو خط لکھ کر حالات سے آگاہ کرتی ہوں جیسا وہ کہے گا میں اس پر عمل کروں گی۔ ملکہ ارمانوسہ سے اتنی گفتگو کرنے کے بعد حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس چلے آئے۔

جب سے مسلمانوں نے ملک شام میں فتوحات حاصل کرنا شروع کر دی تھیں بادشاہ مصر مقوقس نے جاسوسوں کی ایک جماعت مقرر کر دی تھی جو برابر اس کو ملک شام کے حالات سے آگاہ کرتے رہتے تھے

جب ملک شام پر مسلمانوں کے مکمل غلبہ کی خبر اس کو ملی تو وہ خود اور اہل مصر بہت رنجیدہ و غمگین تھے۔

★ مقوقس بادشاہ کے فکرمند ہونے کی ایک خاص وجہ یہ بھی تھی کہ اس نے اپنی بیٹی ملکہ ارمانوسہ کا نکاح ہرقل بادشاہ روم کے بیٹے قسطنطین سے کر دیا تھا اور جملہ ساز و سامان اور لونڈی غلاموں کے ساتھ اسے مقام ''بلبیس'' کی جانب روانہ کر دیا تھا تاکہ وہ بلبیس کے راستے اپنے شوہر قسطنطین کے پاس قیساریہ پہونچ جائے۔

★ لیکن ملکہ ارمانوسہ کا قافلہ ابھی مقام قاقوس تک ہی پہونچا تھا کہ مقوقس کو خبر ملی کہ ہرقل بادشاہ روم اور اس کا بیٹا دونوں شکست کھا کر کشتیوں کے ذریعہ قسطنطنیہ بھاگ گئے ہیں اور مسلمانوں کا لشکر شام کے ساحلی علاقوں میں داخل ہو چکا ہے۔

★ لہٰذا مقوقس بادشاہ مصر نے اپنے ایک حاجب جس کا نام **ثمیلا لوش** تھا دو ہزار کا لشکر دے کر بلبیس کی جانب روانہ کر دیا تھا۔ یہ دو ہزار کا لشکر مقام قرمہ میں ٹھہرا ہوا تھا تاکہ ملکہ ارمانوسہ کی حفاظت کرے اور یہیں ملکہ ارمانوسہ بھی آ کر ٹھہر گئی تھی اور اس کے ساتھ بھی کم و بیش دس ہزار کا لشکر تھا۔

★ مقوقس بادشاہ کے جاسوس مسلسل مسلمانوں کی خبریں بادشاہ کو پہونچا رہے تھے اور ملکہ ارمانوسہ سے بھی رابطہ قائم کئے ہوئے تھے۔ چنانچہ جب حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملکہ ارمانوسہ کے پاس سے اپنے لشکر میں واپس آ گئے تو رات میں مقوقس بادشاہ کے جاسوس ملکہ ارمانوسہ کے پاس آئے اور انہوں نے ملکہ کو

> قیساریہ اور شام کے ملکوں کی فتح اور پھر اسلامی لشکر کی مصر کی جانب روانگی نیز حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گفتگو سے آگاہ کیا اور بتایا کہ یوقنا یہ حلب کے حاکم ہیں اور مسلمان ہو چکے ہیں اور انہوں نے ہی اسی قسم کی حیلہ و تدبیر سے طرابلس اور صور کو فتح کیا ہے۔

★ ملکہ ارمانوسہ جاسوسوں سے یہ باتیں سن کرخوفزدہ ہوگئی اوراپنے خاص حاجب کو بلایا اور کہا کہ لشکر کو ہتھیار بند کر کے جنگ کے لئے تیار کردو اوراگراب یہ رومی یعنی حضرت یوقنا اپنے مصاحبوں کے ساتھ یہاں آئیں تو انہیں فوراً گرفتار کرلو اور جب یہ گرفتار ہو جائیں گے تو ان کا لشکر خود بخود خوفزدہ ہو کر بھاگ جائے گا۔

★ چنانچہ ملکہ ارمانوسہ کے حاجب نے ملکہ کے حکم کے مطابق اپنے لشکر کو پوری طرح تیار کردیا جب لشکر تیار ہوگیا تو ملکہ ارمانوسہ نے اپنے ایک خادم کو حضرت یوقنا کے پاس بھیجا کہ ملکہ ارمانوسہ نے تمہیں بلایا ہے تاکہ وہ تم سے مشورہ کرے کہ وہ اپنے باپ مقوقس کو کس طرح پیغام بھیجے۔

★ ملکہ ارمانوسہ کے خادم کی گفتگو سن کر حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خادم سے کہا کہ تو جا اور ملکہ سے کہہ دے کہ ہم ابھی تھوڑی دیر میں تیار ہو کر آرہے ہیں۔ ملکہ کا خادم واپس چلا گیا۔ پھر حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مخصوص لوگوں کو جمع کیا اور کہا کہ -----

اے میرے چچا کی اولاد! ملکہ ارمانوسہ نے رات گئے میرے پاس اپنے خادم کو مجھے بلانے کے لئے بھیجا ہے۔ میں اپنے تجربات کی روشنی میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ ملکہ ارمانوسہ کو ہمارے حالات کا علم ہو چکا ہے لہٰذا ہمیں دھوکے سے بلا کر گرفتار یا قتل کرنا چاہتی ہے۔

لہٰذا تم جنگ کے لئے پوری طرح تیار ہو جاؤ اور اللہ کی راہ میں ثابت قدمی سے لڑو، اللہ ہمارا مددگار ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی باتیں کہیں۔

★ حضرت یوقنا کے ساتھی پوری طرح حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہنے پر عمل کرنے کے لئے

تیار ہو گئے اور جنگ کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ ادھر جب حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جانے میں دیر ہوئی تو ملکہ ارمانوسہ نے دوسرا خادم بھیجا کہ وہ آپ کو بلا کر لائے مگر آپ نے جانے سے انکار کر دیا۔

★ جب ملکہ ارمانوسہ کے خادم نے جا کر بتایا کہ حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتنی رات گئے آنے سے انکار کر دیا ہے تو ملکہ ارمانوسہ کو اپنے جاسوسوں کی باتوں پر یقین آ گیا اور اسی وقت اپنے لشکر کو لیکر حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو گھیر لیا۔

★ جب رات کی تاریکی دور ہوئی اور اجالا پھیلا تو ملکہ ارمانوسہ کا ایک حاجب (خادم خاص) حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا،،،،،،،

اے بطریق کبیر! (یوقنا) تم نے اپنے باپ دادا کے دین کو کیوں چھوڑا؟ اور مسیح کو کیوں ناراض کیا؟ اور ہمارے ساتھ مکر و فریب کا راستہ کیوں اختیار کیا؟ اب ہم تم میں سے کسی ایک کو نہ چھوڑیں گے ایک ایک کر کے تم سب کو قتل کر ڈالیں گے۔

★ حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا اور کہا کہ۔۔۔۔۔۔۔

★ اے ملکہ کے حاجب سن! حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ خدا ہیں نہ خدا کے بیٹے ہیں، بلکہ وہ اللہ کے بندے اور سچے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں جب وہ گہوارے میں تھے بولنے کی قوت عطا فرمائی جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

اِنِّیْ عَبْدُاللّٰہِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ	میں ہوں اللہ کا بندہ، اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانیوالا (نبی) کیا اور اس نے مجھے مبارک کیا میں کہیں ہوں اور مجھے نماز و زکوٰۃ کی تاکید فرمائی

مَا دُمْتُ حَيًّا وَبَرًّا بِوَالِدَتِيْ وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا شَقِيًّا وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا...

جب تک میں جیوں اور اپنی ماں سے اچھا سلوک کرنیوالا، اور مجھے زبردست بدبخت نہ کیا اور وہی سلامتی مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں۔

★ پھر حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے حاجب! تم کو شیطان نے اور "بولس" نے گمراہ کیا کہ تم حق ماننے سے انکار کر رہے ہو، ہم بھی تمہاری ہی طرح تھے کہ صلیبوں کو بوسہ دیتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر کرم فرمایا اور حق واضح فرما دیا۔

ہم نے جان لیا کہ حضور محمد رسول اللہ ﷺ کا دین حق ہے اور پہلے کے تمام انبیاء علیہم السلام بھی اسی دین پر تھے۔ اب بحمد اللہ ہم مسلمان ہیں اور صاحب ایمان ہیں۔

★ پھر حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مزید چند آیتیں اور تلاوت کیں اس کے بعد کہا کہ اے حاجب سن! ہم اس لئے یہاں آئے ہیں کہ تم پر کلمہ حق کو پیش کریں۔

اگر تم ہمارے دین حق کو قبول کرتے ہو اور کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کرتے ہو تو ہمارے بھائی ہو اور اگر انکار کرتے ہو تو ہم تم سے جہاد کریں گے۔

★ حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ کلام سن کر حاجب اپنی قوم کی طرف لوٹ گیا اور جا کر کہنے لگا کہ اے قبطیو! یہ تمہارے بڑے سخت دشمن ہیں، یہ اس لئے آئے ہیں کہ تمہیں قتل کر دیں اور تمہارے شہروں اور

مال و دولت پر قبضہ کر لیں اور تمہاری عورتوں اور بچوں کو لونڈی اور غلام بنالیں لہٰذا ان پر سخت حملہ کرو کہ ان میں سے ایک بھی بچ کر جانے نہ پائے۔

★ حاجب کا اتنا کہنا تھا کہ ملکہ ارمانوسہ کے دس ہزار کے لشکر نے بڑے زور وشور سے حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چار ہزار کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھیوں نے جب قبطیوں کو حملہ کرتے دیکھا تو پورے حوصلہ اور ہمت کے ساتھ کلمۂ طیبہ لاالہ اللہ الا محمد رسول اللہ کو بلند آواز سے پڑھتے ہوئے خود بھی قبطیوں پر حملہ کر دیا۔

★ دن بھر شدت کی جنگ ہوتی رہی اور جب سورج غروب ہوگیا اور رات کی تاریکی آگئی تو دونوں طرف کے لشکر اپنی اپنی جگہ واپس آگئے۔ ملکہ ارمانوسہ میدان جنگ میں مسلمانوں کی ثابت قدمی اور شجاعت دیکھ کر دل ہی دل میں خوفزدہ ہو چکی تھی۔

★ حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ملکہ ارمانوسہ کو جاسوسوں نے جو خبر دی تھی اس خبر کو پاتے ہی ملکہ ارمانوسہ نے اسی وقت ایک تفصیلی خط اپنے والد مقوقس بادشاہ مصر کے پاس روانہ کر دیا تھا۔ مقوقس بادشاہ مصر نے اپنی بیٹی ملکہ ارمانوسہ کا خط پڑھا پھر اس نے اپنے ارکان سلطنت کو جمع کیا اور انہیں ملکہ ارمانوسہ کا خط پڑھ کر سنایا، خط سنانے کے بعد ان سے کہا کہ اب تم لوگ ہمیں مشورہ دو کہ کیا کیا جائے۔

★ تمامی ارکان سلطنت نے یک زبان ہو کر کہا کہ اے بادشاہ! ملکہ ارمانوسہ کی مدد کے لئے لشکر بھیجا جائے اور ساتھ ہی ساتھ اپنے قریب کے چھوٹے بڑے جتنے حکمران ہیں ان سے مدد لیکر ایک بڑا لشکر تیار کر کے مسلمانوں سے مقابلہ کیا جائے اور انہیں اپنے ملک سے نکال دیا جائے۔

★ مقوقس نے اپنے ارکان سلطنت کی بات کو اطمینان سے سنا پھر ان سے کہا کہ تمہارے مشورہ سے ہمیں انکار نہیں، لیکن اس حقیقت پر نظر ڈالو کہ ہرقل بادشاہ روم کا ملک ہمارے ملک سے کہیں زیادہ بڑا تھا

اس کا خود اپنا ذاتی لشکر بھی بہت بڑا تھا، پھر اس نے ملک شام کے چھوٹے بڑے حکمرانوں کی مدد سے بھی ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور مسلمانوں سے جنگ کی لیکن نتیجہ سامنے ہے کہ۔۔۔۔۔

مسلمان پورے ملک شام پر قابض ہیں، اور ہرقل اور اس کے بیٹے قسطنطین کو بڑی ذلت و رسوائی اور بیکسی کے عالم میں ملک شام سے بھاگ کر قسطنطنیہ واپس جانا پڑا۔

★ ساتھ ہی ساتھ مقوقس نے ان کے سامنے ایک طویل تقریر کی اور انہیں مستقبل کے خطرات سے آگاہ کیا، اور یہ بھی کہا کہ اے میری قوم کے لوگو! تم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ مسلمانوں کے نبی محترم نے میرے پاس اپنا نامہ مبارکہ بھیجا تھا جس میں انہوں نے مجھے اور میری قوم کو اسلام لانے کی دعوت دی اور دین اسلام کی طرف بلایا تھا، میں نے ان کا خط پانے کے بعد جب ان کے حالات کی تصدیق کی تو مجھے بتایا گیا کہ جس کسی نے بھی ان کے ذکر حق کو سنا اس نے اللہ کی دی ہوئی توفیق سے ان کی دعوت کو قبول کیا اور ان پر ایمان لایا نیز ان کے چند معجزات بھی بتائے گئے۔

- ایک یہ کہ ان کے انگلی کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔
- اور یہ کہ بکری کے زہر ملے ہوئے گوشت نے آپ سے کلام کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے نہ کھائیں کہ میرے اندر زہر ملا ہوا ہے۔
- اور یہ کہ سوسمار نے آپ سے کلام کیا، پتھروں اور درختوں نے آپ کی رسالت کی گواہی دی۔ آپ آسمانوں پر تشریف لے گئے وغیرہ بہت سے معجزات آپ سے ظاہر ہوئے۔

★ پھر مقوقس نے اور بہت سی باتیں کرنے کے بعد کہا کہ اے میری قوم کے لوگو! اس بات کو اچھی طرح جان لو کہ ۔۔۔۔۔۔۔

تمام انبیاء اسی دین پر تھے جس دین پر حضرت محمد ﷺ مبعوث ہوئے ہیں۔

اور یہ بھی جان لو کہ پہلے بھی جتنے حکماء اور دانشور گذرے ہیں وہ سب بھی اللہ کی وحدانیت کے قائل تھے، جیسا کہ مشہور ہے کہ اپنے وقت کے بہت ہی قابل اور مشہور حکیم ''دمویا'' نے ایک عمارت ''دیرا حمیم'' کے نام سے بنائی تھی اور اس میں اس نے اگلے دور کے حکماء کی تصویریں بنائی تھیں اور ایک تصویر اور بنائی تھی اور اس تصویر کے پہر پر چا سطریں یونانی زبان میں لکھی تھیں۔

مَنْ خَافَ الْوَعِيْدَ سَلاماً يُّرِيْد	جو شخص سختی اور عذاب سے ڈرے گا وہ اپنے ارادے میں بے غم رہے گا۔
مَنْ خَافَ بِيَدِهٖ مِمَّا سَارَ مَافِيْ يَدَيْهِ	جو شخص اس برائی سے ڈریگا جو اسکے سامنے ہے تو وہ چیز بھی اس سے جاتی رہیگی جو اس کے قبضہ میں ہے
اِنْ كُنْتَ تَطْلُبُ الْجَزِيْلَ لَاتَنَمْ وَلَا تَقُلْ	اگر تو بزرگی اور عظمت چاہتا ہے تو کم سو اور کم بات کر
بَادِرْ قَبْلَ نُزُوْلِ مَاتُحَاذِرْ	جس چیز سے تو ڈرتا ہے اس کے آنے سے پہلے احتیاط میں کوشش کر

★ مقوقس نے اپنے اراکین سلطنت سے اتنی گفتگو کرنے کے بعد اپنے وزیر کو حکم دیا کہ میری طرف سے میری بیٹی ارمانوسہ کو جواب لکھ دے کہ وہ مسلمانوں سے جنگ نہ کرے بلکہ انہیں میرے پاس بھیج دے تاکہ میں ان سے گفتگو کروں اور ان کے معاملات کو سمجھوں ممکن ہے کہ ہمارے ان کے درمیان ایسی کوئی راہ

نکل آئے کہ ہم جنگ سے بچ جائیں اور ایک دوسرے کے دوست بن جائیں۔

★ چونکہ مقوقس جانتا تھا کہ مسلمان حق پر ہیں ہم جنگ کر کے کامیاب نہ ہوں گے لہٰذا ایسی کوئی تدبیر کی جائے کہ ہمارے ان کے درمیان صلح ہو جائے اور ہماری بادشاہت بھی باقی رہے اسی لئے اس نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا۔ چنانچہ مقوقس کے کہنے کے مطابق اس کے وزیر نے خط لکھ کر ملکہ ارمانوسہ کے پاس روانہ کر دیا

★ قاصد یہ خط لیکر ملکہ ارمانوسہ کے پاس اس وقت پہونچا جب دن بھر کی جنگ کے بعد ملکہ ارمانوسہ اپنے خیمے میں واپس آ گئی تھی اور حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں کو لیکر اپنے خیمے میں واپس جا چکے تھے۔ ملکہ ارمانوسہ نے اپنے حاجب سے خط پڑھا کر سنا اور پھر اس خط کو اپنے ایک خاص خادم کے ذریعہ حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیج دیا۔

★ حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قاصد سے خط لیکر پڑھا اور کہا کہ رائے بہت اچھی ہے لیکن ابھی تو واپس جا اور ملکہ سے کہنا کہ ہم آپس میں مشورہ کرنے کے بعد اس کا جواب دیں گے۔

★ جب ملکہ ارمانوسہ کا قاصد واپس چلا گیا تو حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مخصوص احباب کو جمع کیا اور ان سے رائے طلب کی تو انہوں نے جواب دیا کہ اے حضرت یوقنا! ہم کو اس معاملہ میں کوئی رائے نہیں دینی جو آپ کہیں گے ہم اس پر عمل کریں گے۔ اس پر حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے میرے ساتھیو! مجھے ایک رات کی مہلت دو! تا کہ میں سکون و اطمینان سے غور و فکر کے بعد کوئی رائے قائم کروں۔

★ اتنی گفتگو کے بعد آپ کے ساتھی اپنے اپنے خیموں میں واپس چلے گئے اور حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اچانک ایک شخص آپ کے خیمے میں داخل ہوئے اور آپ کے قریب آ کر کھڑے ہو گئے۔ حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز سے فراغت کے بعد ان کو دیکھا تو

پہچان لیا کہ یہ حضرت عمرو بن امیۃ الضمری ہیں ،سلام و دعا کے بعد اے حضرت عمرو بن امیۃ الضمری! آپ کے آنے کا مقصد کیا ہے؟ حضرت عمرو بن امیۃ الضمری نے جواب دیا کہ مسلمانوں کے سردار حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں آپ کے حالات معلوم کرنے کے لئے بھیجا ہے وہ یہاں سے کم وبیش تین کوس کے فاصلہ پر ہیں۔

★ حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں تفصیل سے سارے حالات بتائے اور کہا کہ آپ جلد واپس جائیں اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گذارش کریں کہ جتنی جلد ممکن ہو وہ یہاں پہونچنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ حضرت عمرو بن امیۃ الضمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی وقت حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے روانہ ہوگئے اور راتوں رات حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہونچ کر انہیں حالات سے آگاہ کیا۔

★ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ربیعۃ العامری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک ہزار سوار دے کر کہا کہ وہ یہاں رہ کر مال واسباب اور اسلحہ جات وغیرہ کی حفاظت کریں اور خود بقیہ پورا لشکر لے کر حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کے لئے روانہ ہوگئے اور سورج نکلنے سے پہلے ہی آپ نے ملکہ ارمانوسہ کے لشکر کو گھیرے میں لے کر حملہ کردیا۔ تھوڑی دیر کی جنگ کے بعد قبطیوں نے پیٹھ پھیر دی اور مصر کی جانب بھاگنا شروع کردیا۔ تقریباً ایک ہزار قبطی مارے گئے اور کم وبیش اتنے ہی گرفتار ہوئے۔ ملکہ ارمانوسہ اپنے جملہ ساز وسامان اور لونڈی غلاموں کے ساتھ گرفتار ہوئی۔

★ جنگ سے فراغت اور مال غنیمت پر قبضہ کرنے کے بعد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی اور ان کی سلامتی پر انہیں مبارک باد دی اور پھر اسی دن حضرت ربیعۃ العامری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی جملہ ساز وسامان وغیرہ کے ساتھ وہیں پر آگئے۔

جب مسلمانوں نے ہر طرح اطمینان وسکون حاصل کرلیا تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ☆ حضرت یزید بن ابی سفیان ☆ حضرت ہاشم بن سعید الطائی ☆ حضرت قعقاع بن عمرو التیمی ☆ حضرت خالد بن سعید السہمی ☆ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار اور دیگر اکابر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے :

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ہ　　　نیکی کا بدلہ کیا ہے مگر نیکی

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کہا کہ اے مسلمانوں کے سردار! اس وقت اس آیت کریمہ کے تلاوت کرنے کی وجہ کیا ہے؟ تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے صحابہ کرام آپ کو معلوم ہے کہ جب ہمارے نبی ﷺ نے مقوقس بادشاہ مصر کے پاس خط بھیجا تھا تو اس بادشاہ نے ہمارے نبی ﷺ کے خط کی بڑی تعظیم وتکریم کی تھی اور بڑے ادب کے ساتھ کچھ قیمتی تحفے آپ کی خدمت میں بھیجے تھے لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ اس بادشاہ مصر نے جس طرح ہمارے نبی ﷺ کی خدمت میں تحفے بھیجے تھے اور اپنے اعتبار سے تعظیم وتوقیر کی تھی اس کا بدلہ اس طرح ادا کریں کہ۔۔۔۔۔

اس کی لڑکی ملکہ ارمانوسہ کو اس کے جملہ ساز وسامان اور لونڈی غلاموں کے ساتھ اس کے باپ مقوقس بادشاہ مصر کے پاس واپس کردیں۔

تمامی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس رائے کو پسند کیا اور ملکہ ارمانوسہ کو اس کے جملہ ساز وسامان اور لونڈی غلاموں کے ساتھ اس کے باپ مقوقس بادشاہ مصر کے پاس حضرت قیس بن سعید کے ہمراہ روانہ کردیا

ادھر یہ حال ہوا کہ ملکہ ارمانوسہ کو چھوڑ کر میدان جنگ سے بھاگنے والے قبطی جب بھاگ کر مصر

پہونچے اور بادشاہ مصر مقوقس کو قبطیوں کے میدان جنگ سے بھاگنے اور خاص کر اپنی بیٹی ارمانوسہ کے گرفتار ہونے کا علم ہوا تھا تو وہ بہت زیادہ پریشان ہوگیا۔ ابھی وہ اسی غم و پریشانی کے عالم تھا کہ اسے خبر ملی کہ مسلمانوں کے سردار حضرت عمرو بن العاص نے اس کی بیٹی ارمانوسہ کو اس کے جملہ ساز وسامان کے ساتھ حضرت قیس بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ واپس بھیج دیا ہے اور وہ بخیریت تمام اپنے محل میں آگئی ہے۔ یہ خبر سن کر بادشاہ بہت خوش ہوا اور ساتھ ہی ساتھ اس کو یقین آگیا کہ مسلمان آج نہ سہی تو کل ملک مصر کے مالک ہوجائیں گے۔

★ چنانچہ جب ملکہ ارمانوسہ اپنے باپ کے محل میں پہونچ گئی تو مقوقس بادشاہ مصر نے حضرت قیس بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے دربار میں بلایا اور آپ کی بڑی تعظیم وتکریم کی ۔ چونکہ ملکہ ارمانوسہ کے بخیریت تمام واپسی پر امراء وارا کین سلطنت بادشاہ کے پاس مبارک باد دینے کے لئے جمع تھے اس نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے حضرت قیس بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چند سوالات کئے تا کہ سارے درباری سنیں اور ممکن ہے کہ اس کے درباریوں کے دل اسلام کے لئے نرم ہوجائیں۔

مقوقس...... اے عربی بھائی! تمہارا نام کیا ہے ؟

حضرت قیس...... میرا نام قیس بن سعید ہے۔

مقوقس...... کیا آپ اپنے نبی کے ان اصحاب میں ہیں جنہوں نے ان کے سامنے جہاد کیا ہے؟

حضرت قیس...... ہاں میں اپنے نبی کے ان اصحاب میں ہوں جنہوں نے اپنے نبی کے سامنے جہاد کیا ہے۔

مقوقس...... اے قیس بن سعید! مجھے بتاؤ کہ تمہارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کس گھوڑے پر سوار ہوتے تھے ؟

حضرت قیس...... ہمارے نبی ﷺ جس گھوڑے پر سوار ہوتے تھے اس کا رنگ سرخ تھا اور اس کی پیشانی اور چاروں پیر سفید تھے اور اس گھوڑے کا نام ''**مرتجل**'' تھا۔

مقوقس...... میں نے یہ بھی سنا ہے کہ آپ کے نبی خچر اور اونٹ پر بھی سوار ہوتے تھے؟

حضرت قیس...... ہاں میرے نبی ﷺ اس خچر پر سوار ہوتے تھے جس کو اے بادشاہ تو نے بطور ہدیہ کے ان کے پاس بھیجا تھا اور کبھی کبھی اپنے محبوب صحابی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی اپنے ساتھ اس خچر پر سوار کر لیتے تھے۔ اس خچر پر کھجوروں کے چھال کی زین تھی اور اس کی لگام بھی کھجوروں کی چھال کی تھی اور میرے نبی محترم ﷺ اونٹ پر بھی سواری فرماتے تھے اس لئے کہ اونٹ کو اللہ تعالیٰ نے باعظمت و بابرکت پیدا فرمایا ہے۔ اونٹ قناعت پسند اور صبر کرنے والا ہے اور سخت بوجھ اٹھانے والا اور چلنے میں محنت کرنے والا ہے۔ ہمارے نبی ﷺ نے دین کے دشمنوں سے میدان بدر میں جو پہلی لڑائی لڑی ہے اس میں اچھی خاصی تعداد میں اونٹ تھے اور دو گھوڑے تھے ان میں سے ایک گھوڑے پر حضرت مقداد بن اسود الکندی اور دوسرے پر حضرت مصعب بن عمرو التمیمی سوار تھے۔ قریش اگر چہ پوری طرح ساز وسامان سے لیس تھے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے صدقے ہمیں ان پر غلبہ عطا فرمایا اور ہم فتحیاب ہوئے۔

★ سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے حضرت قیس بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کے کچھ اور اوصاف وکمالات بیان کئے جنہیں سن کر مقوقس بادشاہ مصر نے کہا۔۔۔۔

خدا کی قسم انبیاء کے یہی پاکیزہ اخلاق ہیں پس--------

وہ شخص بہت خوش نصیب ہے جس نے آپ کی بیعت کی اور بیشک آپ کی امت وہی امت ہے جس کی تعریف انجیل میں موجود ہے۔

مقوقس بادشاہ کی باتیں سن کرایک قس بول پڑا :

اے بادشاہ! تجھ کو بشارت ہو کہ جو امت اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے افضل ہے وہ امت ہم ہیں۔

قس کی یہ گفتگو سن کر مقوقس بادشاہ مصر کو غصہ آ گیا اور کہا کہ تم لوگ کس وجہ سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک افضل ہو؟

☆ کیاتم اس لئے افضل ہو کہ حرام کھاتے ہو۔ ☆ گناہ کے کام کرتے ہو۔ ☆ رعایا پر ظلم کرتے ہو۔ ☆ اور ذلیل دنیا کی طرف رغبت رکھتے ہو۔

پھر مقوقس نے درباریوں کو مخاطب کر کے کہا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں۔

سکندر جس نے پوری دنیا پر حکومت کی ایک مرتبہ ایک ایسی قوم پر گذرا جس قوم میں نہ کوئی قاضی تھا نہ کوئی حاکم نہ کوئی امیر نہ کوئی مالدار تھا نہ کوئی غریب اور نہ وہ لوگ آپس میں کسی کو رسوا کرتے نہ کسی پر ظلم کرتے تھے، پرسکون اور خوش حال تھے اور آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے۔

سکندر یہ حال دیکھ کر تعجب میں پڑ گیا اور اس قوم کے عقلمندوں سے پوچھا کہ تمہاری قوم کا یہ حال کس وجہ سے ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اے بادشاہ ہم نے ایک پرانی کھوپڑی پائی تھی جس پر یہ لکھا ہوا تھا۔

اے انسان! تجھ کو تیری امیدوں نے اپنے جال میں پھنسا رکھا اور تو اپنے کام سے غافل رہا اور تیری موت نے جلدی کی، یہاں تک کہ تو قبر میں پہونچ گیا اور تیرے احباب نے تجھ پر مٹی ڈال دی، تو قبر میں اکیلا رہ گیا، تیرے ساتھ وہ چیزیں رہ گئیں جو

تو نے پہلے بھیجی تھیں ، وہ چیزیں یا تو نیکیاں تھیں جنہیں دیکھ کر تو خوش ہوا یا تیرے گناہ تھے جنہوں نے تجھے رسوا اور شرمندہ کیا، لیکن اب شرمندگی تیرے لئے فائدہ مند نہیں ،تو نے چاہا کہ دنیا میں لوٹ کر پھر جائے تا کہ نیکی کرے لیکن اب یہ ممکن نہیں۔ خوشی ہے اس عقلمند کے لئے جس نے نیکیوں میں کوشش کی اور آخرت کا توشہ تیار کیا۔ اے انسان! اپنی زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جان تا کہ تجھے آخرت میں شرمندگی اور رسوائی نہ ہو۔

★ لہٰذا اے سکندر بادشاہ! ہم نے اس کھوپڑی کی تحریر سے نصیحت حاصل کی اور ہم نے اپنے آپ کو سنوار لیا اور آخرت کی تیاری میں لگ گئے۔

★ پھر سکندر بادشاہ نے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ تمہاری مسجدیں تمہاری آبادیوں سے دور ہیں اور قبریں تمہاری آبادیوں سے قریب ہیں؟

★ اس قوم کے عقلمندوں نے جواب دیا کہ مسجدوں کے دور ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ہم کو مسجدوں کی طرف زیادہ چلنے کا ثواب ملے۔ اور قبریں اس لئے قریب ہیں کہ ہم موت کو ہر وقت یاد رکھیں اور گناہوں سے بچیں۔

★ سکندر بادشاہ نے پوچھا کیا وجہ ہے کہ تمہارے دروازوں میں کنڈیاں نہیں ہیں؟

★ انہوں نے جواب دیا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم میں کوئی چور نہیں ہے۔

★ سکندر بادشاہ نے پوچھا کیا وجہ ہے کہ تم میں کوئی امیر ہے نہ کوئی حاکم ہے؟

★ انہوں نے جواب دیا اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم میں نہ کوئی زبردست ہے اور نہ کوئی ظالم ہے۔

★ سکندر بادشاہ نے پوچھا کیا وجہ ہے کہ تم میں کوئی فقیر اور غریب نہیں ہے

★ انہوں نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ کی دی ہوئی روزی ہم میں برابر ہے۔

★ پھر اس کے بعد اس قوم کے عقلمندوں نے دو پرانی کھوپڑیاں نکالیں اور سکندر بادشاہ سے کہا کہ یہ ایک سر ایک بہت بڑے ظالم کا ہے اور یہ دوسرا سر ایک بڑے ہی انصاف پسند اور عادل کا ہے۔ ان دونوں کے ساتھ بہت بڑی جماعت تھی اور یہ بڑے جاہ و حشم والے تھے، لیکن دونوں کو قبر کے گہرے تاریک گڑھے میں جانا پڑا۔

لیکن عادل خوش ہے اور سرخرو ہے اور ظالم رسوا اور شرمندہ ہے۔ پرہیزگار کامیاب ہے اور بدکار محروم ہے۔

★ پھر ان دانشوروں نے سکندر بادشاہ کو نصیحت کی۔۔۔۔۔۔

اے بادشاہ! اللہ تعالیٰ نے تجھے زمین پر حاکم بنایا ہے، تجھے چاہئے کہ عقلمندی اور دانائی سے کام لے قبر کو اور قبر کی سختی کو یاد کر اپنے کاموں کو قبر میں جانے سے پہلے بہتر بنا لے تا کہ وہاں راحت و سکون میسر آئے، جب تیری یہ روح قبض کی جائے گی تیرا یہ لشکر تیرے کام نہ آئے گا۔ لہٰذا اے بادشاہ! شیطانی خواہشات کو چھوڑ دے اور حکم رحمان پر عمل پیرا ہو جا۔

★ جب مقوقس بادشاہ سکندر بادشاہ اور اس نیک قوم کی یہ باتیں بیان کر چکا تو حضرت قیس بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا :

حضرت قیس...... اے مقوقس بادشاہ! جس قوم کا تو نے ذکر کیا کیا تو جانتا ہے کہ وہ کون لوگ تھے؟

مقوقس...... میں نہیں جانتا کہ وہ کون لوگ تھے۔

حضرت قیس...... اے بادشاہ وہ لوگ مومن تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں سے تھے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے :

وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰی اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِ وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ ہ	اور موسیٰ کی قوم سے ایک گروہ ہے کہ حق بات بتاتا ہے اور اسی سے انصاف کرتا ہے۔

★ اور ان لوگوں کو ہمارے نبی ﷺ نے معراج کی رات جب آپ آسمانوں پر تشریف لے گئے تھے دیکھا تھا۔ پھر جب ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں ان کے حال سے آگاہ کیا تو ہم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ لوگ مومن ہیں؟ تو اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں وہ لوگ مومن ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں افضل ترین ہیں اور ان کے متعلق رب تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا

وَمِمَّنْ خَلَقْنَا اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِ وَبِهٖ یَعْدِلُوْنَ ہ	اور ہمارے بنائے ہوؤں میں ایک گروہ وہ ہے کہ حق بتائے اور انصاف کرے۔

★ اتنی گفتگو کے بعد مقوقس بادشاہ نے حضرت قیس بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اے برادر عربی! اب تم اپنے لوگوں میں واپس چلے جاؤ اور انہیں ان حالات سے آگاہ کرو جو تم نے دیکھا اور سنا ہے ممکن ہے کہ ہمارے تمہارے درمیان کوئی بہتر اور آسان راہ نکل آئے۔

★ حضرت قیس بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے بادشاہ تو اس بات کو اچھی طرح جان لے کہ ہم تجھ سے مقابلہ ضرور کریں گے یہاں تک کہ یا تو اسلام قبول کر لے یا اگر اسلام قبول نہ کرے تو جزیہ دے

منظور کرے ورنہ جنگ یقینی ہے۔

- مقوقس نے کہا کہ میں آپ کی باتوں کو اپنی قوم کے سامنے بیان کروں گا لیکن میں جانتا ہوں کہ وہ اسلام لانا یا جزیہ دینا منظور نہ کریں گے اس لئے کہ حرام کھانے کی وجہ سے ان کے دل انتہائی سخت اور کالے ہو چکے ہیں۔
- اتنی گفتگو کے بعد حضرت قیس بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلامی لشکر کی جانب واپس روانہ ہو گئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقوقس بادشاہ کی گوشہ نشینی اور اُسکا قتل

☆ مقوقس بادشاہ مصر کا معمول تھا کہ جب رمضان شریف کا چاند نکل آتا تھا تو یہ سلطنت کے کاموں سے الگ ہوکر گوشہ نشین ہوجاتا تھا۔ اس گوشہ نشینی کے لئے اس نے علیحدہ ایک مکان بنوایا تھا اور رمضان المبارک کے پورے مہینہ وہ اسی مکان میں تنہا رہا کرتا تھا۔ ارکان سلطنت میں سے کسی کو اس مکان میں آنے کی اجازت نہیں تھی صرف اس کے وہ خاص خادم جو اس کی ضرورت کی چیزیں مہیا کرتے تھے انہیں کو اس مکان میں آنے کی اجازت تھی۔ رمضان شریف کا مہینہ گزر جانے کے بعد پھر یہ اپنے تخت شاہی پر بیٹھتا تھا اور سلطنت کے کاروبار کی دیکھ بھال کرتا تھا۔

☆ حضرت قیس بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مقوقس کی جو گفتگو ہوئی تو یہ شعبان کا مہینہ تھا اور اس مہینے کی آخری تاریخ تھی۔ چنانچہ رمضان شریف کا چاند نکل آنے کے بعد مقوقس اپنے معمول کے مطابق گوشہ نشین ہوگیا اور اس کی جگہ ایک مہینہ کے لئے تخت شاہی پر اس کا بیٹا ارسطولیس سلطنت کے کاموں کو انجام دینے کے لئے تخت نشین ہوگیا۔

☆ ارسطولیس انتہائی سخت دل تھا اور اسلام اور مسلمانوں سے اسے شدید نفرت تھی، اس نے اپنے باپ

مقوقس کی پوری گفتگو جو اس نے حضرت قیس بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی تھی، سنی تھی۔ اس نے یقین کرلیا تھا کہ میرے باپ مقوقس کا رجحان مسلمانوں کی جانب ہے، وہ ان سے لڑے گا نہیں بلکہ اپنا ملک ان کے حوالے کردے گا۔ لہٰذا تخت شاہی پر بیٹھنے کے بعد اس نے اراکین سلطنت اور قبطی قوم کے رئیسوں اور امیروں کو جمع کیا اور ان کے سامنے اس طرح تقریر کی--------

اے میری قوم کے لوگو! تم لوگ طوفان نوح کے بعد ملک مصر اور اسکندریہ کے مالک بنے اور یہ ملک تمہارا ہے، لیکن میں نے اپنے باپ مقوقس کی جو گفتگو سنی ہے جو اس نے آنے والے اس عربی مسلمان سے کی ہے اس سے مجھے یقین ہو چکا ہے کہ میرا باپ اپنے اس ملک کو مسلمانوں کے حوالے کردے گا اور اس کا جھکاؤ مسلمانوں کی جانب بہت زیادہ ہے۔ لہٰذا مجھے مشورہ دو کہ میں کیا طریقہ اختیار کروں کہ میرا ملک سلامت رہے اور ہمارے قبضہ واختیار میں رہے۔

☆ ارسطولیس کی یہ مختصر تقریر سننے کے بعد دربار کے تمامی حاضرین نے یک زبان ہو کر کہا کہ اے ارسطولیس! تو اپنے باپ کا ولیعہد ہے اور اس وقت تخت شاہی کا مالک ہے تو جو بھی مناسب سمجھے کرے ہم سب تیرے ساتھ ہیں۔

☆ ارسطولیس اپنے اراکین سلطنت کے اس جواب سے بہت خوش ہوا اور اپنے دل میں پکا ارادہ کرلیا کہ وہ اپنے باپ کو قتل کر کے خود تخت شاہی پر بیٹھ کر حکومت کرے گا۔

☆ چنانچہ مقوقس بادشاہ کے ان خصوصی خادموں میں سے ایک خاص خادم کو جو بادشاہ کو پانی پلایا کرتا تھا ایک ہزار دینار نقد اور جاگیر کی لالچ دے کر اپنا ہمنوا بنایا اور اس کو آمادہ کرلیا کہ وہ بادشاہ کو پانی میں زہر ملا کر

پلادے۔ چنانچہ اس خادم نے بادشاہ کو پانی میں زہر ملا کر پلا دیا اور بادشاہ اسی وقت مر گیا۔ بادشاہ کے مرجانے کے بعد اس خادم نے آکر ارسطولیس کو بادشاہ کے مرنے کی خبر دی۔ ارسطولیس اپنے باپ کی لاش پر آکر کچھ دیر تک تو دکھانے کے لئے روتا رہا۔ پھر بادشاہ کو ان کے خادموں کی مدد سے جو اس کے ساتھ اس سازش میں شریک تھے بادشاہ کو اس کے شاہی لباس میں دفن کر دیا۔ اور پھر بڑے ہی مکروفریب سے سازش میں شریک ایک ایک خادم کو خاموشی سے قتل کرا دیا اور اپنے باپ کی غیر موجودگی میں جس طرح تخت شاہی پر بیٹھ کر حکومت کے نظام کو چلاتا تھا، حکومت کے کاروبار کو انجام دینے لگا اور بادشاہ کی موت کا کسی کو علم نہ ہونے دیا۔

☆ ادھر جب حضرت قیس بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہونچے اور مقوقس بادشاہ مصر سے جو گفتگو ہوئی تھی بتائی تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ مقوقس بادشاہ نے چونکہ کوئی اطمینان بخش جواب نہیں دیا اس لئے اب ہم مصر پر حملہ کریں۔

☆ چنانچہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے پورے لشکر کے ساتھ مصر کی جانب کوچ کر دیا۔ سب سے پہلے آپ نے ''قلیوب'' نامی ایک گاؤں کے قریب قیام کیا اور قلیوب اور اطراف جوانب کے گاؤں کے لوگوں کو کہلا بھیجا کہ تم لوگ ہماری امان میں ہو، تم غلہ وغیرہ سے ہمارا تعاون کرو اور ہم جو کچھ بھی تم سے لیں گے اس کا تمہیں معاوضہ دیں گے۔ اطراف کے دیہات کے لوگوں نے آپ کی اس بات کو بخوشی منظور کر لیا۔

☆ **مقام قلیوب** سے چل کر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقام حجر الحصا پر قیام کیا۔ **حجر الحصا** مصر کا ایک خاص حصہ تھا جو ملک مصر سے ملا ہوا تھا۔ اس مقام پر اسلامی لشکر کے پڑاؤ ڈالنے سے مصر میں کھلبلی مچ گئی اور پورے ملک میں ہنگامی حالت کی سی کیفیت پیدا ہو گئی۔

☆ پورے شہر مصر میں شور وغل مچ گیا، شہر مصر کے باہر جولوگ کاروبار کرتے تھے انہوں نے اپنی دکانوں کو بند کر دیا اور قلعہ بند ہو گئے اور اپنے مال واسباب اور اہل وعیال نیز اپنے شہر کو بچانے کے لئے جنگی تیاریوں میں مشغول ہو گئے۔

☆ حجر الھصا پر قیام کرنے کے بعد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ لشکر کے چاروں طرف خندقیں کھود دی جائیں تا کہ دشمن دھوکے سے ہم پر حملہ نہ کر سکے۔ آپ کے حکم کے مطابق لشکر کے چاروں طرف خندقیں کھود دی گئیں۔ اسی درمیان اطراف وجوانب کے دیہات کے لوگ معاہدے کے مطابق ضرورت کی چیزیں آپ کے لشکر میں پہونچاتے رہے۔

☆ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند دن انتظار کرتے رہے کہ شاید بادشاہ مصر کی جانب سے کوئی قاصد آئے لیکن جب بادشاہ مصر کی جانب سے کوئی قاصد نہ آیا تو آپ نے خود قاصد بھیجنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ دروان نام کا آپ کا ایک غلام جو آپ کو مقام رَملّہ میں ہاتھ آیا تھا اور قبطی زبان سے اچھی طرح واقف تھا اس کو بلایا اور کہا کہ میں تمہیں اپنا قاصد بنا کر بادشاہ مصر کے دربار میں بھیجنا چاہتا ہوں اس سلسلہ میں تمہاری کیا رائے ہے؟ غلام نے کہا کہ میں آپ کا وفادار غلام ہوں جو حکم دیں میں اس کے لئے تیار ہوں اور کسی معاملہ میں آپ کی مرضی کے خلاف کچھ نہ کروں گا۔

☆ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس غلام کو قاصد بنا کر بھیجنے کی تیاری کر رہی رہے تھے کہ لشکر کے گرد جو خندق کھودی گئی تھی اس خندق کے کنارے ایک قبطی آ کر کھڑا ہوا اور اس نے فصیح عربی زبان میں پکار کر کہا،،،،،،،،،

يَا مَعَاشِرَ الْعَرَبُ اِنَّ وَلِىُ عَهْدِ الْمَلِكُ وَلَدُهُ اَرَسْطُوْلِيْسُ يُرِيْدَ مِنْكُمْ اَنْ تُرْسِلُوْا	اے گروہ عرب! ولیعہد اور بیٹا بادشاہ مصر کا ارسطولیس یہ چاہتا ہے کہ تم اپنے کسی قاصد

لَهٗ رَسُوْلاً مِنْ عِنْدِكُمْ لِيُخَاطِبَهٗ مِمَّا	کو بھیجو تا کہ وہ اپنے مقصد کو بادشاہ سے بیان کرے
فِيْ نَفْسِهٖ لَعَلَّ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنْ يُّصْلِحَ	شاید کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اور اس کے کام میں
الْاَمْرَ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهٗ	بہتری عطا کرے۔

جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس قبطی کی گفتگو سے آگاہ کیا گیا تو اس وقت آپ کے پاس حضرت یزید بن ابی سفیان۔ حضرت ہاشم بن سعید الطائی۔ اور حضرت عبداللہ بن جعفر طیار اور دوسرے اکابر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین موجود تھے۔ آپ نے ان تمامی صحابہ کرام کو مخاطب کر کے کہا کہ میں روم کے بادشاہوں کے درباروں کے طور طریقے اور بات چیت سے واقف ہوں لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ میں خود بادشاہ مصر کے دربار میں جاؤں، بادشاہ مصر کو دیکھوں اور اس سے بات چیت کروں جس انداز سے وہ بات چیت کرے، اور میں ان کے ارادوں اور خیالات کو سمجھنے کی کوشش کروں۔

☆ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باتیں سن کر ان تمامی صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے کہا کہ اے ہمارے سردار! اگر آپ کو اپنی اس رائے اور ارادے میں مسلمانوں کی بہتری اور بھلائی نظر آتی ہے تو آپ اس پر عمل کریں اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو کامیابی نصیب فرمائے۔

☆ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام کی گفتگو سن کر حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور انہیں اپنی جگہ لشکر کا سردار مقرر فرمایا اور خود ارسطولیس سے ملنے کے لئے روانہ ہو گئے۔

☆ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھ صرف اپنے غلام دروان کو لیا تھا تا کہ گفتگو کرنے میں آسانی رہے جب آپ شہر مصر کے قریب پہونچے تو دیکھا کہ شہر مصر کو پیدل اور سوار فوجیوں نے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے اور کسی کو اندر آنے جانے نہیں دیتے۔ آپ کے غلام دروان نے آگے

بڑھ کران فوجیوں سے کہا کہ یہ عربوں کے ایلچی ہیں جوتمہارے بادشاہ کے پاس گفتگو کرنے کے لئے آئے ہیں۔لیکن فوجیوں نے صاف جواب دیا کہ ہم بادشاہ کی اجازت کے بغیر کسی کو اندر نہیں جانے دیں گے۔

☆ ابھی مصری فوجیوں سے یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ وہی قبطی جو بادشاہ مصر کا ایلچی بن کر مسلمانوں کے پاس آیا تھا اور خندق کے کنارے کھڑے ہو کر گفتگو کی تھی گھوڑے پر سوار آ گیا اور مصری فوجیوں کو حکم دیا کہ دروازہ کھول دیں اور مسلمانوں کے قاصد کو اطمینان سے اندر آنے دیں۔ چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے غلام دروان کے ساتھ بادشاہ مصر کے ایلچی کے ہمراہ بادشاہ مصر کے دربار کی جانب روانہ ہو گئے۔

☆ جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بادشاہ مصر کے دربار ''قصر شمع'' کے قریب پہونچے تو دیکھا کہ اراکین سلطنت ، درباری حجاب اور منتخب فوجی دستہ عمدہ اور بیش قیمت لباس پہنے ہوئے بڑے کروفر سے منظّم طریقے پر کھڑا ہے اور ہر ممکن طریقہ پر اپنے جاہ وحشمت اور رعب وجلال کو ظاہر کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

☆ جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ محل کے دروازوے پر پہونچے تو دربان نے ارسطولیس سے آپ کے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ارسطولیس نے آپ کو اندر آنے کی اجازت دے دی۔

☆ جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھوڑے سے اتر کر ارسطولیس کے دربار کی جانب چلنے لگے تو ارسطولیس کا وہ حاجب (دربان) جو آپ کو لینے آیا تھا اس نے چاہا کہ وہ تلوار جو آپ گلے میں لٹکائے ہوئے تھے اتار لے اور آپ کو نہتا کردے۔آپ نے سختی سے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اپنی تلوار ہرگز تیرے حوالے نہیں کرسکتا اس لئے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہم ایسی قوم ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے ایمان واسلام کے ذریعہ عزت دی اور ہماری مدد فرمائی اور تلوار کے ذریعہ ہم کو طاقت دی، مشرکین کو زیر کیا۔ میں تمہارے بلانے پر آیا ہوں خود نہیں آیا لہٰذا اگر تو ہم سے ہماری تلوار لینا چاہتا ہے تو میں اپنی جگہ واپس چلا جاؤں گا لیکن اپنی تلوار تیرے حوالے نہیں کرسکتا۔

☆ ارسطولیس کا حاجب واپس گیا اور ارسطولیس کو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گفتگو سے آگاہ کیا۔ ارسطولیس نے کہا کہ وہ جس حال میں آتے ہیں انہیں آنے دو، ان کو روکو نہیں۔

☆ چنانچہ جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے غلام دروان کے ساتھ ارسطولیس کے دربار میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ارسطولیس تخت شاہی پر بیٹھا ہے اور اس کے حاجب اور غلام قیمتی لباس پہنے ہوئے تلواروں کے دستوں پر ہاتھ رکھے اس کے دائیں بائیں کھڑے ہیں۔ آپ ارسطولیس کے دربار کی یہ کیفیت دیکھ کر ہنسے اور آیت کریمہ تلاوت کی :

فَمَا اُوْتِيْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَا عِنْدَاللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ٥	تمہیں جو کچھ ملا ہے وہ جیتی دنیا میں برتنے کا ہے اور وہ جو اللہ کے پاس ہے اور زیادہ باقی رہنے والا ان کے لئے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں

☆ ارسطولیس کا یہ محل جس کو قصر شمع کہتے تھے اس کے متعلق حضرت امام واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ تفصیل بیان کی ہے کہ :

سب سے پہلے اس محل کو ریان بن ولید بن ارسلاؤس نے بنایا تھا یہ وہ بادشاہ

ہے جس نے عزیز مصر کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کا حاکم بنایا تھا۔

☆ پھر یہ محل ویران ہو گیا تھا اور پانچ سو برس تک ویران پڑا رہا۔

پھر فرعون نے اس محل کو دوبارہ تعمیر کیا اور فرعون کی ہلاکت کے بعد یہ محل پھر ویران ہو گیا۔

☆ پھر یہ محل ایک طویل مدت تک ویران پڑا رہا۔ جب **ارجالیس بن مرقالیس** ملک مصر کا حاکم بنا تو اس نے اس محل کو دوبارہ بہت ہی خوبصورت انداز پر تعمیر کیا اور اس کا نام ''**قصر شمع**'' رکھا۔

☆ جب ارجالیس بن مرقالیس اس محل کو بنا چکا تو اس نے ''**اخمیم**'' شہر میں رہنے والے بڑے بڑے حکیموں اور دانشوروں کو بلایا اور ان تمامی حکیموں اور دانشوروں کے سردار کا نام حکیم ''**فریانس**'' تھا۔

☆ ارجالیس بن مرقالیس نے ان تمامی حکیموں کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ :

اے حکیمو! جو آسمانی کتابیں میں نے پڑھی ہیں ان سب کتابوں میں میں نے یہی پڑھا ہے کہ اللہ تعالیٰ آخری زمانہ میں نبی آخر الزماں ﷺ کو ملک عرب میں مبعوث فرمائے گا۔ ان کے اخلاق پاکیزہ ہوں گے۔ ان کی شریعت روشن اور ظاہر ہوگی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی ان کے آنے کی بشارت دی ہے۔ لہٰذا میں نے تم لوگوں کے سامنے جو کچھ بیان کیا اس کے بارے میں تم لوگ کیا کہتے ہو؟

☆ حکیم فریانس نے کہا کہ اے بادشاہ! تو نے جو کچھ پڑھا ہے اور ابھی جو کچھ کہا ہے وہ سب سچ ہے یہ کبھی نہ بدلے گا چاہے کوئی کتنی ہی مخالفت کرے۔ پھر حکیم فریانس نے کہا کہ اے بادشاہ!

میں چاہتا ہوں کہ ایک تصویر (بشکل مجسمہ) بنا کر میں تیرے محل کے اوپر رکھوں اور حکمت کے ذریعہ اس تصویر کے منہ کے قریب ایک راستہ بناؤں جس کا رخ تیرے کنیسہ (گرجا گھر) دیر بالیس کی طرف ہو۔اور ایک دوسری تصویر اسی طریقہ پر بناؤں اور اس کو اس کنیسہ کے اوپر پہلی تصویر کے مقابل میں رکھوں اور اس دوسری تصویر کا منہ پہلی تصویر کے منہ کے سامنے ہوگا۔

جب ان نبی آخر الزماں ﷺ کے ظہور کا وقت ہوگا تو یہ دونوں تصویریں اپنے اپنے منہ کو ایک دوسرے کی طرف سے پھیر لیں گی اور جب وہ نبی آخر الزماں ﷺ اپنی نبوت کا اعلان فرمائیں گے تو وہ تصویر جو تیرے کنیسہ دیر بالیس کے اوپر ہوگی منہ کے بل زمین پر گر پڑے گی۔

☆ چنانچہ حکیم فریانس نے بادشاہ کے حکم سے وہ تصویریں بنائیں۔ایک کو بادشاہ کے محل کے اوپر رکھا اور دوسری کو کنیسہ دیر بالیس کے اوپر رکھا۔ جب اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کے ظہور کا زمانہ پاک قریب آیا تو حکیم فریانس کے کہنے کے مطابق دونوں تصویروں کے رخ پھر گئے۔اور جب اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو کنیسہ دیر بالیس پر رکھی ہوئی تصویر منہ کے بل زمین پر گر پڑی۔

☆ لیکن وہ تصویر جو حکیم فریانس نے بادشاہ کے محل کے اوپر رکھی تھی وہ اپنی جگہ باقی رہی اور آج جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ "قصر شمع" میں داخل ہوئے تو ــــــــــ

اس تصویر سے بڑی ہیبت ناک آواز سنائی دی اور وہ تصویر اوندھے منہ زمین

پر گر پڑی۔ یہ آواز سن کر اور تصویر کی یہ کیفیت دیکھ کر بادشاہ اور اس کے درباریوں کے دل دہل گئے اور وہ خوف سے لرز اٹھے۔

☆ پھر جب ارسطولیس اور اس کے درباریوں کو کچھ سکون ہوا تو آپس میں قبطی زبان میں کہنے لگے۔

اس مردِ عربی کے داخل ہوتے ہی تصویر سے بھیانک آواز آنا اور تصویر کا اوندھے منھ گر پڑنا دلیل ہے کہ یہی شخص ہماری حکومت کی جڑوں کو کھود ڈالے گا اور ہمارے شہروں کا مالک بن جائے گا۔

☆ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارسطولیس اور اس کے اراکین سلطنت سے مختلف موضوع پر گفتگو کرتے اور ان کے ہر سوال کا معقول جواب دے کر انہیں خاموش کرتے رہے۔

☆ ارسطولیس نے تخت پر بیٹھنے کے بعد دیر عدس کے راہب قبطس کو جو بہت بڑا حکیم اور علم نجوم کا ماہر تھا اپنا وزیر بنایا تھا۔ جب قبطس نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فصاحت اور بلاغت اور حاضر جوابی کو دیکھا تو اپنی قبطی زبان میں بادشاہ ارسطولیس سے کہنے لگا :

اے بادشاہ! یہ عربی بہت فصیح اور مضبوط دل کا ہے اور میری دانست میں یہی شخص مسلمانوں کے اس لشکر کا سردار ہے جو ہمارے یہاں آیا ہوا ہے لہٰذا اگر ہم اس کو گرفتار کرلیں تو اس کا لشکر ہمارے یہاں سے خود بخود بھاگ جائے گا۔

☆ ارسطولیس نے کہا کہ یہ مناسب نہیں ہے کہ ہم دھوکہ بازی کریں، یہ خود نہیں آئے ہیں ہم نے

انہیں بلایا ہے، اگر ہم انہیں گرفتار کرتے ہیں تو اس سے ہماری بڑی رسوائی ہوگی۔

☆ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام دروان جو کہ قبطی زبان سے واقف تھا اس نے جب ارسطولیس کے وزیر کی گفتگو سنی تو اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام کی یہ کیفیت دیکھی تو پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ تیرا چہرہ وحشتناک ہے؟ غلام نے آپ کو بتایا کہ ارسطولیس بادشاہ تم پر قبضہ کرنا چاہتا ہے حالانکہ تم اس کی امان میں ہو اور مجھے امید نہیں کہ وہ ایسا کرے۔

☆ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے غلام کی گفتگو سنکر ہوشیار ہو گئے اور آنے والے کسی بھی خطرے کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کرلیا اتنے میں ارسطولیس نے پھر گفتگو شروع کی۔

ارسطولیس...... اے برادر عربی! تم لوگ ہم سے کیا چیز چاہتے ہو جس کیلئے تم یہاں آئے ہو؟ اور تم دیکھ رہے ہو کہ ہم لوگ بہت قوت اور دبدبے والے ہیں اور جس نے بھی ہماری طرف رخ کیا وہ ذلیل ہو کر واپس ہوا ہے اور ''نوبہ'' اور ''بجاۃ'' کا لشکر بھی ہماری مدد کو آرہا ہے۔

حضرت عمرو بن العاص...... اے ارسطولیس ہم ایسی قوم ہیں جن کو لشکروں کی کثرت کا خوف نہیں ہوتا لہذا ہمیں لشکر کی کثرت سے نہ ڈرا۔ اور ہم اس لئے بے خوف ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب کی زبان مبارک سے ہمیں فتح وکامیابی کی بشارت دی اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک موجود ہے۔

> وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُوْنَ ۝ اور بیشک ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا کہ اس زمین کے وارث میرے نیک بندے ہونگے

لہذا ہم تمہیں کلمہ توحید کی طرف بلاتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ تم لوگ سچے دل سے کہو لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ یا پھر جزیہ ادا کرو اور اگر دونوں باتوں میں تمہیں کوئی بات

منظور نہیں ہے تو تلوار ہمارے تمہارے درمیان فیصلہ کرے گی۔

ارسطولیس...... اے برادر عربی! ہمارا بادشاہ مقوقس اپنے معمول کے مطابق رمضان کے مہینہ میں گوشہ نشین ہو جاتا ہے اور ابھی رمضان کا مہینہ ہے اور بادشاہ گوشہ نشینی کی حالت میں ہے اور ہم اس کے مشورہ کے بغیر کوئی کام نہیں کرتے لہٰذا جب بادشاہ رمضان کا مہینہ گزرنے کے بعد اپنے تخت پر آ کر بیٹھے گا تو جیسی اس کی رائے ہوگی اس کے مطابق عمل کریں گے۔ اور اے برادر عربی! میرا گمان ہے کہ تمہاری طرح فصیح اور تیز زبان والا تمہارے درمیان کوئی دوسرا نہیں ہے۔

حضرت عمرو بن العاص...... ہمارے درمیان کتنے ایسے لوگ ہیں جو فصاحت اور بلاغت میں اپنی مثال آپ ہیں اگر تجھے ان سے گفتگو کا موقع ملے تو اس بات کا بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے۔

ارسطولیس...... لیکن میرا گمان تو یہی ہے کہ آپ جیسا آپ کے گروہ میں کوئی نہیں ہے۔

حضرت عمرو بن العاص...... اے بادشاہ! اگر تو تجربہ کرنا چاہتا ہے تو مجھے اجازت دے کہ میں اپنے لشکر میں سے دس ایسے آدمیوں کو لاؤں جو فصاحت و بلاغت میں اور گفتگو کرنے میں مجھ سے زیادہ بہتر ہیں اور تجھے میرے قول کی سچائی کا بھی یقین ہو جائے۔

ارسطولیس...... ہاں! میری طرف سے اجازت ہے کہ آپ ایسے دس آدمیوں کو بلوائیں۔

☆ ارسطولیس اتنا کہنے کے بعد اپنے وزیر قبطس سے مخاطب ہو کر قبطی زبان میں کہنے لگا کہ ایک کے ساتھ دس کو گرفتار کرنا ہمارے لئے زیادہ مفید ہوگا اسی لئے میں نے اس عربی کو دس آدمی کے بلانے کی اجازت دے دی ہے۔ اس کے بعد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف مخاطب ہوا اور کہا :

ارسطولیس...... اے عربی! تم کسی قاصد کو بھیج کر انہیں بلوا لو۔

حضرت عمرو بن العاص...... اے بادشاہ! وہ لوگ بڑے باوقار ہیں کسی قاصد کے بلانے سے نہیں

آئیں گے، انہیں لانے کے لئے ہمیں خود جانا پڑے گا۔

ارسطولیس...... اچھا ایسا ہی کرو تم خود جاؤ اور انہیں اپنے ساتھ لیکر آؤ۔

☆ ارسطولیس کے اتنا کہنے پر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور دربار شاہی سے باہر آ کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اپنے لشکر کی جانب روانہ ہو گئے، آگے آگے آپ کا غلام دروان چل رہا تھا اور اس کے پیچھے آپ دائیں بائیں نظر ڈالتے ہوئے چل رہے تھے، یہاں تک کہ بحفاظت تمام اپنے لشکر میں آ گئے۔

☆ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چلے آنے کے بعد ارسطولیس نے اپنے وزیر قیطس سے کہا کہ اگر یہ عربی اپنے دس ساتھیوں کو لیکر آ گیا تو خدا کی قسم! میں ان سب کو قتل کر دوں گا۔

☆ جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لشکر میں پہونچ گئے تو مسلمان آپ سے ملنے کے لئے آنے لگے اور آپ کی سلامتی پر مبارک باد دینے لگے اس لئے کہ آپ کی واپسی میں دیر ہونے کی وجہ سے مسلمان فکر مند تھے کہ کہیں آپ کو شہید تو نہیں کر دیا گیا۔

☆ آپ نے مسلمانوں کو ارسطولیس کے دربار کے سارے حالات بتائے اور بتایا کہ میرے غلام دروان نے ان کے مکر و فریب سے مجھے آگاہ کیا اور یقیناً اس نے میرے ساتھ نیکی کی ہے اور انشاء اللہ میں نیکی کا بدلہ نیکی سے ہی دوں گا۔

☆ رات سلامتی سے گذر گئی، دوسرے دن آپ نے نماز فجر سے فارغ ہونے کے بعد مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ شہر مصر پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ مسلمان تیاری کر ہی رہے تھے کہ اسی وقت ارسطولیس کا ایلچی خندق کے کنارے آ کر کھڑا ہوا اور کہا کہ اے مسلمانو! کل تمہارے ایلچی نے ہمارے بادشاہ ارسطولیس سے وعدہ کیا تھا کہ دس مسلمانوں کو لیکر آئے گا تا کہ ممکن ہے کہ بات چیت کے ذریعہ معاملات

طے ہو جائیں تو اپنے ایلچی کو دس مسلمانوں کے ساتھ بھیجو ہمارا بادشاہ انتظار کر رہا ہے۔

☆ ارسطولیس کے ایلچی کی گفتگو سے مسلمانوں نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جا کر آگاہ کیا تو آپ خندق کے کنارے تشریف لائے اور ایلچی کو مخاطب کر کے کہا :

بے شک اللہ تعالیٰ دھوکہ اور فریب دینے والے کو ہلاک کرتا ہے۔ تیرے بادشاہ کا برا ہو جس نے مجھے بلایا اور دھوکے سے قید کرنا یا قتل کرنا چاہا لیکن میرے رب نے مجھے بچایا۔ پھر آپ نے تفصیل سے وہ ساری گفتگو جو ارسطولیس اور اس کے وزیر کے درمیان ہوئی تھی ایلچی کو بتائی اور کہا کہ تو اس وقت میرے قبضہ میں ہے اگر میں چاہوں تو تجھے قتل کر سکتا ہوں، لیکن میں مسلمان ہوں، دھوکہ اور فریب ہمارا شیوہ نہیں، ہم وعدہ وفا کرنے والے سچے لوگ ہیں، اب میں تیرے بادشاہ کے پاس کبھی نہ جاؤں گا۔

☆ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارسطولیس کے دربار کے واقعہ سے اتنا متأثر تھے کہ جب کبھی آپ کسی بات پر قسم کھاتے تو فرماتے :

قسم ہے اس ذات کی! جس نے مجھے قبطیوں کے بادشاہ سے نجات عطا فرمائی۔

☆ جب ارسطولیس کے ایلچی نے واپس جا کر ارسطولیس کو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گفتگو سے آگاہ کیا تو ارسطولیس اپنے وزیر قبطس سے کہنے لگا کہ وہ عربی تو ہماری زبان جانتا نہیں پھر اسے ہماری سازش کا علم کیسے ہو گیا؟ تو اس کا وزیر کہنے لگا کہ میرا گمان ہے کہ اس عربی کے ساتھ جو دوسرا شخص تھا وہ ہماری زبان جانتا ہے اور اسی نے اس عربی کو حقیقت سے آگاہ کیا ہے۔

☆ پھر ارسطولیس اپنے وزیر سے کہنے لگا کہ یہ عرب بہت ہوشیار اور چالاک ہیں ان کے بارے میں

ہمیں بتا کہ ہم کس طرح ان پر قابو پا سکیں گے؟ قبطس وزیر کہنے لگا اے بادشاہ! مجھے معلوم ہوا کہ ہفتے میں ایک دن ایسا ہے جس کی یہ عرب بہت تعظیم کرتے ہیں جس طرح ہم لوگ اتوار کے دن کی تعظیم کرتے ہیں، اس دن کا نام جمعہ ہے اور یہ سب مل کر ایک ساتھ جمعہ کی نماز پڑھتے ہیں لہٰذا میرا مشورہ ہے کہ

جمعہ کے دن جبل مُقطِم کے پاس اپنی فوج کا ایک مضبوط دستہ چھپا کر بٹھا دے اور جب یہ مسلمان جمعہ کی نماز پڑھنے میں مشغول ہو جائیں تو وہ فوجی دستہ ان پر حملہ کر کے انہیں ہلاک کر دے۔

☆ ارسطولیس نے اپنے وزیر قبطس کی اس رائے کو بہت پسند کیا اور کہا کہ میں ایسا ہی کروں گا جیسا تو نے کہا ہے۔

☆ ادھر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارسطولیس کے ایلچی کے واپس جانے کے بعد اپنے لشکر کا جائزہ لیا تو پتہ چلا کہ لشکر میں رسد اور چارہ وغیرہ کی کمی ہے جس کا انتظام کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ آپ نے حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور کہا کہ آپ اپنے ساتھیوں کو لیکر اطراف کے دیہاتوں میں جائیں اور لشکر کے رسد اور جانوروں کے لئے چارہ وغیرہ خرید کر لائیں۔ حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے چار ہزار مخصوص ساتھیوں کو لیا اور اطراف وجوانب کے دیہاتوں کی طرف روانہ ہو گئے۔

☆ چونکہ ارسطولیس بادشاہ مصر کے کچھ جاسوس اسلامی لشکر میں آکر مل گئے تھے۔ جب انہیں مسلمانوں کے اس مشورہ کا علم ہوا تو وہ نہایت خاموشی کے ساتھ ارسطولیس کے پاس آئے اور اسے سارے حالات تفصیل سے بتا دئے۔ ارسطولیس بہت خوش ہوا اور اسے اپنی کامیابی کا یقین ہو گیا۔

☆ چنانچہ ارسطولیس جمعہ کے دن کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔ جب جمعرات کا دن آیا تو اس نے

اپنے چچازاد بھائی جس کا نام ''ماسُیوس'' تھا بلایا اور اسے چار ہزار کا مضبوط لشکر دے کر کہا کہ وہ اپنے ساتھ خچر وغیرہ بار برداری کے جانور بھی لے لے اور ان پر رسد اور چارہ وغیرہ لادلے اور ان سب کو لیکر بڑی احتیاط کے ساتھ جا کر جبل مقطم کے پیچھے گھاٹی میں چھپ رہے اور کل جب جمعہ کا دن آئے تو اپنے چار ہزار کے لشکر کو بار برداری کے جانوروں کے ساتھ لیکر صبح ایسے وقت میں اسلامی لشکر کی طرف چلے کہ جب وہاں پہونچے تو مسلمان نماز جمعہ میں مشغول ہوں اور پہونچتے ہی حملہ کر کے مسلمانوں کو ختم کردے۔

☆ **بار برداری** کے جانوروں کو ساتھ لینے کا مقصد یہی تھا کہ مسلمانوں کو شبہ نہ ہونے پائے کہ یہ قبطیوں کا لشکر ہے بلکہ بار برداری کے جانوروں کو دیکھ کر مسلمان یہ سمجھیں کہ یہ ہمارا ہی وہ لشکر ہے جو ہمارے لئے رسد اور جانوروں کے لئے چارہ لینے گیا تھا۔

☆ چنانچہ **ماسیوس** نے اسی پروگرام کے مطابق چار ہزار کا لشکر اور بار برداری کے جانور وغیرہ لئے اور بڑی رازداری کے ساتھ **جبل مقطم** کے پیچھے گھاٹی میں چھپ کر بیٹھ گیا۔

☆ جبل مقطم کے پیچھے جو گھاٹیاں تھیں ان میں ایک کا نام **حراء** اور دوسری کا نام **ٹیلۂ نور** تھا۔ ماسیوس کا لشکر حراء گھاٹی سے ٹیلۂ نور تک پھیلا ہوا تھا۔ اب اس مقام پر عالیشان مسجد بنی ہوئی ہے جس کا نام ''مسجد موسیٰ'' ہے جبل مقطم سے حجر الحصا جہاں اسلامی لشکر ٹھہرا ہوا تھا دو پہر بھر کا راستہ تھا۔

☆ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ نماز جمعہ سے پہلے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جمع تھے اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم لوگوں کو جہاد کی ترغیب دے رہے تھے کہ ہم سے بعض لوگوں نے سوال کیا کہ اے مسلمانوں کے سردار! آپ ہمیں قبطیوں سے جہاد کا حکم کیوں نہیں دیتے؟ تو آپ نے کہا کہ میں کسی خوف اور ڈر کی وجہ سے لڑائی کا حکم نہیں دے رہا بلکہ میں نے سنا ہے کہ مقوقس بادشاہ کا دل اسلام کی طرف مائل ہے اور وہ اپنے معمول کے مطابق

رمضان کے پورے مہینے گوشہ نشین رہتا ہے اور اب صرف پانچ دن باقی رہ گئے۔

☆ لہٰذا جب وہ پانچ دن کے بعد اپنے خلوت خانہ سے باہر تخت شاہی پر بیٹھے گا تو میں اپنا ایلچی اس کے پاس بھیجوں گا اگر وہ ہماری شرطوں پر صلح کرتا ہے تو ہم صلح کریں گے اور اگر لڑنا چاہتا ہے تو لڑیں گے۔

☆ ابھی مسلمانوں میں آپس میں یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ خندق کے کنارے ارسطولیس کا بھیجا ہوا ایلچی آیا اور اجازت چاہی کہ میں مسلمانوں کے سردار سے کچھ گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اپنے پاس آنے کی اجازت دے دی۔ ایلچی نے قریب آکر سلام کیا اور کہا کہ ارسطولیس بادشاہ جو مقوقس کا ولیعہد ہے اس نے ہمیں یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ ابھی رمضان کے مہینے کے پانچ دن باقی ہیں، یہ مہینہ پورا ہوتے ہی میرا باپ جو مصر کا بادشاہ ہے اپنے خلوت خانہ سے باہر آئے گا اور سلطنت کے کاروبار کو سنبھالے گا لہٰذا اے مسلمانوں کے سردار! پانچ دن تک آپ جنگ کا معاملہ نہ کریں میرے باپ کے آجانے کے بعد جو مرضی ہو وہ کرنا۔

☆ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایلچی کو جواب دیا کہ ہمیں ارسطولیس کی رائے سے اتفاق ہے اور ہم خود مقوقس بادشاہ مصر سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں کہ ہم نے سنا ہے کہ اس کا دل اسلام کی طرف مائل ہے، ہمیں امید ہے کہ اس سے گفتگو کرنے میں کوئی بہتر راہ نکل آئے گی۔

☆ ارسطولیس ابلیس کا نماز جمعہ سے کچھ پہلے ایلچی کو بھیج کر اِس پُر فریب پیغام دینے کا مقصد خاص یہ تھا کہ مسلمان ہماری طرف سے کوئی خطرہ محسوس نہ کریں اور اطمینان سے نماز جمعہ ادا کرنے میں مشغول ہو جائیں تاکہ گھات میں بیٹھے ہوئے ہمارے لشکر کو اپنا کام کرنے میں آسانی ہو۔

☆ ارسطولیس کے قاصد کے چلے جانے کے بعد مسلمان نماز جمعہ کی تیاری کرنے لگے۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے شہر مصر کی جانب سے بظاہر جنگ کے کوئی آثار نہیں دیکھے

نماز جمعہ کے لئے اذان ہوئی، اذان ہونے کے بعد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمعہ کا خطبہ پڑھا، اس کے بعد ہم صف بستہ ہو کر نماز ادا کرنے میں مشغول ہو گئے۔ نماز سے پیشتر ہم نے اپنے غلاموں کو لشکر کے چاروں طرف مقرر کر دیا تھا کہ وہ حالات پر نظر رکھیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمن دھوکے سے کسی جانب سے ہم پر حالت نماز میں حملہ نہ کر دے۔

☆ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ پہلی رکعت ہم نے اطمینان سے ادا کر لی لیکن دوسری رکعت کا رکوع کرنے کے بعد ہم سجدہ کے لئے جا رہے تھے کہ ماسیوس اپنے چار ہزار کے لشکر کے ساتھ ظاہر ہوا۔ آگے اس نے بار برداری کے جانوروں کو کر رکھا تھا بظاہر جس پر سامان رسد اور چارہ وغیرہ لدا ہوا تھا۔ ہمارے غلام دھوکے میں آ گئے اور انہوں نے سمجھا کہ یہ حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر ہے جو اسلامی لشکر کے لئے چارہ وغیرہ لینے گیا تھا واپس آ رہا ہے، ہمارے غلام خوش ہو گئے کہ ہمارے لئے رسد وغیرہ آ گئی۔

☆ کچھ اور قریب آ کر ماسیوس نے اپنے لشکر کو تیزی کے ساتھ آگے بڑھایا اور ہم حالت نماز ہی میں تھے کہ ہم پر حملہ کر دیا۔ پچھلی اور اس سے آگے کی صف پر مسلمان شہید ہوتے رہے لیکن انہوں نے نماز کی ادائیگی میں کوئی کوتاہی نہیں برتی بڑے اطمینان سے انہوں نے نماز پوری کی۔

☆ حضرت عباد بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پچھلی دو صفوں میں جو مسلمان شہید ہوئے ان میں اکثر یمن، بجیلہ، وادی القریٰ، طائف اور وادی نخلہ کے تھے۔ اور ابھی ہم اسی حالت میں تھے کہ حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے چار ہزار کے لشکر کے ساتھ اطراف و جوانب کے دیہاتوں سے سامان رسد وغیرہ لے کر واپس آ گئے۔ جب انہوں نے تلواروں کو چمکتے دیکھا تو سمجھ گئے کہ دشمن نے جمعہ کے وقت عین حالت نماز میں گھات لگا کر مسلمانوں پر حملہ کیا ہے۔

☆ چنانچہ حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھیوں اور قبیلہ بنی تمیم کے جو لوگ ان کے ساتھ تھے انہیں للکارا اور کہا کہ دشمن نے ہمارے ساتھیوں کے ساتھ فریب کیا اور عین حالت نماز میں حملہ کیا ہے لہٰذا اپنے بھائیوں کی مدد کے لئے بڑھو، ایسے موقع پر جو کوتاہی کرے گا قیامت میں اس سے باز پرس ہوگی اور یہ کہہ کر حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو لیکر قبطیوں پر حملہ کر دیا۔

☆ قبطی حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس اچانک حملہ سے گھبرا گئے اور مسلمان نمازیوں کو چھوڑ کر اپنے بچاؤ کے لئے حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر سے لڑنے لگے۔ ادھر نماز سے فارغ ہوکر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے مسلمان ہتھیار لے کر اپنے گھوڑوں پر سوار ہوکر پیچھے سے قبطیوں پر حملہ آور ہو گئے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حملہ بڑا سخت تھا، اب قبطیوں کا حال یہ تھا کہ گویا وہ ایسی چڑیاں ہیں جو شکاری کی جال میں پھنس چکی ہیں اور ان کی رہائی کی کوئی صورت نہیں۔

☆ تھوڑی دیر میں سارے قبطی موت کے گھاٹ اتار دئے گئے ایک بھی نہیں بچ سکا کہ مصر جاکر ارسطولیس کو ان قبطیوں کے انجام کی خبر پہونچا سکے۔ ماسیوس بھی مارا گیا اور ان قبطیوں کا سارا ساز سامان مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا۔

☆ آج کے اس حادثہ میں چار سو چھتیس (۴۳۶) مسلمانوں نے شہادت پائی، کچھ خاص شہدائے کرام کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔

☆ حضرت حمزہ بن سالم الیشکری ☆ حضرت ربیعہ بن صابر السہمی ☆ حضرت میسب بن خویلد الیشکری ☆ حضرت نسیب بن غالب الیشکری ☆ حضرت سابق بن مزید العجلی ☆ حضرت مزید بن سعید الیشکری ☆ حضرت حزام بن عمرو العجلی ☆ حضرت قیس بن ماجد التنوخی ☆ حضرت طلحہ بن ثابت المخزومی ☆ حضرت نصر بن

الاخیل مولیٰ عیاض بن غانم الطائی ☆ حضرت نصر بن عبد مناۃ اسلمی آپ حضرت امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچازاد بھائی ہیں۔☆ حضرت کامل بن سعید بن غانم الجہنی ☆ حضرت مقدام بن ساریۃ البنجی ☆ حضرت سعید بن مرثد الحضرمی ☆ حضرت رفاعہ بن مسروق الکعبی ☆ حضرت جعفر بن داینہ (آپ نسب میں اپنی ماں کی طرف سے مشہور تھے اور قبیلہ عامر بن صعصعہ کے مشہور لوگوں میں تھے) ☆ حضرت عروہ بن شامل الثقفی ☆ حضرت معمر بن طاعن الزبیدی العامری ☆ حضرت عائش بن سمرۃ العامری ☆ حضرت رافع بن سہیل العامری ☆ حضرت عبداللہ بن قاہر الکلابی ☆ حضرت مالک بن لقیط العامری ☆ حضرت مکرم بن غالب العامری ☆ حضرت معمر بن خلیفۃ الداری ☆ حضرت ماجد بن مرۃ الخزرجی ☆ حضرت وہمان بن عوض بن مسلم العجلی ☆ حضرت طارق بن معلن السلمی ☆ حضرت لبانہ بن طاغن العبسی ☆ حضرت رہباج بن عمرو التمیمی ☆ حضرت ساہم بن مفرح التمیمی ☆ حضرت احوض بن یربوع التمیمی ☆ حضرت یاسر بن مفرح النبھانی ☆ حضرت ہلال بن خویلد الغطفانی ☆ حضرت ہجام بن عتبہ الغطفانی ☆ حضرت طوق بن حبیب الکعبی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

☆ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان تمامی شہداء کی نماز جنازہ پڑھا کر حجر الحصا کے پورب کی جانب دفن کر دیا۔ ان شہداء کرام کی قبریں آج بھی زیارت گاہ خلائق ہیں اور انشاء اللہ قیامت تک رہیں گی۔

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتح مصر

جب ارسطولیس کو مَاسُیُوس اوراس کے لشکر کی تباہی کی خبر ملی تو اس پر رنج وغم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا اور اسے اپنی سلطنت کے زوال کا یقین ہوگیا۔اس نے اپنے ارکان سلطنت اور فوجی افسروں وغیرہ کو بلایا اور کہا کہ موجودہ صورت حال کو دیکھتے ہوئے تمہاری کیارائے ہے؟

ارسطولیس کے ان ارکان سلطنت اور فوجی افسروں نے کہا کہ بادشاہوں کوعروج وزوال ہوتا رہتا ہے۔جنگ میں فتح وشکست کا معاملہ بھی ہوتا رہتا ہے۔ہم نے سنا ہے کہ :

دارینوس بن اردیس بن ہرمز بن کیتبعان بن یزدجرد فارسی کو سکندر نے ستر بار نے شکست دی لیکن دارینوس ہمت نہیں ہارا۔

لہٰذا اے بادشاہ ماسیوس!اوراس کے لشکر کے مارے جانے سے تو مایوس نہ ہو ہمیں اپنے ساتھ لے اورلڑائی کے لئے نکل اور ہم پورا پورا تیرا ساتھ دیں گے اور پھر،،،،،،،،،،

یہ قس اور راہب اور شماسہ اور مطران تیرے لئے دعا کریں گے تو ان کی دعا کی مدد سے فتحیاب ہوگا۔

- اپنے ساتھیوں کی یہ گفتگو سن کر ارسطولیس کا حوصلہ بڑھا اور وہ جنگ کے لئے تیار ہوگیا۔ اس نے اپنا شاہی خزانہ کھول کر لشکر کو رسد اور ہتھیار دئے اور حکم دیا کہ مسلمانوں سے لڑنے کے لئے باہر نکلیں۔ چنانچہ ارسطولیس کا لشکر پوری جنگی تیاری کے ساتھ اسلامی لشکر کے سامنے خیمہ زن ہوگیا۔ ساتھ ہی ساتھ ارسطولیس نے ''حاکم نوبہ'' ''حاکم بجاۃ'' کو امدادی لشکر بھیجنے کے لئے خطوط روانہ کئے اور جنگ کو اتنے دنوں تک ٹالنے کی کوشش کی کہ اس کا طلب کردہ امدادی لشکر اس کے پاس آجائے۔
- صورت حال کا جائزہ لے کر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ شروع کرنے میں جلدی نہیں کی بلکہ ارسطولیس کی طرف سے تاخیر کو غنیمت جانتے ہوئے فوراً ایک خط امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لکھا جس میں پورے حالات تفصیل سے لکھنے کے بعد یہ گذارش کی کہ ان کی امداد کے لئے مزید لشکر روانہ فرمائیں۔ آپ کا یہ خط لیکر حضرت عبداللہ بن قرط الازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ روانہ ہوگئے۔
- حضرت عبداللہ بن قرط الازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلسل رات دن سفر کرتے ہوئے مدینہ منورہ پہونچ گئے۔ آپ نے اپنی اونٹنی کو مسجد نبوی شریف کے دروازے پر بٹھایا اور سب سے پہلے مسجد نبوی شریف میں داخل ہوکر دو رکعت نماز پڑھی پھر حضور ﷺ کی قبر مطہر کی جانب متوجہ ہوئے دیکھا کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ کی قبر شریف کے پاس باادب بیٹھے ہیں۔ آپ نے سب سے پہلے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کی بارگاہ میں صلوٰۃ و سلام کا نذرانہ پیش کیا

پھر امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام کیا اور قریب ہی ادب کے ساتھ بیٹھ گئے۔

- امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبداللہ بن قرط کے سلام کا جواب دیا اور کچھ دیر تک غور سے ان کو دیکھتے رہے پھر فرمایا کہ کیا تم عبداللہ بن قرط ہو؟ حضرت عبداللہ بن قرط نے جواب دیا ہاں! میں عبداللہ بن قرط ہوں اور پھر آگے بڑھ کر امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھوں کو چوما اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط پیش کر دیا۔

- امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خط کھول کر غور سے پڑھا، خط پڑھنے کے بعد سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا لاحول ولاقوہ اللہ باللہ العلی العظیم پھر فرمایا

مَنْ تَرَکَ الْحَزْمَ وَرَآءَ ظَهْرِهٖ تَبَاعَدَتْ مِنْهُ فَسِيْحَاتٌ مِّنَ الْخُطَبْ ...	جس نے احتیاط کو اپنے پس پشت ڈال دیا تو اس کے قدموں سے کشائش دور ہوگئی

- پھر فرمایا کہ میں عمرو بن العاص کو ہوشیار با تدبیر جانتا ہوں لیکن حکم خدا کے سامنے سب سرنگوں ہیں پھر اسی وقت آپ نے ایک خط حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام لکھا کہ وہ ایک امدادی لشکر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کے لئے روانہ کر دیں اور آپ نے یہ خط حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت سالم کے ہاتھ حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس روانہ کر دیا۔

- حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے مدینہ طیبہ میں دو دن قیام کرنے کے بعد امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس واپس جانے کی اجازت چاہی تو آپ نے ایک تفصیلی خط حضرت عمرو بن العاص رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے نام لکھا جس میں ان کو تسلی دیتے ہوئے اوران کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے لکھا کہ میں نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کو لکھا ہے کہ وہ آپ کی مدد کے لئے ملک شام سے ایک لشکر روانہ کردیں۔ پھر وہ خط اور زادراہ دے کر مجھے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس روانہ کردیا۔

حضرت عبداللہ بن قرط رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات دن مسلسل سفر کرتے ہوئے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بخیریت تمام پہونچ گئے اور امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط آپ کو پیش کردیا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خط کو پہلے خود پڑھا پھر تمام مسلمانوں کو سنایا۔ امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط سنکر تمام مسلمان بہت خوش ہوگئے اور تکبیر و تہلیل کی آوازیں بلند کرنے لگے۔

جس دن سے عین حالت نماز میں ارسطولیس کے لشکر نے مسلمانوں پر دھوکے سے حملہ کیا تھا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کا لشکر ہمہ وقت ہوشیار اور بیدار رہتے تھے۔ اور اب امیر المؤمنین کا خط آجانے کے بعد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ لڑائی اس وقت تک نہیں چھیڑنا چاہتے تھے جب تک ملک شام سے امدادی لشکر نہ آجائے۔

ادھر ارسطولیس کا حال یہ تھا کہ اگرچہ اس کا لشکر مصر کے باہر مورچہ بند ہو چکا تھا مگر اسے قرار نہیں آرہا تھا، اس کے چچازاد بھائی ماسیوس اور اس کے چار ہزار کے لشکر کا مارا جانا ارسطولیس کو چین نہیں لینے دے رہا تھا۔ چنانچہ اس نے دوبارہ اپنے درباریوں اور شہر مصر کے اکابر و رؤساء وغیرہ کو کنیسہ معلقہ میں جمع کیا اور اپنے باپ مقوقس کی طرف سے جب کہ اسے زہر دے کر ختم کراچکا تھا مگر از راہ مکر و فریب ان لوگوں کے سامنے اس طرح تقریر کی ۔۔۔۔۔۔

اے عیسائیو! تمہارا یہ شہر عظیم ہے اور یہ شہر فرعونوں کا شہر ہے اور آل حمیر کے

مشہور لوگوں مثلاً مسنبغان -بیستق -حلجان وغیرہ کا دارالسلطنت رہ چکا ہے۔ پھر اور بھی بڑے بڑے بادشاہ اس ملک کے مالک رہے پھر اللہ تعالیٰ نے قوم قبط کو اس سرزمین کا مالک بنایا۔تمہارے آباء واجداد مثلاً اُسطِیلُس -بیلموس اور ربان بن ولید یہاں کے بادشاہ رہے۔قوم قبط کی حکومت کا سلسلہ اس سرزمین پر جاری رہا یہاں تک کہ میرا دادا روا عیل یہاں کا بادشاہ ہوا پھر اس کے بعد میرا باپ مقوقس یہاں کا بادشاہ ہوا۔مختلف ملکوں کے بادشاہوں نے ہمارے ملک سے حسد کیا مگر ناکام رہے اور یہ عرب بڑے لالچی ہیں ہمارے ملک میں اس ارادے سے آئے ہیں کہ ہمارے شہروں سے ہمیں نکال دیں اور وہ خود ہمارے ان شہروں کے مالک بن جائیں جس طرح کہ انہوں نے ملک شام میں کیا کہ وہاں کے بادشاہوں اور بہادروں کو مار ڈالا، ان کے مال سامان کو لوٹ لیا اور ان کی عورتوں اور لڑکوں کو لونڈی غلام بنالیا۔

لہٰذا اگر تم نے بزدلی اور سستی سے کام لیا تو وہ تمہیں قتل کر کے تمہارے مال واسباب کو لوٹ لیں گے اور تمہارے لڑکوں اور عورتوں کو لونڈی اور غلام بنالیں گے اور تمہارے ان خوبصورت اور خوشحال شہروں کے مالک بن جائیں گے اور تمہاری عبادت گاہوں کو یہ مسجدیں بنالیں گے۔

اب میرے باپ مقوقس نے مجھے لڑائی کا حکم دیا اور کہا کہ وہ اپنی اس خلوت گاہ سے اس وقت تک نہ نکلے گا جب تک وہ یہ نہ دیکھ لے کہ تم نے عربوں کو اپنی سرزمین سے بھگا دیا ہے۔

لہٰذا اے میرے اراکین سلطنت اور شہروں کے رئیس اور امیر لوگو! مجھے اپنی رائے سے آگاہ کرو۔

● ارسطولیس کے دربار میں حاضر تمامی لوگوں نے کہا کہ اے ارسطولیس! تیرے باپ مقوقس کے ہم پر بڑے احسانات ہیں جس کا حق ہم ادا کریں گے اور ہم وہی کریں گے جو ہمارے باشاہ کی مرضی ہے، ہم اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک کہ عربوں کو اپنی سرزمین سے بھگا نہ دیں گے۔

● ارسطولیس اپنے دربار کے حاضرین کی یہ باتیں سن کر بہت خوش ہو گیا اور کہا کہ عربوں سے جنگ کرنے کے لئے بھرپور تیاری کریں۔ اگرچہ قبطیوں کا لشکر پہلے ہی شہر مصر کے باہر مسلمانوں کے سامنے خیمہ زن ہو چکا تھا لیکن اس وقت کی گفتگو نے قبطیوں میں اور جوش پیدا کر دیا اور وہ بڑے زور شور سے جنگی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔ میدان جنگ میں جبل مقطم کے قریب ٹیلۂ نور پر ارسطولیس کے لئے ایک خوبصورت خیمہ لگایا جہاں سے میدان جنگ کے حالات پر نظر رکھ سکے اور جنگ کے لئے مناسب مشورہ دیتا رہے

● مسلمان بھی قبطیوں کی جنگی تیاریوں سے بے خبر نہیں تھے وہ اپنی تیاریوں میں مصروف تھے۔ رات کو پہرہ داری کا معاملہ سخت کر دیا گیا۔ سب سے پہلے پہرہ داری کا کام خود حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انجام دیا۔ دونوں طرف سے جنگی تیاریاں ہو رہی تھیں لیکن دونوں فریق ابھی جنگ چھیڑنے سے اس لئے بچ رہے تھے کہ مسلمانوں کو ملک شام سے آنے والے امدادی لشکر کا انتظار تھا اور ارسطولیس کو حاکم نوبہ اور حاکم **بجاۃ** کی طرف سے امدادی لشکر کا انتظار تھا۔

● آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھ کر روانہ کر دیا تھا کہ وہ ملک شام سے ایک بڑا لشکر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی مدد کو بھیج دیں۔ جب سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر المؤمنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط ملا تو آپ حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور امیر المؤمنین کے مضمون سے آگاہ کیا۔

- حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جب امیر المؤمنین کا حکم ہے تو آپ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کے لئے لشکر ضرور روانہ کریں۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ امیر المؤمنین کے حکم کے مطابق میں چار ہزار کا لشکر روانہ کردوں لیکن خوف صرف اس بات کا ہے کہ ملک شام سے مصر تک کا راستہ بہت دشوار گذار ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارا یہ بھیجا ہوا لشکر کسی مصیبت میں پھنس کر ہلاک نہ ہو جائے تو اگر ایک مسلمان بھی اس طرح ہلاک ہو گیا تو میں خدا کی بارگاہ میں کیا منھ دکھاؤں گا۔

- حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے مسلمانوں کے سردار! چار ہزار کا لشکر بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے آپ صرف چار ایسے آدمیوں کو بھیج دیں جن میں کا ہر فرد ایک ہزار کے برابر ہے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش ہو گئے اور کہا کہ اے خالد بن الولید! آپ ہی بتائیں کہ وہ چار افراد کون ہیں جو چار ہزار کے برابر ہیں؟ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔۔۔۔۔۔

☆ایک تو میں خود ہوں ☆ دوسرے مقداد بن اسود الکندی ہیں ☆ تیسرے عامر بن یاسر الکندی ہیں ☆ اور چوتھے مالک بن اشتر نخعی ہیں۔

- حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا اور کہا کہ اے خالد بن الولید! تمہاری رائے بہت بہتر اور مبارک ہے۔ چنانچہ اسی وقت حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان تینوں

صحابہ کرام کو بلایا اور اپنے ارادے سے انہیں آگاہ کیا، وہ تینوں حضرات بڑی خوشی سے تیار ہو گئے۔ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان حضرات سے کہا کہ سفر کی یتاری مکمل کر لیں جب روانگی کا وقت ہوگا میں بلالوں گا۔

پورا دن سفر کی تیاریوں میں گذر گیا۔ بعد نماز مغرب حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں کو لیکر حضرت سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان چاروں حضرات کو دعا دے کر رخصت کیا اور ساتھ ایک راہبر بھی کر دیا کہ **"شونک"** اور وادی **"موسیٰ"** کے راستے سے وہ انہیں مصر تک لے جائے اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا دے۔

مسلسل سفر کرتے ہوئے جب حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ عقبۃ ایلا کے قریب پہونچے تو آپ نے ایک ہزار سے زائد لوگوں کو دیکھا جو اونٹ اور گھوڑوں پر سوار ہیں۔ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھی ان کے قریب گئے اور پوچھا کہ تم لوگ کون ہو اور کہاں سے آئے ہو اور کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہم **"قبیلہ ثقیف"** **"قبیلہ طے"** اور **"قبیلہ مرداس"** کے لوگ ہیں۔ ہمیں امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کے لئے مصر کی جانب روانہ کیا ہے اور ہمارے سردار **رفاعہ بن قیس** رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور **بشار بن عوف** رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب انہیں بتایا کہ میں بھی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کے لئے مصر ہی جا رہا ہوں تو وہ لوگ بہت خوش ہو گئے اور سب لوگ مل کر مصر کی جانب روانہ ہو گئے۔

حضرت نضر بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس گروہ میں شامل تھے بیان کرتے ہیں کہ مصر دو دن

کے راستہ پر رہ گیا تھا کہ رات کا وقت تھا، ہم سفر کرتے ہوئے مصر کی جانب بڑھ رہے تھے کہ اچانک ہم نے کچھ آہٹیں سنیں، لہٰذا ہم لوگ رک گئے، رات اتنی تاریک تھی کہ کسی کو اپنی قریبی چیز دیکھنا مشکل تھا، میں پورے گروہ کو روک کر اپنی اونٹنی سے اتر کر تنہا ان آہٹوں کی جانب بڑھا۔ جب آہٹیں قریب آ گئیں تو میں ایک جانب چھپ کر بیٹھ گیا، تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ یہ ایک بڑا لشکر ہے جو اونٹوں اور گھوڑوں پر سوار ہے، میں خاموشی سے ان میں شامل ہو گیا، میں نے ان کی گفتگو سے اندازہ لگایا کہ یہ عربی النسل عیسائی ہیں، اور ان کی تعداد تین ہزار ہے۔

● حضرت نضر بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے ان کے ساتھ چلتے ہوئے سنا کہ وہ آپس میں کہہ رہے تھے کہ مسلمانوں نے ہم کو ذلیل و رسوا کر دیا اور ہمیں گھر سے بے گھر کر دیا، جس دن سے ہم لوگ مدین سے چلے ہیں ہمیں راستہ میں کوئی مسلمان نہیں ملا اور مسلسل سفر کرنے کی وجہ سے ہم لوگ تھک چکے ہیں، اب مصر قریب ہے لہٰذا آج رات آرام کر لیں کل صبح مصر کے لئے روانہ ہوں گے۔

● چنانچہ آپس میں یہ مشورہ کرنے کے بعد مدین سے آنے والے وہ عربی النسل عیسائی قریب کے ایک چشمے کے کنارے رک گئے، اپنے جانوروں کو چارہ پانی دیا اور خود بھی کچھ کھا پی کر آرام کرنے لگے۔ مدین سے یہ آنے والے عربی النسل عیسائی **قبیلہ غسان، قبیلہ لخم، قبیلہ جذام** اور **قبیلہ عاملہ** کے لوگ تھے۔

● حضرت نضر بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں جب میں نے ان عربی النسل عیسائیوں کے حالات کو اچھی طرح دیکھ اور سمجھ لیا تو میں اپنے ساتھیوں کے پاس واپس آ گیا اور حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سارے حالات سے آگاہ کیا۔ آپ بہت خوش ہو گئے، اسی وقت حضرت رفاعہ بن قیس اور حضرت بشار بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی آ گئے اور یہ طے پایا کہ ان مشرکین پر حملہ کرنے میں جلدی نہ کی جائے بلکہ کچھ تاخیر کی جائے تاکہ یہ گہری نیند سو جائیں پھر ہمیں اپنا کام کرنے میں آسانی ہو گی۔

آپس میں یہ مشورہ ہو جانے کے بعد حضرت رفاعہ اور حضرت بشار رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ گئے اور انہیں حکم دیا کہ نہایت خاموشی سے ہتھیار بند ہو جائیں تا کہ دشمن پر حملہ کرنے میں کوئی دشواری نہ ہو۔

کچھ رات گذر جانے کے بعد حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھیوں کو لیا اور اس طرح قطار در قطار خاموشی سے چلنے لگے گویا جانور چل رہے ہیں۔ جس میدان میں یہ عربی النسل عیسائی ٹھہرے ہوئے تھے جب اس کے قریب پہونچے تو دیکھا کہ سب غفلت کی نیند سو رہے ہیں کوئی بھی بیدار نہیں ہے۔ چنانچہ منظّم طریقہ پر مسلمانوں نے ان پر چاروں طرف سے حملہ کر دیا۔ یہ مشرکین اس اچانک حملہ سے اور نیند کے غلبہ کی وجہ سے ایسے بدحواس ہو گئے کہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے۔

ان عربی النسل عیسائیوں میں سے کوئی ایک بھی نہ بچ سکا سب مارے گئے صرف ان کے چند بڑے گرفتار کر لئے گئے کہ ان کے ذریعہ حالات معلوم کرنے میں آسانی ہو اور ان کے جملہ مال و اسباب پر بطور مال غنیمت کے مسلمانوں نے قبضہ کر لیا۔

حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گرفتار ہونے والے عیسائی سرداروں سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو اور کہاں سے آرہے تھے اور کہاں کا ارادہ تھا اور کس مقصد کے لئے تم سفر کر رہے تھے؟

تو انہوں نے بتایا :

اے مسلمانوں کے سردار! جب تم لوگ ملک شام کے مالک ہو گئے اور قیصر روم ہرقل اپنے اہل و عیال اور خزانے لیکر قسطنطنیہ چلا گیا اور جبلہ بن ایہم الغسانی اپنے ساتھیوں کو لیکر کشتیوں کے ذریعہ جزائر کی طرف بھاگ گیا۔ ہم جبلہ بن ایہم الغسانی

کے چچازاد بھائی ہیں، ہم لوگ مدین کی طرف چلے گئے، وہاں سے مقوقس بادشاہ مصر سے رابطہ قائم کیا اور گذارش کی کہ ہم کو مصر میں آباد ہونے کی اجازت دے لیکن اس نے انکار کردیا۔ پھر اس کے بعد ہم نے اس کے ولیعہد اور جانشین ارسطولیس سے رابطہ قائم کیا اور تحفہ جات اور گھوڑے وغیرہ بھیجے اور گذارش کی کہ ہمیں مصر میں آباد ہونے کی اجازت دے، ہم اس کے لشکر میں شامل ہوکر اس کا ساتھ دیں گے۔ چنانچہ اس نے ہمیں اجازت دے دی۔ لہٰذا ہم لوگ مصر میں آباد ہونے اور ارسطولیس کے لشکر میں شامل ہونے کے ارادے سے مصر جارہے تھے کہ تم لوگوں نے ہم پر قبضہ کرلیا اور ہم پر غالب آ گئے۔

• حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی یہ باتیں سنکر ہنسے اور فرمایا :

مَنْ حَفَرَ لِاَخِيْهِ الْمُؤْمِنِ بِئْراً	جو کوئی کسی کے لئے کنواں کھودتا ہے اللہ تعالیٰ بہت
اَلْقَاهُ اللّٰهُ فِيْهِ قَرِيْباً	جلد اس کو ہی اس کنویں میں ڈال دیتا ہے۔

• حضرت نضر بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مدین سے آنے والے ان عیسائیوں کے معاملات سے فارغ ہوکر ہم لوگ مصر کی جانب روانہ ہوئے تو عصر کے وقت ہم کو عیسائیوں کا ایک دیر (گرجا گھر) دکھائی پڑا۔ ہم اس دیر کے قریب گئے اور معلومات کی تو ہمیں بتایا گیا کہ اس دیر کا نام دیر مُرمّس ہے اور اس میں عیسائی راہب کثرت سے رہتے ہیں۔ چنانچہ ہم لوگوں نے حالات کو جاننے کے لئے اس دیر کے قریب قیام کرلیا اور یہ ظاہر نہ ہونے دیا کہ ہم لوگ کون ہیں۔

حضرت نضر بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم دیر مرمس کے قریب ٹھہر گئے تو اس دیر کے راہب ہمارے پاس آئے اور پوچھا کہ تم لوگ کون ہو اور کہاں کا قصد رکھتے ہو؟ ہم نے مصلحت آمیز گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ہم لوگ ملک شام کی طرف سے آئے ہیں، جبلہ بن ایہم الغسانی سے بھی قرابت ہے اور ارسطولیس بادشاہ مصر سے ملاقات کا ارادہ ہے ممکن ہے ہم اس کی کچھ مدد کرسکیں۔ ہماری گفتگو سن کر وہ بہت خوش ہو گئے اور ہماری دعوت کا انتظام بھی کرنے لگے۔

ابھی ہم دیر مرمس کے راہبوں سے گفتگو کر ہی رہے تھے کہ ان کا سب سے بڑا قس جس کا نام بولیس تھا آ گیا۔ یہ قس دراصل ملک شام کا رہنے والا تھا اور ہرقل بادشاہ کے خاص مشیر کاروں میں سے تھا اور ایک موقع پر حاکم حمص نے اپنا سفیر بنا کر اسے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھی بھیجا تھا اور ملک شام کے متعدد مقامات پر جنگ کے میدان میں حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ چکا تھا، بہت ہی ذی علم اور نظر کا تیز تھا، ہم سے گفتگو کرنے لگا۔

حضرت نضر بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ چاہ رہے تھے کہ ہمارا راز ظاہر نہ ہونے پائے اور ہم رات گذار کر کسی طرح حضرت عمرو بن العاص تک پہونچ جائیں، لیکن بولیس بال کی کھال نکال رہا تھا، ہم نہایت احتیاط سے اس کے سوالوں کے جواب دے رہے تھے، آخر میں اس نے حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ۔۔۔۔۔۔۔

اس شخص کو میں ملک شام میں مختلف جنگوں میں دیکھ چکا ہوں، اسی شخص نے ملک شام کو فتح کیا ہے اور قیصر روم ہرقل کے بڑے بڑے بطارقہ ہرقلیہ اور بہادروں کو قتل کیا ہے اور ہرقل کو قسطنطنیہ بھاگنے پر مجبور کیا ہے، تم لوگ محمدی ہو، میں تمہارے اوپر اعتماد نہیں کرسکتا۔

یہ کہہ کر بولیس دیر (گرجا گھر) میں چلا گیا اور وہاں کے راہبوں سے کہا کہ یہ مسلمان ہیں ان کے کھانے پینے کا انتظام نہ کرو، میں ارسطولیس بادشاہ کو ان کے بارے میں اطلاع دینے جا رہا ہوں تا کہ وہ انہیں راستہ ہی میں ختم کر دے۔

بولیس کے متعلق ایک مختصر تفصیل یہ بھی ملتی ہے کہ جب مسلمانوں نے ملک شام فتح کر لیا تو یہ ملک شام سے بھاگ کر **طرابلس** آ گیا تھا، پھر طرابلس سے مصر آ گیا، جب بادشاہ مصر مقوقس کو اس کے آنے کی خبر ملی تو اس نے اس کو بلایا، اس کا حال پوچھا اور اس کی صلاحیت اور قابلیت کو دیکھتے ہوئے اسے قصر شمع کے گرجا گھر کنیسہ معلقہ میں ٹھہرا دیا پھر جب ارسطولیس کا دور آیا تو اس نے کچھ مصلحتوں کے پیش نظر اسے دیر **مرمس** میں بھیج دیا اور **بابیوس** نامی ایک بڑے بطرک کو اپنا مشیر کار بنایا اور اسے **قصر شمع** کے گرجا گھر کنیسہ معلقہ میں رہنے کو جگہ دی۔ یہ بابیوس مصریوں کے نزدیک بہت قابل اور دانا تھا، مصری لوگ اسے **"بطرک کبیر"** کہا کرتے تھے۔

جب بولیس نے دیر مرقس کے راہبوں کو پھر سختی سے منع کیا کہ یہ لوگ مسلمان ہیں ان کے ساتھ کوئی اچھا سلوک نہ کیا جائے تو ان راہبوں نے کہا کہ ہم انہیں پہچان نہیں پا رہے ہیں کہ یہ کون لوگ ہیں البتہ یہ ضرور ہے کہ اگر یہ مسلمان ہوتے تو دن کے اجالے میں مصر کی سرزمین پر سفر نہ کرتے کیونکہ ہر طرف دشمن ان کی گھات میں ہیں۔ لیکن بولیس برابر اصرار کرتا رہا کہ یہ مسلمان ہیں ان سے اخلاق و مروت کا کوئی برتاؤ نہ کیا جائے۔

حضرت عامر بن ہبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب دیر مُرقّس کے راہبوں نے بولیس کی اس انداز کی گفتگو سنی تو ان میں جو ذی ہوش تجربہ کار تھے انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اگر بولیس کا کہنا صحیح ہے تو ہمارے لئے بہتر ہے کہ ہم ان مسلمانوں سے صلح کر لیں اور اپنے لئے امان نامہ لکھوا لیں اس

لئے کہ

جب ان مسلمانوں نے ہرقل جیسے بادشاہ کو شکست دے کر پورے ملک شام پر قبضہ کرلیا ہے تو مصر ملک شام کے مقابلہ میں کچھ نہیں، اگر یہ مسلمان غالب رہے تو یہ صلح نامہ ہمارے کام آئے گا اور ارسطولیس غالب رہا تو ہم اس کے ہم مذہب ہی ہیں جیسے اس وقت امن وامان میں ہیں ویسے جنگ کے بعد بھی امن وامان میں رہیں گے۔

● انہیں راہبوں میں سے ایک بڑا راہب جو بولیس کے ہم پلہ تھا اس نے کہا کہ اے میرے ساتھیوں تمہاری رائے درست ہے لیکن میری باتوں کو بھی غور سے سنو :

اگر تم لوگ مسلمانوں سے صلح کرنا چاہتے ہو تو پہلے اس ملعون بولیس کو پکڑ کر مسلمانوں کے حوالے کردو کہ یہ بہت خبیث طبیعت کا ہے، یہ ہر روز کفر کرتا ہے اور ہم پر ظلم کرتا ہے، یہ **"نسطوری"** عقیدے کا ہے اور ہم **"یعاقبہ"** ہیں۔ اسے مسلمانوں کے حوالے کردینے میں یہ فائدہ ہوگا کہ اگر مسلمانوں نے جنگ جیت لی تو ہمیں کوئی خطرہ نہیں رہے گا اور اگر **ارسطولیس** کو فتح ہوئی اور یہ بولیس ملعون زندہ رہا تو ہمارے صلح کی خبر یہ ارسطولیس کو ضرور پہنچائے گا اور ارسطولیس ہم سب کو قتل کرادے گا لہٰذا پہلے اس کا قصہ پاک کردو نہ یہ زندہ رہے گا نہ فتنہ اٹھے گا۔

● اس بڑے راہب کی رائے کو دیر مرقس کے راہبوں نے پسند کیا اور اسی وقت بولیس کو پکڑ کر اس کی مشکیں باندھ دیں پھر وہ مسلمانوں کے پاس آئے اور کہا کہ ہم تمہیں نہیں پہچانتے کہ تم کون لوگ ہو؟

لٰہذا تمہیں اس ذات کی قسم ہے جس کو تم مانتے ہو اور جس کے معتقد ہو بتاؤ کہ تم کون لوگ ہو؟ اگر تم مسلمان ہو تو ہم تم سے صلح کرنا چاہتے ہیں اور اپنے لئے امان نامہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نے بولیس ملعون کو پکڑ لیا اور اس کی مشکیں باندھ دی ہیں ہم چاہتے ہیں کہ اسے تمہارے حوالے کر دیں تا کہ وہ تمہارے یا ہمارے خلاف کوئی فتنہ نہ کھڑا کرے۔

- حضرت مالک بن اشتر نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان راہبوں کی گفتگو سن کر فرمایا :

اے راہبو! ہم وہ لوگ ہیں نہ جو جھوٹ بولتے ہیں اور نہ جھوٹ کو پسند کرتے ہیں۔ بلاشبہ ہم اصحاب محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ جب تم ہم سے صلح کے خواہشمند ہو تو ہم نے تم سے صلح کی اور تمہیں امان دیا۔

- جب صلح کی گفتگو مکمل ہوگئی اور راہبوں کو صلح پر پورا پورا یقین ہو گیا تو انہوں نے دیر (گرجا گھر) کا دروازہ مسلمانوں کے لئے کھول دیا اور بولیس کو مسلمانوں کو حوالے کر دیا۔ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بولیس سے کہا کہ تو نے ہمارے ساتھ بدی کا ارادہ کیا تھا لیکن تو خود ہی آفت کا شکار ہو گیا۔ اب میں تجھے دعوت دیتا ہوں کہ اسلام قبول کر لے تا کہ تجھے دنیا و آخرت کی عزت وسعادت نصیب ہو جائے۔
- بولیس نے اسلام قبول کرنے سے شدت سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ میں تم لوگوں سے نفرت کرتے ہوئے ملک شام سے بھاگ کر مصر آیا لیکن مسیح کی مرضی مجھے تمہارے ہاتھوں میں قید کرا دیا، میں کسی بھی حالت میں دین مسیح نہیں چھوڑوں گا۔ ساتھ ہی ساتھ اس نے کچھ اور زبان درازیاں کیں جس پر اسی

وقت اس کی گردن ماردی گئی۔

بولیس کا معاملہ ختم ہوجانے کے بعد دیر مرقس کے راہبوں نے مسلمانوں کے لئے کھانے پینے کا انتظام کیا اور ان کے جانوروں کے لئے دانہ و چارہ وغیرہ کا انتظام کیا اور وہ رات مسلمانوں نے دیر مرقس کے پاس سکون واطمینان سے گذاری۔

دوسرے دن صبح وہی راہب کبیر جس نے دیر مرقس کے راہبوں کو مشورہ دیا تھا کہ وہ بولیس کو قید کرلیں حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہا :

اے مسلمانوں کے سردار! میں تم کو بہت بہادر اور شجاع دیکھتا ہوں، مجھے بتاؤ کہ اصحاب محمد رسول ﷺ میں سے تم کون ہو اور تمہارا مرتبہ کیا ہے؟

حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں خالد بن الولید المخزومی ہوں۔

یہ سن کر راہب نے کہا کہ مجھے قسم ہے اپنے دین کی!

تم وہی ہو جس نے ملک شام کو فتح کیا ہے، اور وہاں کے بادشاہوں کو بطارقہ کو تم نے ذلیل کیا ہے، تمہاری تعریف توصیف ہماری کتاب میں موجود ہے۔

اتنا کہنے کے بعد راہب اپنے دیر (گرجا گھر) کی طرف پلٹ گیا اور تھوڑی ہی دیر میں ایک جزدان لیکر واپس آیا پھر جزدان کھول کر اس میں سے ایک بڑی کتاب نکالی پھر اس کتاب کو کھول کر دکھایا تو

ایک ورق پر امیر المؤمنین حضرت سیدنا **فاروق اعظم** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصاف وکمالات لکھے ہوئے تھے اور آپ کی تصویر بنی ہوئی تھی پھر اسی کے ساتھ ساتھ حضرت **ابوعبیدہ بن الجراح** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصویر اور حضرت سیدنا **خالد بن الولید** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصویریں بنی ہوئی تھیں۔ حضرت خالد بن الولیدؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصویر کی کیفیت یہ تھی کہ برہنہ **تلوار** آپ کے ہاتھ میں تھی۔ اور آپ حضرات کے حالات بھی لکھے ہوئے تھے۔

پھر راہب نے کہا کہ اے سردار تمہارے یہ اوصاف پڑھ کر میں ہمیشہ تم سے ملاقات کا آرزومند رہا یہاں تک کہ آپ ملک شام میں داخل ہوئے اور وہاں کے بعض شہروں کو فتح کیا، پھر خبر ملی کہ تمہارے امیر المؤمنین نے تمہیں معزول کر کے تمہاری جگہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سردار مقرر کیا ہے تو ہمیں تعجب ہوا اس لئے کہ ہماری کتاب میں لکھا ہے کہ---------

ملک شام کے اصل فتح کرنے والے تم ہو جیسا کہ میں نے ابھی کتاب میں تمہیں دکھایا تو اس راز سے ہمیں آگاہ کرو۔

حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے راہب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے امام اور امیر المؤمنین ہیں ان کی اطاعت اور فرمانبرداری ہم پر لازم اور ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ

حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کا جو تم میں حکومت والے ہیں۔

☆ ہمارے امیر المؤمنین عدل و انصاف سے کام لیتے ہیں۔ ☆ برے کاموں سے روکتے ہیں۔ ☆ خاک نشینی اور انکساری ان کو پسند ہے۔ ☆ سادہ لباس پہنتے ہیں۔ ☆ عموماً پیدل چلتے ہیں۔ ☆ رعیت کے حق میں مہربان ہیں۔ ☆ بیوہ عورتوں اور مسکینوں اور مسافروں کی خبر گیری کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں۔ ☆ اللہ تعالیٰ کے احکام قائم کرنے میں شرم نہیں کرتے۔

راہب نے کہا کیا اپنے نبی کی حیاتِ ظاہری میں بھی وہ دین کے معاملے میں ایسے ہی تھے جیسی کیفیت اب تم نے ان کی بیان کی ہے؟

حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ بیان کرتے تھے کہ ایک دن حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ سے ملاقات کے لئے آپ کے حجرۂ پاک پر حاضر ہوئے اور سرکار سے اجازت طلب کی۔ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ اس وقت قریش کی کچھ عورتیں اپنی حاجتیں سرکار دو عالم ﷺ سے بیان کر رہی تھیں، ان کی آواز کچھ بلند تھیں لیکن جیسے ہی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجرے میں داخل ہوئے عورتوں نے پردہ کر لیا اور خاموش ہو گئیں۔ یہ کیفیت دیکھ کر اللہ کے پیارے رسول مسکرا پڑے۔

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادب سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ہنستا رکھے آپ زیادہ مستحق ہیں کہ یہ عورتیں آپ سے ڈریں اور آپ کی بارگاہ کے آداب کا خیال رکھیں۔ پھر حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورتوں کو مخاطب کر کے کہا کہ اے اپنی جان کی دشمنو! تم مجھ سے ڈرتی ہو مگر اللہ کے پیارے حبیب سے نہیں ڈرتی ہو! عورتوں نے کہا اے عمر! ہم تمہاری سختی سے ڈرتے ہیں یہ سنکر

اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اے عمر! اگر کسی راستے میں شیطان بھی تمہارے سامنے آجائے گا تو وہ راستہ چھوڑ کر بھاگ جائے گا۔

- راہب نے کہا بے شک تمہارے نبی کی رحمت اور برکت تمہارے امیر المؤمنین اور تمہارے ساتھ ہے۔
- حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے راہب سے کہا کہ جب تو سچائی اور حقیقت سے واقف ہے تو اسلام کیوں نہیں قبول کر لیتا؟ راہب نے کہا کہ یہ اس وقت ہوگا جب آسمان وزمین کا پروردگار چاہے گا
- حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس راہب سے کہا کہ اے راہب! ہم چاہتے ہیں کہ تیرے پاس جو صلیبیں اور زنار ہیں وہ ہمیں دیدے تا کہ ہم انہیں جنگی ہتھیار کے طور پر استعمال کریں۔ راہب اسی وقت گیا اور چاندی کی ایک بڑی صلیب اور ساتھ ہی کچھ چھوٹی صلیبیں اور زنار وغیرہ لا کر حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیش کر دیا۔
- حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت رفاعہ بن قیس اور حضرت بشار بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلا کر کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ ارسطولیس مدین سے آنے والے عربی النسل عیسائیوں کا انتظار کر رہا ہے جو اس کی مدد کے لئے آنے والے تھے، ہم نے راستہ ہی میں ان کو ختم کر دیا ہے، اور ان کے مال واسباب اور لباس وغیرہ پر قبضہ کر لیا لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ اپنے ساتھ کے مسلمانوں کو انہیں عربی النسل عیسائیوں کا لباس پہنا دوں اور ان صلیبوں کو ان کے ہاتھوں میں دے دوں تا کہ ظاہری وضع قطع سے ارسطولیس اور اس کے آدمی اپنا مددگار سمجھ کر شہر مصر میں داخل ہو جانے دیں، پھر ہمیں اپنا کام کرنے میں آسانی ہوگی اور اللہ نے چاہا تو ہم بہت آسانی سے مصر پر قبضہ کر لیں گے۔ ان دونوں حضرات نے آپ کی

اس رائے کو پسند کیا اور تائید کی، اسی وقت حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ صلیبیں اور زنار اور لباس وغیرہ سب چیزیں حضرت رفاعہ بن قیس اور حضرت بشار بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حوالے کردیں کہ انہیں اپنے آدمیوں میں تقسیم کردیں اور انہیں یہ تاکید کردیں کہ حتی الامکان ان کے کسی بھی طرز عمل سے ارسطولیس اور اس کے آدمیوں کو یہ احساس نہ ہونے پائے کہ ہم لوگ مسلمان ہیں۔

- آج کا دن انہیں سب کاروائیوں میں گذر گیا اور آج یہ دوسری رات بھی مسلمانوں نے دیر مرقس کے قریب گذاری۔ دوسرے دن صبح یہاں سے مصر کی جانب روانہ ہوئے۔ احتیاطاً یہاں دیر مرقس میں دس صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو چھوڑ دیا گیا کہ وہ دیر کے راہبوں پر نظر رکھیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ان میں سے کوئی جاکر ارسطولیس کو خبر کردے اور بنا بنایا کام بگڑ جائے۔

- جب حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصر کے قریب پہونچ گئے تو حضرت نضر بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور کہا کہ،،،،،،،،،،،،

اے نضر بن حارث! تم تنہا جاکر ارسطولیس کو یہ پیغام پہونچاؤ کہ وہ عرب لوگ آگئے ہیں جن کا تو انتظار کررہا تھا اور میں ان تمامی مسلمانوں کو لیکر جبل مقطم کے قریب ٹھہرتا ہوں۔

- حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورہ کے مطابق حضرت نضر بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظاہری طور پر عربی النسل عیسائیوں کی وضع قطع بنائے ہوئے قبطیوں کے لشکر کے سامنے پہنچے۔ ان کو دیکھ کر کچھ قبطی دوڑ کر ان کے پاس آئے اور پوچھا کہ تم کون ہو؟ آپ نے کہا کہ میں ان عربی لوگوں کا پیغام لیکر آیا ہوں جن کا ارسطولیس بادشاہ انتظار کررہا ہے، مجھے بہت جلد اپنے بادشاہ کے پاس لے چلو کہ میں اس کو عربوں کے آنے کی خوش خبری سناؤں۔

قبطی یہ سن کر بہت خوش ہو گئے اور حضرت نضر بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارسطولیس بادشاہ کے دربار میں پہونچا دیا۔ ارسطولیس کے وزیر نے آپ سے پوچھا کہ اے برادر عربی! کیا تمہارے ساتھی عرب آ گئے؟ حضرت نضر بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہاں! ہمارے ساتھی آ گئے ہیں اور جبل مقطم کے قریب ٹھہرے ہوئے ہیں۔

ارسطولیس بادشاہ مصر نے خوش ہو کر حضرت نضر بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک قیمتی خلعت دی اور ارسطولیس اس لئے اور زیادہ خوش ہوا کہ حاکم نوبہ اور حاکم بجاۃ سے اس نے امدادی لشکر طلب کیا تھا لیکن وہ دونوں خود آپس میں لڑ رہے تھے اس لئے امدادی لشکر بھیجنے سے انکار کر دیا تھا تو ارسطولیس بہت مایوس ہو گیا تھا لیکن جب اس نے عربوں کی آمد کی خبر سنی تو اس کی مایوسی دور ہو گئی اور بہت خوش ہو گیا۔

پھر ارسطولیس نے اپنے لشکر کے سپہ سالار ارسلاؤس اور دوسرے بڑے مرتبہ کے درباریوں کو حکم دیا کہ وہ جبل مقطم کے قریب جا کر آنے والے ان عربوں سے ملاقات کریں۔ چنانچہ قبطی لشکر کا سپہ سالار ارسلاؤس اپنے ساتھ چند بڑے درباریوں کو لے کر ملاقات کے لئے روانہ ہو گیا۔

حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ قبطی لوگ آپ کے استقبال کے لئے آ رہے ہیں تو آپ نے خیال کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم لوگوں کو عربی النسل عیسائیوں کی وضع قطع میں اور قبطیوں کے ہمارے استقبال کو دیکھ کر وہ پریشان نہ ہو جائیں۔ چنانچہ اسی وقت آپ نے اپنے ایک قریبی اور معتمد ساتھی حضرت نعیم بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا اور کہا کہ وہ اپنے گھوڑے کو اپنے غلام کے سپرد کر دیں اور خود اس پہاڑ میں کسی پتھر کے پیچھے چھپ جائیں، پھر جب ہم قبطیوں سے جو ہمارے استقبال کے لئے آ رہے ہیں ہم ان سے ملنے کے لئے یہاں سے کچھ دور آگے چلے جائیں تو آپ احتیاط سے اسلامی لشکر میں پہونچ جائیں۔

اسلامی لشکر میں پہونچ کر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میرا سلام کہیں اور انہیں بتائیں کہ وہ ہمیں اس وضع قطع میں دیکھ کر پریشان نہ ہوں گے۔ بلکہ اپنے لشکر کو ہر وقت جنگ کے لئے تیار رکھیں اور جب قبطیوں کے درمیان ہماری تکبیریں سنیں تو خود بھی تکبیر وتہلیل کہتے ہوئے قبطیوں پر حملہ کردیں۔ حضرت نعیم بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ انشاء اللہ میں ایسا ہی کروں گا جیسا کہ آپ نے ہمیں حکم دیا ہے۔

چنانچہ حضرت نعیم بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھوڑے کو اپنے غلام دارم کے حوالے کیا اور خود پہاڑ پر جاکر ایک پتھر کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گئے۔

حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبطیوں کو اپنے استقبال کے لئے آتے دیکھا تو آپ بھی مسلمانوں کو لیکر آگے بڑھے۔ آپ نے انہیں تاکید کردی کہ اپنی وضع قطع اور دوسرے حالات کے ذریعہ ہر مسلمان یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرے کہ ہم لوگ وہی عرب ہیں جن کا ارسطولیس انتظار کررہا ہے اور حضرت رفاعہ بن قیس اور حضرت بشار بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو آپ نے وہی خلعتیں پہنادی تھیں جو ارسطولیس نے مدین سے آنے والے عربی النسل عیسائیوں کے سرداروں کے لئے بھیجی تھیں تاکہ اس کو اور اطمینان ہوجائے کہ یقیناً یہ وہی لوگ ہیں۔

جب قبطی استقبال کرکے حضرت سیدنا خالد بن الولید اور ان کے ساتھیوں کو مصری لشکر میں لے گئے تو حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارسطولیس سے ملاقات کے لئے صرف حضرت رفاعہ بن قیس اور حضرت بشار بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بھیجا۔ جب ارسطولیس نے ان دونوں حضرات کو دیکھا کہ وہ اس کی بھیجی ہوئی خلعتیں پہنے ہوئے ہیں تو بہت خوش ہوا اور اسے یقین آگیا کہ یہ وہی عرب ہیں جن کا میں انتظا کررہا ہوں، پھر کچھ رسمی گفتگو کرنے کے بعد انہیں واپس کردیا۔

جب حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لشکر کے ساتھ قبطیوں کے لشکر کے قریب ٹھہر گئے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے لشکریوں نے غور سے دیکھنا شروع کیا اور پہچاننے کی کوشش کرنے لگے اور تعجب سے آپس میں کہتے تھے کہ یہ کون لوگ ہیں یہ سمجھ میں نہیں آرہا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے مسلمانوں کی یہ آپس میں متعجبانہ گفتگو سنکر حضرت **معاذ بن جبل** رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے عمرو بن العاص! خدا کی قسم! یہ عربی النسل عیسائی نہیں ہیں بلکہ میرا یقین ہے کہ یہ ہمارے ساتھی ہیں، میں نے ایک ایک کو غور سے دیکھا ہے، ان کے لباس ''**وادی نخلہ**'' ''**طائف**'' اور ''**وادی القریٰ**'' کے رہنے والے لوگوں کی طرح ہیں۔

حضرت شرحبیل بن حسنہ نے کہا اور اس سے زیادہ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ میں نے ان کے درمیان حضرت **خالد بن الولید** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا ہے اور میں نے ان کو ان کے اس **عمامے** اور **کپڑے** سے **پہچانا** جسے پہنکر وہ طرابلس میں داخل ہوئے تھے۔

حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ خدا کی قسم! میں نے ان کے درمیان حضرت **مالک اشتر نخعی** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا ہے۔ میں نے ان کو ان کے لمبے قد کی وجہ سے پہچانا وہ اپنے گھوڑے پر برج کی مثل معلوم ہو رہے تھے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان صحابہ کرام کی باتیں سن کر کہا حقیقت جو بھی ہے انشاءاللہ بہت جلد ہم پر واضح ہو جائے گی۔

جب دن گذر گیا اور رات آئی تو رات کی تاریکی میں حضرت نعیم بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی جگہ سے نکل کر اسلامی لشکر کی طرف روانہ ہوئے، جب لشکر کے قریب پہونچے تو حضرت سعید بن زید بن نفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس وقت اسلامی لشکر کے گرد پہرہ داری کر رہے تھے آپ کو آتے دیکھ کر آپ کی طرف

متوجہ ہوئے اور پوچھا کہ تم کون ہو؟ جلد اپنا مختصر حال بتاؤ۔ حضرت نعیم بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہ میں نعیم بن مرہ ہوں۔ اس کے بعد آپ نے پہرہ دینے والے تمام مسلمانوں کو سلام کیا۔ آپ کے سلام کرنے کا انداز اور آواز سے مسلمانوں نے آپ کو پہچان کر آپ کے سلام کا جواب دیا اور آپ کو خوش آمدید کہی۔

پھر مسلمانوں نے آپ کو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیمہ میں پہونچایا۔ جب آپ نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے جواب دیتے ہوئے پوچھا تم کون ہو؟ آپ نے بتایا کہ میں نعیم بن مرہ ہوں۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے! تمہارے پیچھے کیا حال ہے اور تم کیا خبر لائے ہو؟ حضرت نعیم بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہدایت کے مطابق اول سے آخر تک سب حالات آپ کو بتائے۔

پھر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت معاذ بن جبل اور حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلایا اور حضرت نعیم بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ان اصحاب رسول اللہ ﷺ کو تفصیل سے جملہ حالات بتاؤ۔ حضرت نعیم بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوبارہ پھر ان صحابہ کرام کو بھی بالتفصیل حالات بتائے۔ اس کے بعد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اے مسلمانوں کے سردار! اپنے لشکر کو اسی وقت سے جنگ کے لئے تیار رکھیں اور رات میں جس وقت قبطیوں کے لشکر کے درمیان سے تکبیر کی آوازیں سنیں آپ بھی تکبیر و تہلیل کی آوازیں بلند کریں اور قبطیوں پر حملہ کردیں۔

ادھر اسی رات ارسطولیس نے اپنے بڑے بڑے سرداروں اور اراکین سلطنت کو جمع کیا اور کہا کہ ان مسلمانوں کے آجانے کی وجہ سے ہمارے شہر میں باہر سے کوئی چیز نہیں آرہی ہے اور پورا شہر پریشان ہے ابھی تک میں جنگ کو اس لئے ٹال رہا تھا کہ حاکم نوبہ اور حاکم بجاۃ کی طرف سے امدادی لشکر آجائے تو

جنگ شروع کروں لیکن وہ دونوں خود آپس میں لڑ رہے ہیں ان کی طرف سے مدد کی کوئی امید نہیں لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ اب جتنی جلد ہو سکے میں لڑائی شروع کر دوں تاکہ اس پریشانی سے نجات ملے۔

تمامی سرداروں اور درباریوں نے ارسطولیس کی اس رائے کی تائید کی اور یقین دلایا کہ ہم جنگ میں پورا پورا ساتھ دیں گے۔

ارسطولیس نے اپنے فوجی سرداروں کو حکم دیا کہ اسی وقت جاکر اپنے اپنے لشکروں کو جنگ کے لئے پوری طرح تیار کر دیں اور سورج نکلنے سے پہلے پہلے وہ پہاڑ پر پہونچ جائیں ممکن ہے کہ ہمیں اچانک مسلمانوں پر حملہ کرنے کا موقع مل جائے اور ہم آج ہی جنگ جیت لیں۔ چنانچہ تمامی فوجی سردار اپنے اپنے لشکر میں پہونچ گئے اور ارسطولیس کے حکم کے مطابق جنگی تیاریوں میں مشغول ہو گئے۔

ادھر ارسطولیس اپنے فوجی سرداروں کے ساتھ جنگی تیاریوں میں مصروف ادھر اسی دن قصر شمع میں یہ حالات رونما ہوئے کہ،،،،،،،،،،،،،،،،،

مقوقس کا ایک سگا بھائی تھا جس کو مقوقس بہت چاہتا تھا اور اس کو اپنے آپ سے جدا کرنا گوارا نہیں کرتا تھا اور اس کے مشورہ کے بغیر مقوقس کوئی کام بھی نہیں کرتا تھا اور یہ بھی مقوقس کو اسی طرح چاہتا تھا اور اس کے آداب کا لحاظ رکھتا تھا۔ مقوقس کے اس بھائی کا نام ارجانوس تھا۔ مقوقس کی طرح یہ بھی اسلام اور مسلمانوں کی طرف راغب تھا۔

جب رمضان شریف کا مہینہ پورا ہو گیا اور مقوقس اپنے خلوت خانہ سے باہر نہ آیا تو ارجانوس کو تشویش ہوئی کہ کیا وجہ ہے کہ میرا بھائی ابھی تک اپنے خلوت خانہ سے باہر نہیں آیا۔ چنانچہ وہ مقوقس کے خلوت خانہ کے پاس گیا اور ان خاص خادموں کو تلاش کیا جو رمضان شریف کے مہینہ میں مقوقس کی خدمت

انجام دیا کرتے تھے لیکن ان میں سے کسی خادم کو بھی نہ پایا تو اور پریشان ہوا۔ پھر وہ ارسطولیس کے پاس آیا تو دیکھا کہ وہ تخت شاہی پر بیٹھا ہوا ہے، آکر پوچھا کہ اے میرے بھتیجے! میرے بھائی کا کیا حال ہے؟ اور کیا وجہ ہے کہ وہ ابھی تک خلوت خانہ سے باہر نہیں آیا؟

- ارسطولیس نے جواب دیا کہ اے میرے چچا! میرے باپ مقوقس نے حالات کا جائزہ لینے کے بعد مجھ سے کہا کہ میرا عربوں کے مقابلہ میں جانا مفید نہ ہوگا اس لئے اس نے مجھے اختیار دے دیا ہے کہ میں چاہوں تو عربوں سے صلح کروں یا چاہوں تو جنگ کروں اور جب تک یہاں سے عربوں کا قصہ پاک نہیں ہو جاتا وہ خلوت خانہ سے باہر نہیں آئے گا۔

- ارجانوس ارسطولیس کی یہ باتیں سن کر چپ رہا اور نہایت خاموشی سے دربار سے باہر گیا اور یقین کرلیا کہ ارسطولیس نے اپنے باپ مقوقس کو قتل کرا دیا ہے اور یہ مسلمانوں سے جنگ کا پورا ارادہ رکھتا ہے۔

- ارجانوس بھی اگلی قدیم کتابوں کا عالم تھا اور اسے اچھی طرح یقین تھا کہ اسلام پوری دنیا میں پھیلے گا اور مسلمان مشرق سے مغرب تک پوری دنیا کے مالک ہو جائیں گے اور بڑے بڑے بادشاہ ان کے سامنے سرنگوں ہوں گے۔

- یہ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ ارسطولیس تو جنگی تیاریوں میں مصروف ہو گیا تھا۔ ارجانوس نے موقع غنیمت جانا سیدھے قصر شمع میں آیا اور مقوقس بادشاہ کے وفادار اراکین سلطنت اور اپنے انتہائی معتمد لوگوں کو جمع کیا اور ان سے کہا۔۔۔۔۔۔

میرا یقین ہے کہ ارسطولیس نے اپنے باپ مقوقس کو قتل کرا دیا ہے ورنہ ایسے ہنگامی حالات میں جب کہ رمضان شریف کا مہینہ بھی ختم ہو چکا ہے اس کو اپنے خلوت خانہ سے باہر آجانا چاہئے تھا، میں نے تلاش کیا ہے گوشہ نشینی کے زمانہ میں اس کی خدمت

کرنے والے اس کے خاص خادموں میں سے کوئی بھی مجھے نہیں ملا۔ اے لوگو! تم سب مقوقس کے خاص وفاداروں میں سے ہو اور مقوقس نے بھی تم پر ہمیشہ بھروسہ کیا اور تمہارے ساتھ بھلائی کی ہے، اب ارسطولیس عربوں سے جنگ کر کے پورے ملک کو تباہ کرنا چاہتا ہے لہٰذا میری اس بات کو غور سے سنو! کہ تمہارا ملک ہرقل قیصر روم کے ملک شام سے بڑا نہیں ہے اور نہ اس کی طرح تمہارے پاس لشکر ہے، جب ان مسلمانوں نے ملک شام کو فتح کرلیا اور ہرقل کو ملک شام سے بھگا دیا تو ان کے سامنے تمہاری کیا حیثیت ہے۔

اگر ان مسلمانوں نے ملک شام کی طرح تمہارے ملک کو بھی فتح کرلیا تو وہ تمہیں قتل کر دیں گے تمہارا مال واسباب لوٹ لیں گے اور تمہاری عورتوں اور لڑکوں کو لونڈی غلام بنالیں گے۔

- ارجانوس کی گفتگو سنکر سب نے کہا اے ہمارے سردار! ہمیں رائے دے کہ ہم کیا کریں؟
- ارجانوس نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ ہم سب مل کر "قصرِ شمع" پر قبضہ کرلیں اور اس کے دروازوں کو مضبوطی سے بند کرلیں، اگر ارسطولیس بھی عربوں سے شکست کھا کر یہاں آنا چاہے تو اس کو بھی یہاں داخل نہ ہونے دیں، اس لئے کہ جب وہ مسلمانوں سے شکست کھا کر بھاگے گا تو مسلمانوں کا لشکر اس کے پیچھے ہوگا، اسے ضرور اپنی جان بچانے کی فکر ہوگی، وہ ہمارا کچھ بگاڑ نہ سکے گا، پھر جب حالات معمول پر آجائیں گے تو ہم مسلمانوں سے صلح کرلیں گے تاکہ ہماری جانیں، ہمارے مال واسباب اور ہماری عورتیں اور لڑکے محفوظ رہ سکیں۔

ان لوگوں نے ارجانوس کی رائے کو پسند کیا۔ ارجانوس نے ان لوگوں کو اور اپنے ایک ہزار ہتھیار بند لڑا کو غلاموں کو لیکر قصر شمع اور اس کی ہر چیز اور خزانے پر قبضہ کرلیا اور قصر شمع کے دروازوں کو مضبوطی سے بند کرادیا اور پہرہ بیٹھا دیا۔

یہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ ارسطولیس اپنے فوجی سرداروں کے ساتھ جنگی تیاریوں میں مصروف تھا کہ اس کے کچھ خاص غلاموں نے جن کو ارجانوس کی کاروائی کا کسی طرح علم ہوگیا تھا آکر ارسطولیس کو خبر دی کہ تیرے چچا ارجانوس نے قصر شمع پر مکمل قبضہ کرلیا ہے اور اس میں تیرا داخلہ بہت دشوار ہے۔ یہ سنکر ارسطولیس گھبرا گیا اور اسے اپنے زوال کا یقین ہوگیا، اس نے چاہا کہ پلٹ کر وہ اپنے محل میں داخل ہو اور حالات کو قابو میں کرنے کی کوشش کرے کہ اسی وقت----------

اس کے لشکر کے بیچ سے تکبیر و تہلیل کی آوازیں بلند ہونے لگیں۔ یہ حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کی تکبیر و تہلیل کی آوازیں تھیں کہ انہوں نے اپنے منصوبے کے مطابق قبطیوں پر حملہ کردیا تھا۔

ادھر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اپنے لشکر کو تیار کئے قبطیوں پر حملہ کرنے کے انتظار میں تھے تکبیر و تہلیل کی آوازوں کو سنکر انہوں نے بھی تکبیر و تہلیل کی آوازیں بلند کرتے ہوئے قبطیوں پر حملہ کردیا۔

ارسطولیس اپنے لشکر کے درمیان سے تکبیر و تہلیل کی آوازیں سن کر سمجھ گیا کہ،،،،،،،،

عربی النسل عیسائیوں کی وضع قطع میں آنے والے عرب یہ عیسائی نہیں تھے بلکہ مسلمان تھے جنہیں ہم پہچان نہ سکے، اب جان بچانے کے لئے بھاگنے کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے۔

چنانچہ اسی وقت ارسطولیس کے حاجب، بطریق، غلام اور دوسرے خاص خاص لوگ اپنے ضروری ساز و سامان اور شاہی خزانے وغیرہ کو لیکر کشتیوں پر سوار ہوئے اور ارسطولیس کے ساتھ اسکندریہ کے لئے روانہ ہو گئے۔

ارسطولیس اور اس کے ساتھی رات بھر سفر کرنے کے بعد شہر مصر کی حدیں پار کر کے پہلے پل پر پہونچے، پھر وہاں سے مربوط آئے، یہاں پر پہرہ داری کے لئے تین ہزار آدمیوں کو مقرر کر کے بقیہ لوگ اسکندریہ کے لئے روانہ ہو گئے۔

اس طرف قبطیوں کا یہ حال تھا کہ ایک طرف سے تو ان پر حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آدمیوں کے ساتھ شدت کا حملہ کر رہے تھے اور دوسری طرف سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لشکر کے ساتھ حملہ آور تھے، قبطی دو طرف سے پٹ رہے تھے اس کے باوجود قدم جما کر لڑ رہے تھے کہ اچانک کسی پکارنے والے نے پکار کر کہا :

ارسطولیس بادشاہ اسکندریہ کی جانب بھاگ گیا

اس پکار کا سننا تھا کہ قبطیوں کے ہاتھ پیر پھول گئے اور انہوں نے میدان جنگ سے بھاگنا شروع کر دیا، تھوڑی دیر میں پورا میدان قبطیوں سے خالی ہو گیا۔ آج رات کی جنگ میں تقریباً پانچ ہزار قبطی مارے گئے اور ان کا جملہ مال و اسباب مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا۔

جنگ سے فارغ ہونے کے بعد حضرت سیدنا خالد بن الولید حضرت مالک بن اشتر نخعی اور دوسرے صحابہ نے آ کر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی، جنگ میں کامیابی پر ایک دوسرے کو مبارک باد دی، ساتھ ہی ساتھ حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملک شام سے روانگی اور راستے کے دوسرے تمامی حالات کو تفصیل کے ساتھ بتایا۔

● اس کے بعد اسلامی لشکر نے مقام حجر الھصا سے کوچ کیا اور شہر مصر میں داخل ہو گیا۔ حضرت سیدنا خالد بن الولید، حضرت عمار، حضرت مقداد اور حضرت مالک اشتر نخعی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ''قصر شمع'' کے پاس قیام کیا۔

● تھوڑی دیر کے بعد قصر شمع کی فصیل سے ارجانوس نے ان صحابہ کرام کو فصیح عربی زبان میں مخاطب کیا اور کہا---------

اے مسلمانو! اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہاری مدد فرمائی اور تم یہاں کے مالک وحاکم ہو گئے، میں نے تمہاری ہمدردی میں ارسطولیس کے ساتھ یہ یہ کام کئے ہیں اور از اول تا آخر پوری تفصیل بتانے کے بعد کہا کہ اے مسلمانو ہم تم سے صلح چاہتے ہیں اور تم سے بھلائی کی امید رکھتے ہیں، ہم یہ قصر شمع اس شرط پر سپرد کرنے کو تیار ہیں کہ تم ہم پر کسی قسم کا ظلم نہ کرو نہ ہماری بے آبروئی، ہم میں سے جو مسلمان ہونا چاہے ہم اس کو روکیں گے نہیں اور جو مسلمان نہ ہوگا وہ تمہیں جزیہ دے گا۔

● ارجانوس کی یہ باتیں سن کر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے ہماری نیتوں کی سچائی کی وجہ سے ہماری مدد فرمائی اور کافروں پر ہمیں غلبہ عطا فرمایا، ہم جو وعدہ کرتے ہیں اسے پورا کرتے ہیں ہم وعدہ خلافی نہیں کرتے۔

اے ارجانوس! تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے لئے امان ہے۔ تم میں سے جو شخص مسلمان ہوگا اسے ہم قبول کریں گے اور جو شخص اپنے دین پر قائم رہے گا اس سے جزیہ لیں گے، اس کے ساتھ کوئی برا سلوک نہ کریں گے بلکہ اس کے جان ومال آبرو وغیرہ کی حفاظت کریں گے۔

ارجانوس اور مصر کے دوسرے امرأ رؤسأ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ باتیں سنکر خوش ہوگئے۔ارجانوس نے قصر شمع کی فصیل سے اتر کر قصر کا دروازہ کھول دیا اور دروازے کی کنجیاں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کردیں۔

پھر حضرت سیدنا خالد بن الولید وغیرہ ارجانوس اور مصر کے رؤسأ اور امرأ کو لیکر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور پوری تفصیل سے ساری باتیں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتائیں۔حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اکابر صحابہ کرام سے مخاطب ہوکر کہا کہ آپ حضرات رائے دیں کہ ہم ان کے ساتھ کیا برتاؤ کریں۔

حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے مسلمانوں کے سردار! میری رائے تو یہ ہے کہ

آپ ان کے ساتھ نیکی کریں اور ہمدردی کا برتاؤ کریں اور ان کے دلوں کو خوش کریں ،ہمیں امید ہے کہ جب ان کے ساتھ ہمارے اچھے سلوک کی شہرت ہوگی تو انشاءاللہ دوسرے شہروں کے لوگ بھی بغیر جنگ اپنے شہر ہمارے حوالے کردیں گے،

حضرت معاذ بن جبل اور دوسرے اکابر صحابہ کرام نے حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے کی بھرپور تائید کی۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام کی رائے کا احترام کرتے ہوئے ارجانوس اور مصر کے رؤسأ و امرأ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا :

اے مصر کے لوگو! ہم نے تم کو تمہاری جانوں کو اور تمہارے مال واسباب اور اولاد وغیرہ کو امان دی اور تمہارے ساتھ احسان و بھلائی کرتے ہوئے ہم نے تم سے

اس سال کا جزیہ معاف کردیا، آئندہ سال تم میں سے ہر بالغ شخص کو چار دینار جزیہ ادا کرنا ہوگا اور تم سے جو مسلمان ہوگا ہم اسے قبول کریں گے اور وہ ہم میں شمار ہوگا۔

- جب ارجانوس نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ کلام سنا تو بے ساختہ کہہ اٹھا،،،،،

قسم ہے خدائے ذوالجلال کی! تم اپنی اسی اچھائی کی وجہ سے کامیاب و بامراد ہو۔ اے مسلمانوں کے سردار! تمہاری اس نیکوکاری سے میرے دل میں تمہارے دین کے سچے ہونے کا یقین کامل ہوگیا اور میں پڑھتا ہوں : اَشھد ان لّا الٰہ اللہ وحدہ لاشَریکَ لہ وَاشھد انَّ محمداً عبدہ وَرسُولہ
اور اے مسلمانوں کے سردار! ارسطولیس نے جو کچھ خزانہ اور ہتھیار اور مال واسباب قصر شمع میں چھوڑا ہے وہ سب میں آپ کو ہدیہ میں پیش کرتا ہوں اس لئے کہ آپ نے میرے شہر والوں کے ساتھ بھلائی کی ہے۔

- حضرت ارجانوس کو مسلمان ہوتے دیکھ کر اسی وقت مصر کے کتنے ہی رئیسوں اور امیروں نے کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کرلیا۔
- پھر حضرت عمرو بن العاص قصر شمع میں تشریف لائے اور قصر شمع کا وہ کنیسہ جو "**کنیسہ معلقہ**" کے نام سے مشہور تھا اس کو حضرت ارجانوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر اکابر کے مشورہ سے مسجد بنایا اور آج بھی مصر کی یہ جامع مسجد جامع عمرو بن العاص کے نام سے مشہور وموجود ہے۔
- اور یہ بھی روایت ملتی ہے کہ جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصر کے اس بڑے کنیسہ

میں آئے تو ایک کمرہ دیکھا جس میں قفل لگا ہوا تھا، جب آپ نے اس کو کھولا تو دیکھا کہ اس میں چاندی کا ایک مجسمہ ہے اور اس کے سامنے ہی ایک دوسرا مجسمہ ہے جس کے ہاتھ میں چند بت ہیں۔ آپ نے پوچھا کہ یہ مجسمے کیسے ہیں؟ تو بتایا گیا کہ چاندی کا جو مجسمہ ہے وہ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے اور اس کے سامنے جو دوسرا مجسمہ ہے جس کے ہاتھ میں بت ہیں وہ آزر کا ہے۔ آپ نے ان دونوں مجسموں کو تڑوا دیا اور پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی :

مَا كَانَ اِبْرَاهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا	ابراہیم نہ یہودی تھے نہ نصرانی تھے بلکہ ہر باطل سے جدا مسلمان تھے۔

- ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ اسی قسم کی تصویریں کفار مکہ نے حرم کعبہ میں بھی بنا رکھی تھیں جنہیں اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے فتح مکہ کے دن توڑ دیا تھا۔
- مصر کے ضروری انتظامات سے فارغ ہو کر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام ایک مفصل خط لکھا جس میں از اول تا آخر جملہ حالات تفصیل سے لکھے اور خاص کر اس بات کا تذکرہ کیا کہ یہاں مصر میں ایک بری رسم یہ جاری ہے کہ

> جب دریائے نیل کی روانی میں کمی آجاتی ہے تو یہاں کے لوگ ایک غیر شادی شدہ لڑکی کو لیکر خوب آراستہ کرتے ہیں اور دریائے نیل میں ڈال دیتے ہیں تو دریائے نیل میں پانی آجاتا ہے، لہٰذا اس سلسلے میں آپ خصوصی ہدایت سے ہمیں مطلع کریں۔

- یہ خط لکھنے کے بعد آپ نے حضرت علم بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا، یہ خط اور مال غنیمت آپ

کے حوالے کیا اور سو سواروں کو آپ کے ساتھ کر دیا اور حکم دیا کہ جتنی جلد ممکن ہو اس خط اور مال غنیمت کو امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہونچا دیں۔

حضرت علم بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات دن سفر کرتے ہوئے مدینہ طیبہ پہونچے اور امیر المؤمنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں مال غنیمت اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط پہونچا دیا۔ امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے تو خود اس خط کو پڑھا، خط پڑھ کر سجدۂ شکر ادا کیا پھر بآواز بلند اس خط کو تمام حاضرین مجلس کو سنایا۔ خط سن کر تمام مسلمان خوشی کے عالم میں نعرۂ تکبیر وتہلیل بلند کرنے لگے اور محبت وعقیدت سے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ پر درود شریف پڑھنے لگے۔

پھر حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو خط لکھے ایک خط تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام تھا، جس میں حکومت کے متعلق ضروری ہدایتیں اور مشورے تھے اور دوسرا خط دریائے نیل کے نام تھا جس کا مضمون اس طرح تھا :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِلٰى نِيْلِ مِصْرِ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّكَ مَخْلُوْقٌ لَا تَمْلِكُ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا فَاِنْ كُنْتَ تَجْرِىْ بِحَوْلِكَ وَقُوَّتِكَ فَانْقَطِعْ فَلَا حَاجَةَ لَنَا فِيْكَ وَاِنْ كُنْتَ تَجْرِىْ بِحَوْلِ اللّٰهِ وَقُوَّتِهٖ فَاجْرِ كَمَا كُنْتَ تَجْرِىْ وَالسَّلَامُ.	بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط ہے اللہ کے بندے امیر المؤمنین عمر بن الخطاب کی جانب سے دریائے نیل کے نام بعد حمد وصلوٰۃ کے معلوم ہو کہ تو ایک مخلوق ہے نہ تو نقصان کا مالک ہے نہ تو نفع کا مالک ہے، اگر تو اپنی طاقت وقوت سے جاری ہے تو لوٹ جا ہمیں تیری کوئی ضرورت نہیں اور اگر تو اللہ تعالیٰ کی

طاقت وقوت سے جاری ہے تو تو اسی طرح جاری
رہ جیسے پہلے جاری رہتا تھا اور سلامتی ہو تجھ پر۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دونوں خط حضرت علم بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ کیا اور جو خط آپ نے دریائے نیل کے نام لکھا تھا اس کے لئے تاکید فرمائی کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنا کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میرے اس خط کو دریائے نیل میں ڈال دیں۔

حضرت علم بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں کو لیکر مدینہ طیبہ سے مصر کی جانب واپس ہو گئے۔ مصر پہونچ کر آپ نے دونوں خط حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دئے اور امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو پیغام زبانی دیا تھا وہ بھی پہونچایا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ خط جو امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے نام لکھا تھا کھول کر پڑھا اور جو خط دریائے نیل کے نام تھا اس کو ہاتھ میں لئے ہوئے دریائے نیل کے کنارے تشریف لائے ہزاروں کا مجمع دریائے نیل کے کنارے جمع تھا،،،،،،،،،،،

آپ نے امیر المؤمنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خط کو سب کے سامنے دریائے نیل میں ڈال دیا تا کہ لوگ اسلام کی صداقت اور امیر المؤمنین کی کرامت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔

آپ کا امیر المؤمنین کے خط کو دریائے نیل میں ڈالنا تھا کہ دریائے نیل اسی وقت اس طرح بڑھنا شروع ہوا کہ اس کی روانی کا شور دور سے سنائی دیتا تھا اور دوسرے دن صبح تک دریائے نیل اپنی اصلی حالت پر آ گیا اور آج بھی اسی حالت پر رواں دواں ہے اور انشاء اللہ قیامت تک ایسے ہی رواں دواں رہے گا۔ اسلام کی صداقت اور فاروق اعظم کی کرامت کا اظہار صبح قیامت تک ہوتا رہے گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتح دمر بوط

مصر کے انتظامات مکمل ہو جانے کے بعد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلامی لشکر کو حکم دیا کہ دشمن خدا ارسطولیس کا پیچھا کیا جائے اور مصر کے جو بھی اہم علاقے ہیں ان کو فتح کرنے کی کوشش کی جائے۔ چنانچہ اسلامی لشکر نے دریا پار کرنا شروع کر دیا۔

سب سے پہلے جس لشکر نے دریا پار کیا وہ حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر تھا۔ حضرت سیدنا **خالد بن الولید** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ،،،،،،،،،،،،،،،،،،

حضرت رفاعہ بن قیس- حضرت مقداد بن اسود کندی- حضرت عمار بن یاسر- حضرت مالک اشتر نخعی اور حضرت عبداللہ یوقنا وغیرہم بھی تھے۔

حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لشکر کو لیکر سب سے پہلے دمر بوط پہونچے۔ دمر بوط پہونچنے کے بعد آپ نے حضرت عبداللہ یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے خاص بیس آدمیوں کو بطور ایلچی کے حاکم دمر بوط "**مردبان ساقی**" کے پاس بھیجا۔

جب دمر بوط کے شہریوں نے حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو دیکھا تو انہوں نے جا کر حاکمِ دمر بوط مرد بان ساقی کو خبر دی۔ مرد بان ساقی نے اپنے چند خاص خاص غلاموں کو حضرت عبداللہ یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا کہ وہ معلوم کریں کہ یہ آنے والے لوگ کون ہیں اور یہاں دمر بوط میں کس وجہ سے آئے ہیں۔

جب حاکم دمر بوط مرد بان ساقی کے غلاموں نے آ کر حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ لوگ کون ہیں اور یہاں کس غرض سے آئے ہیں؟ تو حضرت عبداللہ یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ ہم لوگ مسلمان ہیں اور مسلمانوں کے سردار کی طرف سے ایلچی بن کر آئے ہیں۔

جب غلاموں نے مرد بان ساقی کو بتایا کہ یہ آنے والے مسلمان ہیں اور اپنے سردار کی جانب سے ایلچی بن کر آئے ہیں تو مرد بان ساقی نے حضرت عبداللہ یوقنا اور آپ کے ساتھیوں کو اپنے دربار میں بلوایا اور گفتگو شروع کی----------

مرد بان ساقی............ تم کو تمہارے سردار نے ہمارے پاس کس غرض سے بھیجا ہے؟

حضرت یوقنا............ ہمارے سردار نے یہ پیغام دے کر ہمیں بھیجا ہے کہ،،،،،،،،

یہ شہر تو ان کے حوالے کر دے اور جزیہ دینا منظور کر لے جس کی وجہ سے تیرے لئے اور تیری جان مال اور اولاد کے لئے امان ہوگی، اگر تو یہاں رہنا چاہے اور اگر نہ رہنا چاہے تو اپنے مال واسباب اور اپنے آدمیوں کے ساتھ جہاں جانا چاہے گا ہم بحفاظت تمام تجھ کو وہاں پہونچا دیں گے۔

حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گفتگو سن کر مرد بان ساقی قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا---------

مجھے اپنے دین کی قسم ہے! بیوفائی اور مکر کرنا یہ تم مسلمانوں کی عادت ہے اور جو بھی تمہاری امان میں داخل ہوا اور جس نے بھی تمہارا دین اختیار کیا وہ کامیاب نہیں ہوا۔ میں ارسطولیس بادشاہ کو نہیں چھوڑ سکتا، جلد ہی اس کو خط لکھ کر تمہارے حالات سے آگاہ کروں گا اور تم عنقریب دیکھو گے کہ جنگ میں تمہارا کیا حال ہوتا ہے۔

اتنا کہنے کے بعد اس نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ حضرت یوقنا اور ان کے ساتھیوں کو گرفتار کرلیں۔اس کے بعد پھر حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے کہا :

اے روم کے لوگو! تم نے مسیح کے ساتھ کفر کیا اور تم نے سیدہ مریم کا انکار کیا اور تم نے دین مسیح کو چھوڑ کر عرب کے ننگے بھوکے لوگوں کا دین اختیار کیا، میں تم کو ارسطولیس بادشاہ کے پاس بھیجوں گا کہ وہ تمہیں قتل کرادے۔ پھر اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے آدمیوں کو قید خانہ میں لے جائیں۔

مردبان ساقی کے لوگوں نے حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور ان کے ساتھیوں کے ہتھیار لے لئے اور ہتھکڑیاں اور بڑیاں ان کے ہاتھوں اور پیروں میں ڈال دیں اور شاہی محل کے ایک تاریک تہہ خانہ میں ان لوگوں کو قید کردیا۔

مردبان ساقی نے ارادہ کیا کہ کچھ دن ٹھہر کر وہ انہیں اسکندریہ ارسطولیس بادشاہ کے پاس بھیج دے گا، اس درمیان آنے والے حالات کا بھی اسے انداز ہو جائے گا۔

حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو اس تاریک تہہ خانہ میں قید کرنے کے بعد

مردبان ساقی نے اپنی ایک خاص کنیز جن کا نام ''رینا'' تھا ان کو نگرانی پر مقرر کر دیا اور حکم دیا کہ ان قیدیوں کو صرف اتنی غذا پہونچائی جائے کہ یہ زندہ رہ سکیں۔ ساتھ ہی ساتھ ساری کنجیاں بھی ان کے حوالے کر دیں۔

جب رات ہوئی اور مردبان ساقی اور اس کے غلام کھانے سے فارغ ہو کر اور شراب پی کر بیہوش ہو گئے تو **حضرت رینا** اس تہہ خانہ میں آئیں جس میں حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھی قید تھے اور آ کر اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں تمہارے نبی کی زوجہ محترمہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سگی بہن ہوں۔ میری بہن حضرت ماریہ قبطیہ کو مقوقس بادشاہ مصر نے بطور ہدیہ کے بھیجا تھا، میں چاہتی ہوں کہ میں تمہیں آزاد کر دوں اور تمہارے ہتھیار بھی تمہارے حوالے کر دوں، تم لوگ میرے ساتھ صرف یہ بھلائی کرو کہ مجھے اپنے نبی کے مدینہ شریف پہونچا دو تا کہ میں وہاں پہونچ کر اپنی بہن کو بھی دیکھ لوں

حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ انشاء اللہ میں ایسا ہی کروں گا لیکن یہ خطرہ ہے کہ اگر کہیں مردبان ساقی کو خبر ہو گئی تو وہ تمہیں بھی قتل کرادے گا اور ہم لوگوں کو بھی قتل کر دے گا۔ حضرت رینا نے کہا کہ مردبان ساقی اور اس کے سارے غلام وغیرہ شراب پی کر مدہوش پڑے ہوئے ہیں۔

حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر خوش ہو گئے اور کہا کہ اب یہ بتاؤ کہ کس راستہ سے ہم باہر جا سکیں گے تا کہ اپنے لشکر تک پہونچنے کی کوشش کریں اور ہو سکتا ہے کہ اسی راستے سے ہم اپنے لشکر کو یہاں لا سکیں۔

حضرت رینا نے بتایا کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شہر پناہ کے تمامی دروازے بند ہیں لیکن شاہی محل کے اندر سے ایک سرنگ قبرستان کی طرف جاتی ہے جہاں بڑے بڑے مقبرے بنے ہوئے ہیں، انہیں میں سے ایک مقبرہ آٹھ کھمبوں پر بنا ہوا ہے، اس میں جو قبر ہے وہ اصل میں سرنگ کا دروازہ ہے اور اس راستہ کو میرے علاوہ چند خاص لوگ ہی جانتے ہیں۔ اس محل اور راستہ کو ایک عورت نے بنوایا ہے جس کا نام قمقامات بنت عاد تھا، اسی نے یہ سارے مقبرے بھی بنوائے ہیں جن کو تم محلوں کی شکل میں دیکھتے ہو، میں اسی راستے سے تمہیں باہر نکالوں گی

◀ اتنا کہنے کے بعد حضرت رینا پھر واپس مردبان ساقی کے محل میں آئیں تا کہ اس کی حالت کا صحیح اندازہ لگالیں، آکر دیکھا کہ مردبان ساقی اور اس کے غلام شراب کے نشے میں مدہوش پڑے ہیں یہ فوراً وہاں سے تہہ خانہ کی طرف لوٹیں کہ تہہ خانہ کھول کر حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو آزاد کردیں اور اسی سرنگ کے راستے انہیں باہر نکال دیں لیکن جیسے ہی تہہ خانہ کے قریب پہونچیں تو تہہ خانہ کے دروازہ کے پیچھے انہیں کچھ آہٹ محسوس ہوئی تو احتیاطاً ایک طرف چھپ کر کھڑی ہوگئیں اور آہٹ برابر سنتی رہیں۔

◀ حضرت اوس بن ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مصر اور اسکندریہ وغیرہ کے معرکوں میں حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا جس وقت حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے بیس ساتھیوں کے ساتھ حاکم دمربوط مردبان ساقی کے پاس بطور ایلچی کے بھیجا اور ان کے آنے میں دیر ہوئی تو آپ بے چین ہوگئے اور یقین کرلیا کہ حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور ان کے ساتھیوں کو گرفتار کرلیا گیا ہے اور بظاہر ان کی رہائی کی کوئی تدبیر سمجھ میں

نہیں آ رہی تھی۔

لیکن حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت مضبوط ارادے کے اور ہوشمند آدمی تھے۔ آپ کا اصول تھا کہ آپ جس علاقے کو فتح کرتے تھے اس علاقہ کے جاسوسوں کو اپنے ساتھ رکھتے تھے، ان کا جزیہ معاف کر دیتے تھے اور حق المحنت کے علاوہ بھی انہیں انعام و اکرام سے نوازتے رہتے تھے کہ وہ وفاداری سے کام کرتے رہیں اور آپ اس میں کامیاب تھے۔

حضرت اوس بن ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب دن گذر گیا اور رات آ گئی تو حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے چینی اور بڑھ گئی اور دل میں طرح طرح کے خیالات آنے لگے اتنے میں آپ کے خاص جاسوس آئے اور بتایا کہ----------

مردبان ساقی کا بیٹا جو ارسطولیس کے پاس تھا پانچ سو کا لشکر اور کچھ تحفے وغیرہ لیکر دمر بوط آ رہا تھا لیکن جب اسے پتہ چلا کہ یہاں مسلمانوں کا لشکر ٹھہرا ہوا ہے تو اس نے پانچ سو کے لشکر کو دور ٹھہرا دیا اور اب اپنے دو خاص غلاموں کو لے کر مقبروں کے راستہ سے شہر کی طرف آ رہا ہے اس کا کیا ارادہ ہے یہ معلوم نہیں ہے۔

جاسوسوں کی زبانی یہ خبر سن کر حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش ہو گئے

اسی وقت آپ اٹھ کھڑے ہوئے، اپنے غلام ہمام اور بنی مخزوم کے چار آدمیوں اور اپنے لشکر میں سے چار معتمد لوگوں کو ساتھ لیا اور مقبروں کے قریب جو پہاڑ تھا اس کے نیچے چھپ کر بیٹھ گئے۔ چونکہ مردبان ساقی کے بیٹے کے آنے کا یہی راستہ تھا۔

ابھی تھوڑی ہی دیر گذری ہوگی کہ مردبان ساقی کا لڑکا اپنے دوغلاموں کے ساتھ اسی راستہ سے آیا اور وہ قبہ جو آٹھ کھمبوں پر بنا ہوا تھا اس میں داخل ہوگیا۔ حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھیوں نے بڑی خاموشی سے قبہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور جب غور سے دیکھا تو پتہ چلا کہ مردبان ساقی کا بیٹا اور اس کے دونوں غلام مل کر قبہ کے اندر بنی ہوئی قبر سے مٹی ہٹا رہے ہیں۔ حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھیوں نے اسی وقت مردبان ساقی کے لڑکے اور اس کے دونوں غلاموں کو اپنی گرفت میں لے لیا۔

مردبان ساقی کا بیٹا اور اس کے دونوں غلام خوف سے کانپ رہے تھے۔ حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اگر تم نے سچی بات بتادی تو تمہارے لئے امان ہے تمہیں کسی قسم کا کوئی نقصان نہ پہونچے گا اور اگر تم نے جھوٹ بولا تو ابھی تمہارے سر کاٹ کر پھینک دوں گا۔

مردبان ساقی کے لڑکے نے کہا کہ میں مردبان ساقی کا بیٹا ہوں اور ارسطولیس بادشاہ کے پاس سے اسکندریہ سے آرہا ہوں۔ ارسطولیس بادشاہ نے اس شہر کی حفاظت کے لئے میرے ہمراہ پانچ سو کا لشکر روانہ کیا ہے جسے لیکر میں آیا ہوں، راستہ میں ہمارے جاسوسوں نے اطلاع دی کہ مسلمانوں نے شہر دمربوط کا محاصرہ کررکھا ہے، لہٰذا میں نے اپنے پانچ سو کے لشکر کو یہاں سے کچھ فاصلہ پر روک دیا اور اپنے ساتھ ان دوغلاموں کو لیکر میں ادھر آیا کہ ممکن ہے کہ رات کی تاریکی میں میں اس خفیہ راستہ کے ذریعہ شہر میں داخل ہوسکوں لیکن کامیاب نہ ہوسکا اور آپ کی گرفت میں آگیا۔ اور یہ قبر مصنوعی ہے، اس کے نیچے دروازہ ہے جو ایک سرنگ میں کھلتا ہے اور وہی سرنگ میرے باپ کے شاہی محل تک جانے کا خفیہ راستہ ہے اور میرے باپ کا شاہی محل شہر کے بالکل بیچ میں واقع ہے۔

اتنا کہنے کے بعد مردبان ساقی کے لڑکے نے حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا

کہ اے مسلمانوں کے سردار! میں نے سچائی سے پوری حقیقت آپ کو بتادی اب میری ایک درخواست ہے کہ آپ مجھے میرے باپ اور اس کے ساتھ پناہ لینے والوں کو امان دے دیں۔

حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مردبان ساقی کے لڑکے سے یہ باتیں سنیں تو آپ کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا اور آپ نے خوش ہو کر کہا :

میں نے تجھے اور تیرے باپ اور اس کے ساتھ پناہ لینے والوں کو امان دی۔

پھر سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے احتیاطاً مردبان ساقی کے لڑکے اور اس کے دونوں غلاموں کو قید کر لیا اور کہا کہ جب تک میں اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو جاتا اس وقت تک تم میری قید میں رہو گے اور جب ہمیں کامیابی حاصل ہو جائے گی تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا۔

اس کے بعد حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام ہمام کو لیا اور اس مصنوعی قبر سے مٹی ہٹانے لگے، تھوڑی ہی دیر کے بعد تہہ خانہ ظاہر ہو گیا، آپ نے تہہ خانہ کے دروازہ کو دھکا دیا تو وہ آسانی سے کھل گیا۔ جب تہہ خانہ کھل گیا تو حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام ہمام سے کہا کہ جتنی جلد ہو سکے اسلامی لشکر میں جاؤ اور کچھ مخصوص بہادر مسلمانوں کو مسلح کر کے اپنے ساتھ لے آؤ۔

ہمام نے اسلامی لشکر میں پہونچ کر نہایت خاموشی سے کچھ لوگوں کو منتخب کیا جن میں خاص کر حضرت عمار بن یاسر- حضرت یزید بن ابی سفیان - حضرت شرحبیل بن حسنہ - حضرت مالک بن اشتر- حضرت ربیعہ بن عامر- حضرت عظریف بن طاغن بن زید- حضرت کہلان بن عمرو- حضرت خزاعہ بن اسلم -حضرت معمر بن ساف- حضرت سراقہ -حضرت سعید بن زید- رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے جری اور بہادر لوگ تھے۔

ہمام نے جن لوگوں کو منتخب کیا تھا ان کی مجموعی تعداد تین سو کے قریب تھی۔ جب یہ مسلمان حضرت

سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہونچے تو حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سب لوگوں کو وہیں تہہ خانہ کے دروازے پر روک دیا اور خود مردبان ساقی کے لڑکے اور اس کے دونوں غلاموں کو لیکر تہہ خانہ میں داخل ہوئے اور چلتے ہوئے اس دروازہ پر پہونچے جس کو دروازۂ جوابی کہتے تھے اور اسی دروازۂ جوابی کو کھولنے کے لئے حضرت رینا بھی آئیں تھیں۔

◀ جس وقت حضرت رینا دروازۂ جوابی کو کھولنے کے لئے اس کے قریب پہونچی تھیں کہ اتفاقاً اسی وقت حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مردبان ساقی کے لڑکے کو لیکر دروازۂ جوابی پر پہونچے اور انہیں کی آہٹ پاکر حضرت رینا ایک طرف چھپ کر کھڑی ہوگئی تھیں۔ جب دروازہ کے قریب آکر آہٹ رک گئی اور حضرت رینا کو کچھ لوگوں کے آہستہ گفتگو کرنے کی آواز محسوس ہوئی تو آپ نے دروازہ کے اس جانب سے پوچھا تم لوگ کون ہو؟

◀ حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مردبان ساقی کے لڑکے سے کہا کہ تو جواب دے اور اپنا تعارف کرتے ہوئے پوچھ کہ تو کون ہے۔ جب مردبان ساقی کے لڑکے نے ادھر سے پوچھا کہ تو کون ہے تو حضرت رینا نے آواز سے پہچان لیا کہ یہ مردبان ساقی کا لڑکا ہے تو حضرت رینا نے جواب دیا کہ میں تیرے باپ کی کنیز رینا ہوں۔ مردبان ساقی کے لڑکے نے کہا کہ اے رینا! فوراً دروازہ کھول دے اور خبردار میرے باپ کو میرے آنے کی خبر نہ دینا۔ حضرت رینا نے اسی وقت دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کھلنے کے بعد حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ مردبان ساقی کے لڑکے اور اس کے غلاموں کو لیکر اندر داخل ہوئے اور احتیاطاً حضرت رینا کو بھی گرفتار کرلیا۔

◀ حضرت رینا رضی اللہ تعالیٰ عنہا عربی زبان بڑی فصاحت کے ساتھ بولتی تھیں۔ آپ نے حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ---------

آپ مجھے گرفتار نہ کریں، میں تو آپ کے ساتھیوں کی رہائی کی کوشش میں تھی اور اسی لئے دروازہ کھولنے آئی تھی تا کہ وہ آزاد ہوکر آپ لوگوں کے پاس جاتے اور آپ لوگوں کولیکر آجاتے تو میں آپ کو مردبان ساقی کے محل میں پہونچادیتی جہاں وہ اور اس کے غلام شراب پیئے مدہوش پڑے ہیں اور آپ اس شہر پر قابض ہوجائیں اور یہ بھی جان لو کہ میں آپ کے نبی ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت ''ماریہ قبطیہ'' رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سگی بہن ہوں اور میرا نام ''رینا'' ہے

◀ اور اسی درمیان وہ تین سو مسلمان بھی حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آگئے۔

◀ حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رینا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گفتگو سن کر بہت خوش ہوگئے اور انہیں رہا کردیا اس کے بعد کہا کہ اب مجھے وہاں لے چلو جہاں میرے ساتھی قید ہیں۔ حضرت رینا رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس مقام پر لے آئیں جہاں حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ساتھی قید تھے۔ حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں رہا کیا، ایک دوسرے سے ملے اور عافیت وسلامتی پر مبارک باد دی۔

◀ پھر حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کولیکر مردبان ساقی کے محل میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ مردبان ساقی شراب کے نشے میں مردے کے مثل پڑا ہوا ہے۔ حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو تو مردبان ساقی کی نگرانی پر مقرر کیا اور ایک جماعت کو شہر پناہ کی طرف بھیجا، انہوں نے شہر پناہ کے محافظوں کو گرفتار کرنے کے بعد شہر پناہ کے دونوں دروازوں کو کھول دیا، اسی وقت حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے غلام ہمام کو بھیجا کہ

وہ پورے لشکر کولیکر شہر میں آجائے، چنانچہ راتوں رات پورا اسلامی لشکر شہر میں داخل ہوگیا اور دمر بوط شہر پر مکمل قبضہ کرلیا۔

◀ اس کاروائی میں پوری رات گذر گئی اور صبح ہوگئی۔ حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ تکبیر وتہلیل کے نعرے بلند کریں۔ جب شہر دمر بوط میں چاروں طرف تہلیل وتکبیر کے نعرے بلند ہونے لگے تو مردبان ساقی اور اس کے غلام جاگے اور ان پر اتنا خوف طاری ہوا کہ ان کی زبانیں بند ہوگئیں۔ ہمت کر کے مردبان ساقی نے دروازے تک آکر حالات کو سمجھنے کی کوشش کی لیکن جیسے ہی دروازہ پر آیا تو دیکھا کہ مسلمانوں نے چاروں طرف سے اس کے کمرہ کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ مردبان ساقی کا دل دہلنے لگا اور اس کے بدن کا جوڑ جوڑ ہل گیا۔

◀ اتنے میں حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے اور کہا کہ،،،،،،،،

اے دشمن خدا! اگر میں تیرے بیٹے کو امان نہ دے چکا ہوتا تو میں تجھے بری طرح قتل کردیتا۔ تجھے اجازت ہے کہ تو اپنے بال بچوں اور مال واسباب کولیکر جہاں جانا چاہے چلا جا۔ ہم لوگ وہ قوم ہیں کہ جو کہتے ہیں سچ کہتے ہیں اور جو وعدہ کرتے ہیں اسے پورا کرتے ہیں۔

◀ مردبان ساقی اسی وقت اپنے بال بچوں کو اور مال واسباب کو اور اپنے خاص خاص غلاموں اور متعلقین کولیکر اسکندریہ کی جانب ارسطولیس بادشاہ کے پاس روانہ ہوگیا۔ اور اسے اس بات کا یقین ہوگیا تھا کہ اس کے محل تک مسلمانوں کو پہونچانے والا اس کا بیٹا ہے۔

◀ لیکن مردبان ساقی کے بیٹے نے مردبان ساقی کے ساتھ جانے سے انکار کردیا اور حضرت سیدنا

خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ اگر میں اپنے باپ کے ساتھ جاتا ہوں تو یہ یقیناً مجھے مار ڈالے گا اس لئے کہ اس کو اچھی طرح یقین ہو چکا ہے کہ آپ لوگوں کو اس کے شاہی محل تک پہونچانے والا میں ہی ہوں اور ایک خاص وجہ میرے نہ جانے کی یہ بھی ہے کہ اسلام کی اور مسلمانوں کی محبت اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں بٹھادی ہے اور اب میں بخوشی پڑھتا ہوں۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مردبان ساقی کے بیٹے کے مسلمان ہوجانے سے بڑی خوشی ہوئی اور کہا کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اے مردبان ساقی کے بیٹے! جب تو مسلمان ہو چکا ہے تو میں نے تیرے باپ کا یہ محل اور اس کا جملہ ساز وسامان تجھے دے دیا۔

مردبان ساقی کے لڑکے کے مسلمان ہوتے ہی شہر دمر بوط کے بہت سے لوگوں نے کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کیا، ان مسلمان ہونے والوں میں حضرت رینا بھی تھیں۔

حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رینا کے مسلمان ہوجانے سے بہت زیادہ خوش ہوئے۔

اور حضرت رینا کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان کے کاموں کی بہت تعریف کی جو انہوں نے حضرت یوقنا وغیرہ کی رہائی میں اور مسلمانوں کو شاہی محل تک پہونچانے میں کوشش کی تھی اور وعدہ کیا کہ وہ ان کے ساتھ ہمیشہ بھلائی کا برتاؤ کریں گے اور انہیں مسلمان عورتوں میں شامل کردیا۔

پھر حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی مبارک باد دی کہ تمہارے صبر اور محنت کے سبب اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح عطا فرمائی، اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے ساتھیوں کو اس کا اچھا اجر و ثواب عطا فرمائے۔ حضرت یوقنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی محبت و عقیدت سے کہا کہ

ہمیں یہ فتح اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت سے حاصل ہوئی۔

حضرت سیدنا خالد بن الوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ذوالکلاع الحمیر ی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاج کی غرض سے ایک مہینہ تک شہر دمربوط میں رکے رہے۔ حضرت ذوالکلاع الحمیر ی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کو بڑی محبت تھی، انہیں بیمار چھوڑ کر آپ نے آگے بڑھنا پسند نہ کیا، لیکن مرضی رب کہ حضرت ذوالکلاع الحمیر ی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی نے وفا نہ کی اور ایک مہینہ کے بعد آپ کا وصال پاک ہوگیا۔

حضرت ذوالکلاع الحمیر ی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن کے بادشاہ تھے اور جب اپنے اس شاہی دور میں آپ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر چلتے تھے تو آپ کے ساتھ آپ کے بارہ ہزار غلام بھی سوار ہو کر چلا کرتے۔ آپ نے ان غلاموں کو اپنے خاص مال سے خریدا تھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اسلام لانے کے بعد میں نے حضرت ذوالکلاع الحمیر ی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس حال میں دیکھا کہ

وہ راستوں پر اور بازاروں میں از راہ تواضع و انکسار پیدل چلا کرتے تھے اور آپ کی پشت پر بکرے کی ایک کھال ہوتی تھی۔

حضرت ذوالکلاع الحمیر ی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد آپ کے بھتیجے حضرت نجدان بن

مضاض الحمیری آپ کی لاش مبارک کو مصر لے آئے پھر وہاں سے یمن لے کر آئے۔

شہر دمر بوط کا اصل نام ''اَسلارُوس'' تھا۔ بعد میں دمر بوط نام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ شہر ''اسلاروس'' میں ''بوط'' نام کا ایک بہت قابل حکیم رہتا تھا۔ شہر کے لوگ اس سے اپنے اہم معاملات میں مشورہ لیتے اور اس کی علمی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ شہر اسلاروس کے لوگوں کو ''بوط'' نامی اس حکیم نے بہت پہلے بتایا تھا کہ

حجاز عرب سے ایک نبی ظاہر ہوں گے ☆ جو خاتم النبیین ہوں گے ☆ ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا ☆ اور ان کا دین پوری روئے زمین پر پورب سے پچھم تک پھیل جائے گا۔

پھر جب اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا اور جب چند برسوں کے بعد آپ ہجرت فرما کر مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ تشریف لے آئے اور پھر جب آپ کا وصال پاک ہوگیا اور آپ کے وصال پاک کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے اور خلیفہ ہونے کے بعد جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملک شام کی طرف اسلامی لشکر کو بھیجا پھر یہ سب خبریں یکے بعد دیگرے حکیم بوط کو پہونچیں تو اس نے تین کبوتر لئے۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک کبوتر کے بازوؤں کو توڑ دیا اور ایک کبوتر کے پر نوچ ڈالے اور ایک کبوتر کو صحیح و سالم رکھا اور تینوں کبوتر کو اپنے گھر میں رکھا اور دروازہ بند کر کے مسلمانوں کی تلاش میں روانہ ہوگیا۔ اور حکیم بوط کی روانگی کا شہر والوں کو ذرہ برابر بھی علم نہ ہوسکا۔

جب دو دن گذر گئے اور لوگوں نے حکیم بوط کو نہ پایا تو اس کو چاروں طرف تلاش کرنے لگے۔ جب

لوگ تلاش کر کے تھک گئے تو اس کے مکان پر آئے اور کسی صورت سے مکان کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ تین کبوتر ہیں ایک کے بازو ٹوٹے ہوئے ہیں، ایک کے بال و پر نوچ دئے گئے ہیں اور ایک صحیح وسالم ہے، لوگ حیرت میں تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے تو حکیم بوط کے غلاموں نے شہر والوں کو بتایا کہ حکیم بوط اپنے اشارے کی زبان میں تم کو یہ سمجھا گیا ہے اور مثال دی ہے کہ ------------

تم میں سے جو شخص طاقت رکھتا ہو وہ اس شہر سے جلد کوچ کر جائے کہ وہ سلامت رہے گا اس کی مثال اس پردار کبوتر کی طرح ہے جس میں اڑنے کی طاقت ہے۔

☆ اور جو شخص باردار ہے یعنی اس پر اس کے اہل وعیال وغیرہ کا بوجھ ہے تو وہ آہستہ آہستہ چلا جائے اس کی مثال اس کبوتر کی طرح ہے جس کے بال و پر نچے ہوئے ہیں۔

☆ اور جو شخص کہ محتاج ہے مال سے اور اہل وعیال کا اس پر بوجھ ہے تو اس کی مثال اس کبوتر کی طرح ہے جس کے بازو ٹوٹے ہوئے ہیں لہٰذا اگر یہ شخص اس شہر میں رہا تو ہلاک ہو جائے گا۔

◄ شہر کے لوگ حکیم بوط کے مکان میں یہ سب حال دیکھ کر کہتے تھے ''دَمَّرَ بُوط'' یعنی ہلاک کر دیا ہم کو حکیم بوط نے، اس دن سے اسلاروس شہر کا نام ''دَمَّرَ بُوط'' ہو گیا۔

بسم الله الرحمٰن الرحیم نحمدهٗ و نصلّی علی رسوله الکریم

فتحِ اسکندریہ

حضرت معمر بن شدید مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دمر بوط فتح ہوجانے کے بعد حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ذوالکلاع الحمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاج کی غرض سے دمر بوط میں ایک مہینہ ٹھہرے رہے لیکن جب حضرت ذوالکلاع الحمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوگیا اور ان کے بھتیجے ان کی لاش مبارک کو لیکر مصر ہوتے ہوئے یمن کے لئے روانہ ہوگئے تو حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دمر بوط سے اسکندریہ کی جانب کوچ کردیا اور سب سے پہلے شجرہ نامی ایک گاؤں میں قیام کیا۔

ادھر جب ارسطولیس کو دمر بوط کے بارے میں اس کے جاسوسوں نے جاکر خبر دی کہ مسلمانوں نے اسے فتح کرلیا ہے تو وہ بوکھلا اٹھا اور اسی درمیان مردبان ساقی بھی اپنے اہل وعیال اور غلاموں کے ساتھ ارسطولیس کے پاس پہونچ گیا اور بالتفصیل پورے حالات بتائے تو ارسطولیس کی یہ حالت ہوگئی کہ جیسے وہ انگارے پر لوٹ رہا ہو اور غصہ سے پاگل ہوتے ہوئے کہا کہ۔۔۔۔۔۔۔

قسم ہے حق مسیح کی! میں مسلمانوں پر ہر سختی کروں گا جو میرے لئے ممکن ہوگی اور میں انہیں ہر طرح نقصان پہونچانے کی کوشش کروں گا۔

لیکن ارسطولیس نے اپنے ارادے کو ظاہر نہیں کیا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ کیا کرے گا اپنے ارادے کو دل میں پوشیدہ رکھا۔

پھر ارسطولیس نے بیس بڑی بڑی بادبانی کشتیاں منگائیں اور اپنے لشکر میں چار ہزار تجربہ کار بہادروں کو بڑی رازداری سے چنا اور ان کشتیوں پر بٹھا دیا اور ان کے سردار کو تاکید کردی کہ وہ اپنی کشتیوں کو ملک شام کے ساحلی علاقوں کی طرف لے جا۔ سب سے پہلے "یافا" کے ساحل کی طرف جا اور کشتیوں کو خشکی کے قریب لگا دینا اور اپنے جاسوسوں کو بھیج کر پتہ لگا لینا کہ مسلمانوں کا پڑاؤ کہاں پر ہے، جب جاسوس تجھے صحیح اطلاع دے دیں تو دن میں کوئی کاروائی نہ کرنا، جب رات ہو جائے تو مسلمانوں کے اس پڑاؤ پر غفلت کی حالت میں حملہ کر کے جتنے لوگ بھی مل سکیں انہیں گرفتار کر کے میرے پاس لے آ، حتی الامکان کسی کو قتل نہ کرنا۔

کشتیوں پر سوار فوجیوں کے سردار نے کہا کہ اے بادشاہ! جیسا تو نے کہا ہے میں ویسا ہی کروں گا۔ پھر اس کے بعد ارسطولیس کے یہ فوجی ساحل یافا کی طرف روانہ ہو گئے لیکن یافا میں انہیں مسلمانوں کا کوئی پڑاؤ نظر نہ آیا تو وہ ساحل "رَملّہ" کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب یہ لوگ رملہ پہونچے تو انہیں وہاں مسلمانوں کا پڑاؤ نظر آیا۔ یہاں انہوں نے اپنی کشتیاں خشکی سے لگا دیں اور رات ہونے کا انتظار کرنے لگے۔

رملہ کے قریب مسلمانوں کا جو یہ پڑاؤ تھا اس میں خاص کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچازاد بھائی وغیرہ اور حضرت ضرار بن الازور رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تھے۔ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار تھے، آپ کا علاج ہو رہا تھا، اور آپ کی بہن حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی تیمارداری کے لئے آپ کے ساتھ تھیں۔

اس پڑاؤ کے مسلمان بے خوف تھے اور اطمینان سے یہاں پر رہ رہے تھے کہ اسکندریہ سے آنے والے ان قبطیوں نے ان پر شب خون مارا۔

کچھ مسلمانوں کو شہید کیا بقیہ سب لوگوں کو جن میں عورتیں اور بچے وغیرہ سبھی تھے گرفتار کر کے کشتیوں پر لے گئے اور ان کے رہنے کے جو مختصر سے مکان تھے انہیں ڈھادیا اور رات ہی میں ان قیدیوں کو لیکر اسکندریہ کی جانب روانہ ہو گئے۔

حضرت سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ طبریہ کے مقام پر پورے اسلامی لشکر کو لئے ہوئے پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے۔

اس لئے کہ یہاں آب و ہوا بھی معتدل تھی اور یہاں سے اردن، دمشق اور ملک شام کے جملہ ساحلی علاقوں پر نظر رکھنے میں آسانی تھی۔۔۔۔

جب حضرت سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت ضرار بن الازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیماری کی اطلاع ملی تو آپ بے چین ہو گئے اس لئے کہ آپ اور ہر مسلمان حضرت ضرار بن الازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت چاہتا تھا۔آپ نے اسی وقت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت محارب بن طاعن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رملہ کے لئے روانہ کر دیا۔

جس وقت یہ دونوں حضرات رملہ پہونچے تو دیکھا کہ مسلمانوں کے گھر گرے ہوئے ہیں، کچھ لوگ قتل کر دئے گئے ہیں اور کچھ لوگ زخمی ہیں۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زخمیوں سے پوچھا کہ آپ لوگوں پر یہ ظلم کس نے ڈھایا ہے۔انہوں نے بتایا کہ ہم کو کچھ معلوم نہیں کہ رات میں ہم پر شب خون مارنے والے کون لوگ تھے اور کہاں سے آئے تھے، ہم غفلت میں تھے، ہمیں اس وقت ہوش آیا جب ان کی تلواریں ہم میں اپنا کام کر رہی تھیں۔یہ سن کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لاحول پڑھی پھر اپنے ساتھی حضرت محارب بن طاعن کو لیکر دریا کے کنارے آئے کہ شاید کوئی نشان مل جائے چاروں طرف نگاہ دوڑائی مگر کوئی چیز نظر نہ آئی لوٹنے کا ارادہ ہی کر رہے تھے کہ دیکھا کہ ایک تختہ بہتا ہوا کنارے کی طرف آرہا

ہے۔آپ اسے غور سے دیکھنے لگے، جب تختہ اور قریب آگیا تو دیکھا کہ اس تختہ سے ایک شخص لپٹا ہوا ہے اور موجیں اس تختہ کو برابر کنارے کی جانب لارہی ہیں۔تھوڑی دیر کے بعد تختہ دریا کے کنارے آلگا اور ایک شخص اس پر سے اتر کر خشکی کی طرف آنے لگا۔

جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تختہ سے اتر کر آنے والے شخص کو قریب سے جا کر دیکھا تو پہچانا کہ یہ تو آپ کے چچازاد بھائی حضرت لحبان بن عوف ہیں جو قبیلہ دوس کے سردار ہیں۔سلام ومعانقہ کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ اے میرے چچا کے بیٹے یہ تمہارا کیا حال ہے؟

حضرت لحبان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ اے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات اچانک دشمنوں نے ہم پر حملہ کیا، ہم میں سے کچھ لوگوں کو شہید کیا اور بقیہ لوگوں کو گرفتار کر کے کشتیوں پر لے گئے اور اسی وقت رات ہی میں انہوں نے کشتیوں کو روانہ بھی کر دیا۔

جب ہماری کشتیاں بیچ دریا میں پہونچی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے بہت تیز وتند ہوا چلنے لگی، ان کشتیوں میں سے دو کشتیاں جن میں کچھ مسلمان قیدی تھے اور اکثر عیسائی مشرکین تھے دریا میں ڈوب گئیں۔ڈوبنے والے مسلمان قیدیوں میں سے صرف میں اکیلا بچا باقی جملہ مسلمان قیدی اور اس پر سوار تمام عیسائی مشرکین ڈوب گئے۔

پھر حضرت لحبان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ رب کریم کا احسان وکرم یہ لکڑی کا تختہ مجھے مل گیا اور میں اس کے ذریعہ کنارے پر سلامتی سے آگیا۔ساتھ ہی ساتھ آپ نے یہ بھی بتایا کہ ہم پر حملہ کرنے والے مصر کے قبطی تھے اور وہ مسلمان قیدیوں کو لیکر اسکندریہ جارہے تھے۔

اپنے چچازاد بھائی حضرت لحبان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ باتیں سننے کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھی حضرت محارب بن طاعن کو اپنے چچازاد بھائی کے پاس چھوڑا اور

ان دونوں آدمیوں سے کہا کہ مسلمانوں کا جو کچھ بچا کھچا سامان ہے اس کو اونٹوں گھوڑوں اور دوسرے جانوروں پر بار کریں اور زخمیوں کو اٹھا کر رملہ کی آبادی کی طرف چلے جائیں اور خود حضرت سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب روانہ ہو گئے کہ جتنی جلد ممکن ہو انہیں اس حادثہ کی خبر دیں۔ چنانچہ جب آپ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہونچ کر ان کو سارے حالات سے آگاہ کیا تو آپ پریشان ہو گئے، پہلے تو لاحول شریف پڑھی پھر کہا کہ اگر یہ مسلمان قیدی اسکندریہ تک پہونچ گئے تو وہاں کا حاکم ان میں سے کسی کو نہ چھوڑے گا فوراً قتل کرادے گا۔

پھر اسی وقت آپ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام ایک خط لکھا جس کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے،،،،،،،،،،،،،،،،

> اے حضرت عمرو بن العاص! حاکم اسکندریہ ارسطولیس کے آدمیوں نے ساحل رملہ کے پڑاؤ سے غفلت کی حالت میں مسلمانوں کی ایک جماعت کو قید کرلیا ہے اور وہ انہیں کشتیوں کے ذریعہ اسکندریہ لے گئے ہیں، ہمیں اس بات کا خوف ہے کہ حاکم اسکندریہ کہیں انہیں قتل نہ کرادے، قیدیوں میں خاص کر حضرت ضرار بن الازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی بہن خولہ بھی ہیں۔ لہٰذا آپ ان قیدیوں کو چھڑانے کی ہر ممکن تدبیر میں جلدی کریں اور اگر قبطیوں کا بڑا سردار یا رئیس وغیرہ تمہاری قید میں آجائے تو اس کے بدلے ان قیدیوں کو رہا کرانے کی کوشش کریں۔

پھر حضرت سیدنا ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زید الخیل ابیض الرکبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدست خط حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس روانہ کردیا۔ حضرت زید الخیل ابیض

الرکبان تیزی سے سفر کرتے ہوئے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہونچے اورانہیں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط دیا اور زبانی بھی جو حالات معلوم تھے بتائے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط پڑھنے کے بعد اسی وقت ایک خط حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام لکھا جس میں مسلمان قیدیوں کے تفصیلی حالات لکھ کر حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تاکید کی کہ جتنی جلد ہو سکے وہ اسکندریہ پہونچ کر مسلمان قیدیوں کی رہائی کی کوشش کریں۔

اس سے پہلے آپ پڑھ چکے ہیں کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس خط کے آنے سے پہلے ہی حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ دمربوط سے روانہ ہوکر شجرہ نامی گاؤں میں ٹھہرے ہوئے تھے اور آگے بڑھنے کی تیاریوں میں مصروف تھے کہ اسی وقت حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاصد پہونچا اور آپ کا خط دیا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط پڑھ کر مسلمان قیدیوں خاص کر حضرت ضرار بن الازور اور ان کی بہن حضرت خولہ کی گرفتاری کا حال معلوم کر کے آپ بے چین ہو گئے اور مسلمان قیدیوں کی رہائی کی تدبیریں سوچنے لگے۔

ادھر ارسطولیس کے بھیجے ہوئے فوجی جب مسلمان قیدیوں کو لیکر اسکندریہ پہونچے تو ارسطولیس نے اسی وقت ان مسلمان قیدیوں کو اپنے دربار میں بلوایا اور ارادہ کیا کہ ان تمام قیدیوں کو اسی وقت قتل کرادے، لیکن اس کے اراکین سلطنت نے اس کو ایسا کرنے سے منع کیا اور مشورہ دیا کہ۔۔۔۔۔۔۔

اے بادشاہ! مسلمان ہمارا پیچھا کر رہے ہیں اور ہمیں کسی نہ کسی محاذ پر ان سے جنگ کرنی پڑے گی، ممکن ہے کہ ہم میں سے کوئی ایسا شخص جس کو ہم بڑا مانتے ہیں وہ مسلمانوں کی قید میں آجائے تو ان قیدیوں کے بدلے میں ہمیں اسے چھڑانا آسان

ہوگا۔اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان قیدیوں کے بدلے مسلمان ہم سے صلح پر راضی ہو جائیں

ارسطولیس نے اپنے اراکین سلطنت کے مشورہ کو اپنے لئے بہتر جانا اور دو ہزار قبطی سواروں کی نگرانی میں مسلمان قیدیوں کو ''دیرز جاج'' نامی گرجا گھر کی جانب روانہ کر دیا۔

حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکندریہ روانہ ہونے سے پہلے ہی اپنے جاسوسوں کی ایک جماعت کو اسکندریہ کے لئے روانہ کر دیا تھا تاکہ وہ انہیں حالات سے باخبر کرتے رہیں تاکہ انہیں اسکندریہ کی جانب بڑھنے میں آسانی ہو۔

اسکندریہ میں موجود جب ان جاسوسوں نے مسلمان قیدیوں کے بارے میں پوری تحقیق سے یہ معلوم کر لیا کہ ارسطولیس نے ان مسلمان قیدیوں کو دو ہزار قبطی سواروں کی نگرانی میں دیرز جاج کے لئے روانہ کر دیا ہے کہ ان قیدیوں کو فی الحال وہیں رکھا جائے تو یہ جاسوس اسکندریہ سے حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب روانہ ہو گئے کہ انہیں مسلمان قیدیوں کے حال سے آگاہ کریں۔

ادھر حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ شجرہ نامی گاؤں سے اسکندریہ کے لئے روانہ ہو چکے تھے، راستہ ہی میں ان جاسوسوں سے ملاقات ہوگئی، جاسوسوں نے انہیں مسلمان قیدیوں کے حالات سے آگاہ کیا۔حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دیرز جاج کے متعلق معلومات کی تو پتہ چلا کہ دیرز جاج یہاں سے بہت قریب ہے۔چنانچہ حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بجائے اسکندریہ جانے کے دیرزُ جاج کی جانب روانہ ہوگئے اس خیال سے کہ شاید قبطیوں کے مسلمان قیدیوں کو لیکر پہونچنے سے پہلے وہاں پہونچ جائیں۔اللہ کا کرم ہوا کہ آپ اس مقصد میں کامیاب ہو گئے۔

جب حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیرز جاج پہونچے تو دیر کا خوبصورت بوڑھا

راہب جس کا نام ''سماچ'' تھا آپ کے سامنے آیا۔ یہ راہب ''بحیرا'' راہب کا شاگرد تھا۔ حضرت سیدنا خالد بن الولید نے اس سے گفتگو شروع کی۔

حضرت خالد بن الولید...... اے راہب! دنیا کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟

راہب...................... دنیا لاغر کرتی ہے بدن کو اور ختم کرتی ہے امیدوں کو اور قریب کرتی ہے موت کو اور مٹا دیتی ہے عیش و آرام کو۔

حضرت خالد بن الولید...... دنیا کے طلبگاروں کا کیا حال ہے؟

راہب...................... دنیا کا طلبگار کبھی آسودہ اور سیراب نہیں ہوتا، ہمیشہ حسرت زدہ رہتا ہے

حضرت خالد بن الولید...... دنیا میں رہ کر لوگوں کے لئے اچھائی اور نیکی کا راستہ کیا ہے؟

راہب...................... نیک عمل اور پرہیزگاری۔

حضرت خالد بن الولید...... دنیا میں رہ کو لوگوں کے لئے برائی کا راستہ کیا ہے؟

راہب...................... نفس اور خواہشات کی پیروی کرنا۔

راہب کی یہ باتیں سن کر حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ ہمارے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا :

اَلْحِکْمَۃُ ضَآلَّۃُ الْمُؤْمِنِ یَاخُذُھَا حَیْثُ وَجَدَھَا	حکمت مومن کی گمشدہ چیز ہے، جہاں سے اس کو پاتا ہے حاصل کر لیتا ہے۔

اس کے بعد آپ نے راہب سے پھر گفتگو شروع کی۔

حضرت خالد بن الولید...... اے راہب! تو نے گوشہ نشینی کیوں اختیار کر رکھی ہے؟

راہب.......... گوشہ نشینی مجھے بہت محبوب ہے۔

حضرت خالد بن الولید...... اس گوشہ نشینی سے تو نے کیا فائدہ حاصل کیا؟

راہب.......... مجھے انکسار و تواضع کی توفیق ملی جس کی وجہ سے مجھے بہت راحت ملی۔

حضرت خالد بن الولید...... کیا ہی اچھا ہوتا اگر تو ہمارے دین اسلام میں ہوتا اور توحید کا قائل ہوتا

راہب.......... میں بھی توحید کو چاہتا ہوں۔

حضرت خالد بن الولید...... اے راہب! ہمارے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کے دین اسلام کے بارے میں تو کیا کہتا ہے۔

راہب.......... حضرت محمد بن عبداللہ رسولوں کے سردار ہیں- خاتم الانبیاء ہیں- اللہ کے محبوب ہیں-اور کفار پر اللہ کی حجت ہیں۔

حضرت خالد بن الولید...... اے راہب! پھر تو مسلمانوں کے شہر میں کیوں نہیں رہتا؟

راہب.......... ابھی میرا دل دنیا کی محبت میں آلودہ ہے۔

حضرت خالد بن الولید...... کیا تجھے ان مسلمان قیدیوں کا کچھ حال معلوم ہے جنہیں ارسطولیس بادشاہ نے تیرے پاس روانہ کیا ہے؟

راہب.......... مجھے ان قیدیوں کا حال تو معلوم نہیں البتہ رات میں میرے پاس ایک بطریق اور اُسقُف آیا تھا، ان دونوں نے میرے کنویں سے پانی پیا۔ میں نے ان دونوں سے پوچھا کہ تم کہاں سے آرہے ہو؟ تو ان دونوں نے بتایا کہ ہم حاکم برقا کی طرف سے ایلچی کے طور پر ارسطولیس بادشاہ کے پاس جارہے ہیں تا کہ ہم ارسطولیس سے درخواست کریں کہ وہ ایک مسلمان قیدی کو اس کے پاس بھیجے تا کہ وہ مسلمانوں کے لباس اور ان کی وضع قطع کو دیکھے اور اس سے اس کے دین کا حال پوچھے جسے

ارسطولیس نے منظور کرلیا ہے اور کہا کہ میں ایک کے بجائے دو قیدیوں کو بھیجوں گا۔ اتنی گفتگو کرنے کے بعد وہ لوگ چلے گئے اس کے علاوہ مجھے اور کسی بات کا علم نہیں ہے۔ پھر راہب نے حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ تم مجھے ان مسلمانوں میں سے معلوم ہوتے ہو جنہوں نے ملک شام فتح کیا ہے۔

حضرت خالد بن الولید...... ہاں! ہم وہی لوگ ہیں جنہوں نے ملک شام کو فتح کیا ہے۔

راہب......... تم لوگوں کی روزانہ کی خبریں ہمارے پاس موجود ہیں، پھر راہب نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا کہ میں بُحیرا راہب کا شاگرد ہوں اور جس وقت تمہارے نبی محترم قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ ملک شام جانے کے ارادے سے آئے تھے، میں نے ان کے یہ یہ معجزات دیکھے تھے۔

پھر راہب نے بتایا کہ میں نے ان کا یہ معجزہ دیکھا کہ

جس درخت کے نیچے آپ بیٹھے تھے اگرچہ وہ سوکھا تھا لیکن آپ کے بیٹھتے ہی وہ سرسبز وشاداب ہوگیا۔

پھر جب بحیرا راہب کا انتقال ہوگیا تو،،،،،،،،،

میں اس دیر زجاج میں آگیا اور اے حضرت خالد! یہ بھی اچھی طرح جان لو کہ ارض الکنائس - ارض عصیہ - ارض زیادہ - (یہ سب عیسائیوں کے گرجوں کے نام ہیں) وغیرہ کے قسوں راہبوں میں سے کوئی ایسا نہیں جو میرے پاس نہ آیا ہو اور اس نے تمہارے نبی کا حال نہ پوچھا ہو۔ میں نے سب کو تمہارے نبی کا حال تفصیل سے بتایا ہے،

راہب نے اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ۔۔۔۔۔۔۔۔

بعض راہبوں سے تمہارے نبی کے بارے میں مجھ سے مناظرہ بھی ہوا لیکن میں نے سب کو خاموش کر دیا، خاص کر میرے اس دیر ز جاج کے قریب ہی اس کا بھی دیر (گرجا گھر) ہے اس سے میرا مناظرہ بھی ہوا اور جھگڑا بھی ہو گیا۔ اس راہب کا نام ''ستازہ'' ہے۔ اس نے کہا بے شک حضرت عیسیٰ بن مریم نے جو خبر دی ہے وہ حجاز سے ظاہر ہوں گے اور وہ آسمانوں پر جائیں گے اور اللہ تعالیٰ ان سے کلام کرے گا۔ ستازہ راہب کی یہ بات سن کر میں نے خاموشی اختیار کی اس لئے کہ مجھے تمہارے نبی کے بارے میں یہ نہیں معلوم کہ وہ آسمانوں پر گئے ہیں یا نہیں۔

حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب راہب سے یہ باتیں سنیں تو کہا کہ اے راہب! بے شک ہمارے نبی آسمانوں پر تشریف لے گئے ہیں اور ان کے رب نے ان سے کلام بھی فرمایا ہے۔ جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید میں اس طرح ہے :

سُبۡحَانَ الَّذِیۡ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلاً	پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے راتوں رات
مِّنَ الۡمَسۡجِدِالۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ	لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ جس گرداں گرد
الۡاَقۡصَی الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ	ہم نے برکت رکھی تا کہ ہم اسے اپنی عظیم
مِنۡ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ہ	نشانیاں دکھائیں بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے

اس آیت کریمہ کی تلاوت کے بعد حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کی معراج پاک کے متعلق تفصیل سے ایک حدیث شریف بھی سنائی۔

راہب حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان سے آیت کریمہ اور حدیث پاک سن کر حیرت زدہ رہ گیا اور اس نے یقین کرلیا کہ حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سچے ہیں اور ان کا کلام سچا ہے۔ پھر راہب نے پوچھا۔۔۔۔۔

راہب.................. آپ کا نام کیا ہے؟

حضرت خالد بن الولید...... میرا نام خالد بن الولید ہے۔

راہب.................. اے حضرت خالد بن الولید! اس سامنے والے پہاڑ پر ایک دیر ہے، جس کا نام دیر مسیح ہے، اس میں قبطی بطریق رہتا ہے اور بڑا ہی ظالم ہے، اس نے تمہارے نبی کے ایک صحابی کو پکڑ رکھا ہے، تمہارے نبی کے یہ صحابی مقوقس بادشاہ کے زمانہ میں تجارت کی غرض سے مصر آئے تھے پھر **مصر** سے **اسکندریہ** پھر اسکندریہ سے وہ **"برقا"** کے لئے ایک بڑے قافلے کے ساتھ روانہ ہوئے، جب وہ قافلہ اس پہاڑ کے قریب سے گذرا تو اس بطریق نے اپنے غلاموں کو لیکر قافلہ کے مال واسباب کو لوٹ لیا اور قافلہ والوں کو چھوڑ دیا لیکن تمہارے نبی کے صحابی کو اس نے قید کرلیا اور ان کو ایک درخت سے باندھ رکھا ہے، اس کے ظلم سے ان صحابی کے رونے کی جگہ گھاس اگ آئی۔

اس بطریق کا یہ معمول ہے کہ روزانہ جب تک انہیں اچھی طرح مار نہیں لیتا وہ کچھ کھاتا پیتا نہیں اور ان سے یہی مطالبہ کرتا ہے کہ

جب تک تم اپنے دین سے پھر نہ جاؤ گے اور دین عیسوی قبول نہ کرلو گے میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں، تم پر یونہیں ظلم کرتا رہوں گا۔

لیکن تمہارے نبی کے وہ صحابی ہر وقت اپنی مناجات میں یہی کہتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔

يَا اَللّٰهُ قَدْ بَذَلْتُ جِسْمِیْ مِن اَجَلِکَ فَابْذِلِیْ رَحْمَتِکَ ...

اے اللہ! میں نے اپنے جسم کو تیری راہ میں کر دیا ہے تو مجھ پر اپنی رحمت نازل فرما۔

جب وہ ظالم بطریق ان صحابی کو مار کر تھک جاتا ہے تو تانبے کی ایک تصویر لاتا ہے، اس تصویر کے سر پر سیاہ عمامہ ہے اور سینہ پر لکھا ہوا ہے :

هٰذَا النَّبِیُّ الْعَرَبِیُّ مُحَمَّدٌ — یہ نبی عربی محمد ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)

پھر شراب پیتا ہے اور شراب کا بچا ہوا فضلہ اس تصویر پر ڈالتا ہے اور ان صحابی سے کہتا ہے کہ یہ تمہارے نبی ہیں ان سے کہو کہ یہ تمہیں میری قید سے چھڑالیں۔ لیکن وہ ایمان کے مضبوط صحابی

اس بطریق کے کفر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے رہتے ہیں۔

حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حالت سن کر سخت برہم ہوئے اور اپنے ساتھیوں میں سے چند آدمیوں کو منتخب کیا جن کے نام یہ ہیں---------

☆ حضرت شرحبیل بن حسنہ ☆ حضرت عامر بن ربیعہ ☆ حضرت یزید بن ابی سفیان ☆ حضرت ہاشم بن سعید ☆ حضرت قعقاع ☆ حضرت مقداد ☆ حضرت رفاعہ بن قیس وغیرہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے لشکر کو دیر کے قریب مناسب مقام پر ٹھہرا دیا اور انہیں تاکید کی کہ وہ ہوشیار رہیں اور خود ان منتخب شدہ حضرات کو لیکر پہاڑ کے پیچھے کی جانب سے پہاڑ کے اوپر پہونچے اور دیر (گرجا گھر) کے قریب مناسب مقام پر چھپ کر بیٹھ گئے اس لئے کہ وہ ظالم بطریق دیر میں موجود نہیں تھا بلکہ شکار کے لئے گیا ہوا تھا۔

کچھ دیر کے بعد وہ ایک جنگلی بیل کو شکار کر کے لایا اور دیر کے دروازے پر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور اپنے غلاموں سے کہا کہ وہ شکار کئے ہوئے اس بیل کی کھال اتار کر اس کے گوشت کے ٹکڑے بھون کر اسے دیں۔ غلاموں نے بیل کی کھال اتاری اور اس کے گوشت کے ٹکڑے بھون کر اس بطریق کو دینے لگے۔ جب گوشت کھا کر بطریق شکم سیر ہو گیا تو اس نے شراب منگائی اور شراب پینا شروع کیا۔

جب شراب پی کر مدہوش ہو گیا تو اپنے غلاموں سے کہا کہ اس محمدی کو میرے سامنے لاؤ۔ جب غلام ان صحابی کو جن کو لوہے کی مضبوط زنجیروں سے باندھ رکھا تھا اس بطریق کے سامنے لائے تو اس بطریق نے کہا۔

اے مسلمان! تو اپنے محمد (ﷺ) کے سبب سے ہم پر غالب آ گیا ہے یعنی میرے کہنے پر عمل نہیں کرتا لیکن مجھے قسم مسیح کی! اگر تو نے میرا دین اختیار نہ کیا اور تثلیث کا قائل نہ ہوا تو میں تجھ پر انتہائی سختی کروں گا اور تجھے قتل کر دوں گا۔

ان صحابی رسول نے جواب دیا کہ میں اپنے دین اسلام سے ہرگز نہیں پھر سکتا، میرا عقیدہ ہے کہ میرا خدا وحدہٗ لاشریک ہے اور حضرت محمد مصطفٰے ﷺ اس کے بندے اور سچے رسول ہیں۔

اس ظالم بطریق کا اتنا سننا تھا کہ غصہ میں آپا سے باہر ہو گیا، اپنی تلوار اٹھائی اور چاہا کہ اسے نیام سے باہر نکالے اور ان صحابی کو قتل کر دے،

اسی وقت حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس ظالم بطریق کو للکارا اور تکبیر کے الفاظ بلند آواز سے کہتے ہوئے اس بطریق کی طرف بڑھے، تکبیر کے الفاظ یہ تھے :

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ فَتَحَ اللّٰہُ وَ نَصَرَ وَحَیَّانَا بِالظَّفَرِ وَمَکَّنَ سُیُوْفَنَا مِنْ رِقَابٍ مَّنْ کَفَرَ …	اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد فرمائی اور ہمیں فتح عطا فرمائی اور ہمیں کامیاب کیا اور جگہ دی ہماری تلواروں کو کافروں کی گردنوں پر۔

جب بطریق نے دیکھا کہ حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طرف حملہ کی غرض سے بڑھ رہے ہیں تو اس نے ان صحابی کو چھوڑ کر حضرت سیدنا خالد بن الولید پر اپنی تلوار چلانی چاہی لیکن اس کے تلوار چلانے سے پہلے حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے سینہ پر اپنا نیزہ مارا، آپ کا نیزہ اس ظالم بطریق کے سینے کو پار کرتا ہوا پیٹھ کی جانب نکل آیا اور یہ ظالم بطریق مردہ ہو کر زمین پر گر پڑا، آپ کے ساتھیوں نے بطریق کے غلاموں پر حملہ کر کے انہیں ختم کر دیا۔

پھر حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں کو لیکر دیر (گرجا گھر) کے قریب آئے کہ اس کا محاصرہ کر لیں کہ اتنے میں دیر کے راہب آپ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم راہب ہیں ہمیں لڑائی نہیں آتی اور نہ ہم لڑنے والے لوگ ہیں اور اے مسلمانو! تمہارے نبی نے تم کو راہبوں کے قتل سے منع کیا ہے لہٰذا ہمیں امان دو۔

حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ تم لوگ ہماری طرف سے اللہ کی امان میں ہو۔

پھر ان راہبوں نے بطریق کے جملہ مال واسباب وغیرہ کو حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ کر دیا۔ آپ وہ تمامی ساز وسامان لیکر اپنے لشکر میں واپس آ گئے۔

جب ان گرفتار ہونے والے صحابی سے حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حالات

معلوم کئے تو انہوں نے بتایا کہ میرا نام امیر بن حاتم طائی ہے، میں تجارت کی غرض سے مصر اور اسکندریہ سے ہوتا ہوا سوداگروں کی ایک جماعت کے ساتھ ارض برقا جارہا تھا کہ اس ظالم بطریق نے پورے قافلہ کو لوٹ لیا، دوسرے سوداگروں کو چھوڑ دیا، صرف مسلمان ہونے کے ناطے اس نے مجھے قید کرلیا اور مجھ پر ظلم کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر واحسان کہ آپ کے ذریعہ مجھے اس ظالم سے نجات دلائی۔

حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سلامتی کے ساتھ واپسی اور ان صحابی کی رہائی پر مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، وہ نعرۂ تکبیر بلند کرنے لگے اور اللہ کے پیارے حبیب ﷺ پر درود شریف پڑھنے لگے۔ اور دیر زجاج کا راہب بھی بہت خواش ہوا۔

ابھی حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں سے گفتگو کر ہی رہے تھے کہ گھوڑوں کے ٹاپوں کی آوازیں آنے لگیں، پھر تھوڑی دیر کے بعد آپ نے دیکھا کہ قبطی فوجی چاروں طرف سے مسلمان قیدیوں کو اپنے گھیرے میں لئے شور کرتے چلاتے ہوئے چلے آرہے ہیں۔

قیدیوں میں سب سے آگے حضرت ضرار بن الازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی بہن حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں اور دردناک انداز میں اشعار پڑھ رہی تھیں جیسے اپنے کسی مددگار کو بلا رہی ہوں۔

حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب ان اشعار کو سنا اور مسلمان قیدیوں کی یہ حالت دیکھی تو تڑپ گئے اور پکار کر کہنے لگے۔۔۔۔۔۔۔۔

لَبَّیکَ لَبَّیکَ قَدْ جَاءَ کَ الْفَرَجُ	تمہاری مدد کے لئے میں حاضر ہوں، تمہارے
وَذَھَبَ عَنکِ الْبُوسُ وَالْحَرَجُ	لئے آسانی اور راحت آگئی، سختی اور مصیبت
اَنَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِیدِ	دور ہوگئی، میں خالد بن الولید ہوں۔

اتنا کہنے کے بعد حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لشکر کو لیکر تکبیر کہتے ہوئے قبطیوں پر حملہ کر دیا اور ان کو تلوار کی باڑھ پر رکھ لیا۔ قبطی اس اچانک حملہ کی تاب نہ لا سکے، ان کے بدن لرزنے لگے، ان میں تلوار اٹھانے کی سکت نہ رہی۔ تقریباً سات سو قبطی مارے گئے اور تیرہ سو گرفتار ہوئے۔ اور تمام مسلمان قیدیوں کو سلامتی اور عافیت کے ساتھ چھڑا لیا گیا۔

پھر حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لشکر کو لیکر دیرز جاج سے اسکندریہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ جب آپ نے اسکندریہ پہونچ کر اپنے لشکر کو اسکندریہ کے سامنے ٹھہرا دیا اور ارسطولیس کو اس کی خبر ہوئی تو وہ پریشان ہو گیا اور اس نے اپنے درباریوں کو حکم دیا کہ وہ ہمارے لشکر میں مسلمانوں سے جنگ کا اعلان کر دیں اور جنگی تیاری کریں۔

پھر ارسطولیس کے پاس قبطی سردار اور اس کے دربار کے بڑے بڑے درباری جمع ہوئے اور پوچھا کہ اے بادشاہ! ان عربوں کے بارے میں تیری کیا رائے ہے آیا ان سے صلح کر لیں یا جنگ کریں؟ ارسطولیس نے اول تو اپنے درباریوں کو سخت وسست کہا اور کہا کہ،،،،،،،،،،،،،،،

اگر میں نے تمہاری رائے پر عمل نہ کیا ہوتا تو وہ عرب قیدی جن کو میں نے دیرز جاج بھیجدیا ہے اگر وہ یہاں ہوتے تو میں ان کے بدلے عربوں سے صلح کر لیتا اور اگر عرب جنگ بھی کرتے تو وہ دو ہزار فوجی جن کو میں نے عرب قیدیوں کی نگرانی کے لئے بھیجا ہے وہ یہاں ہوتے، ہم ان کو ساتھ لے کر جنگ کرتے، تمہاری غلط رائے پر عمل کر کے میں نے غلطی کی جس کا نتیجہ سامنے ہے۔

ارسطولیس کی یہ گفتگو سن کر اس کے وزیر نے کہا اے بادشاہ! اگر تیری رائے ہو تو کسی ایلچی کو بھیجیں

جوعربوں سے صلح کی بات چیت کرے۔

ارسطولیس نے کہا کہ چونکہ حجرالصا میں ہم نے ان کو دھوکہ دیا ہے کہ ایلچی بھیج کر پھر اچانک ہم نے ان پر حملہ کر دیا تھا، وہ ہمارے ایلچی پر اعتماد نہ کریں گے۔

وزیر نے کہا پھر بھی احتیاطاً ایلچی بھیجنے میں کیا حرج ہے۔ ارسطولیس نے کہا اگر تم سب کی رائے ہے تو میں بھی راضی ہوں کسی ایلچی کو بھیج کر حالات سمجھنے کی کوشش کرو شاید کامیابی ہو جائے۔

ابھی ایلچی بھیجنے کی تیاری ہو ہی رہی تھی کہ دریا کے گھاٹ پر جو پہرہ دار مقرر تھے وہ آئے اور ارسطولیس سے کہا کہ ایک کشتی دریا کے گھاٹ کی طرف دور سے ہمیں آتی نظر آئی ہے، اس کشتی کا حال ہمیں معلوم نہیں ہے، ہم تجھے خبر دینے آگئے ہیں۔

ارسطولیس نے درباریوں سے کہا کہ ابھی ایلچی بھیجنا ملتوی کر دو جب تک کشتی کا حال معلوم نہ ہو جائے ممکن ہے برقا کے حاکم کیاؤس کی طرف سے میرے لئے کوئی پیغام ہو اس لئے کہ میں نے اس سے مدد طلب کی ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد وہ کشتی گھاٹ کے کنارے آ کر لنگر انداز ہوگئی۔

اس کشتی میں ایک خوبصورت بوڑھا قس (پادری) سیاہ ریشمی لباس پہنے اور سر پر سرخ عمامہ باندھے ہوئے سب سے پہلے اترا اس کے ساتھ دس اور آدمی اترے، انہیں ارسطولیس کی طرف سے گھوڑے پیش کئے گئے جن پر سوار ہو کر وہ ارسطولیس کے دربار تک آئے۔

رسمی ملاقات کے بعد انہیں شاہی مہمان خانہ میں پہونچا دیا گیا پھر دوسرے دن یہ لوگ ارسطولیس

کے دربار میں آئے۔ارسطولیس نے ان کی بڑی تعظیم وتکریم کی اور انہیں اپنے ساتھ تخت شاہی پر بٹھایا۔

ارسطولیس کے پاس آنے والے یہ لوگ ''کیماؤس'' بادشاہ کے نمائندے تھے۔کیماؤس **ارض برقا** سے لے کر **فرطجانہ** کی حدوں تک کے جزیروں کا بادشاہ تھا، دولاکھ رومیوں کا لشکر اس کے پاس تھا، ارسطولیس نے قیمتی تحفے وغیرہ اس کے پاس بھیجے تھے اور ایک بہت تفصیلی خط بھی اس کے پاس لکھا تھا جس کا خلاصہ یہ ہے''''''''

ارسطولیس نے **کیماؤس** کو مسلمانوں سے ڈرایا تھا اور ملک شام وغیرہ کے حالات لکھے تھے، دنیا کی بے ثباتی اور بے وفائی کا تذکرہ کیا تھا، آخر میں یہ لکھا تھا کہ عربوں نے ہماری فوجوں کو اور لشکروں کو شکست دے دی ہے۔انہوں نے قیصر روم ہرقل کو ملک شام سے بھگا دیا ہے اور ہمارے ملک کے بھی چند شہروں پر قابض ہوگئے ہیں۔ عرب ظالم اور سرکش ہیں لہٰذا تو ہماری مدد کر کہ ہم عربوں کو اپنے ملک سے نکال دیں، ہم تیرے ہمسایہ ہیں اور اگر وقت آ گیا تو ہم تیرے مددگار رہوں گے۔

جس وقت ارسطولیس کا یہ خط کیماؤس کو پہونچا تو اس نے اراکین سلطنت کو جمع کر کے مشورہ کیا۔ اس کے ارکان سلطنت نے اسے مشورہ دیا کہ ارسطولیس کی مدد ضرور کی جائے تاکہ وہ عربوں کو اپنے ملک سے نکال دے اور اگر ارسطولیس زیر ہوگیا تو عرب قبطیوں کے ملک پر قبضہ کرنے کے بعد پھر یقیناً ہمارے ملک کی طرف رخ کریں گے اور وہ ہمارے لئے برا دن ہوگا۔

کیماؤس کو اپنے سرداروں کی رائے پسند آئی چنانچہ اس نے اپنے بھائی **''اصطفانوس''** کو چار ہزار کا لشکر دے کر حکم دیا کہ وہ حاکم اسکندریہ ارسطولیس کی مدد کے لئے روانہ ہوجائے اور اسی وقت اپنے شہر

کے سب سے بڑے گرجا گھر جس کو ''دیر کنائس'' کہتے تھے اس کے سب سے بڑے بطرک (پادری) جس کا نام ''سبطس'' تھا بلایا، اس پادری کی عمر ایک سو بیس سال کی تھی اور اگلی قدیم کتابوں کا زبردست عالم تھا۔

سبطس پادری اگلی قدیم کتابوں کے مطالعہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب ﷺ کے اوصاف وکمالات سے اچھی طرح واقف تھا اور آپ کے ظہور کا منتظر تھا۔ چنانچہ جب سبطس کو اللہ کے پیارے رسول ﷺ کے مبعوث ہونے کی اطلاع ملی تو،،،،،،،،،،،،،،،،،،

وہ غائبانہ طور پر آپ پر ایمان لایا، پھر جب اس کو اللہ کے پیارے رسول ﷺ کے وصال پاک کی خبر ملی تو وہ بہت رویا اور اس نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور ایک عبادت خانہ بنوا کر اس میں عبادت میں مشغول ہو گیا۔ جب اس عبادت خانہ کی طرف سے کوئی قافلہ گزرتا تھا تو اس سے مسلمانوں کا حال پوچھتا تھا اور معلوم کرتا تھا کہ مسلمانوں کا لشکر کس سرزمین پر ہے اور یہ کہ اللہ کے پیارے رسول کے وصال پاک کے بعد ان کا خلیفہ کون ہے۔ پھر امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر کے وصال کے بعد جب امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے اور آپ کے زمانہ خلافت میں ملک شام پورا فتح ہو گیا اور اسلامی لشکر مصر کی جانب متوجہ ہوا اور اسکندریہ پہونچا تو ارسطولیس کی طلب پر کیاؤس بادشاہ نے اپنے بھائی اصطفانوس کے ساتھ چار ہزار کا جو لشکر ارسطولیس کی مدد کے لئے روانہ کیا تو اس لشکر کی روانگی سے پہلے سبطس کو دس راہبوں کے ساتھ ارسطولیس کے پاس اپنا نمائندہ بنا کر خوش خبری دینے کے لئے اسکندریہ روانہ کیا تھا۔

آپ نے پہلے پڑھا کہ جب سبطس ارسطولیس کے دربار میں پہونچا تو ارسطولیس نے سبطس کی بڑی تعظیم وتکریم کی اور اپنے ساتھ تخت شاہی پر بٹھایا۔ پھر سبطس نے ارسطولیس کو یہ بتایا کہ کیاؤس نے چار ہزار کا لشکر تیری مدد کے لئے روانہ کیا ہے تو ارسطولیس بہت خوش ہوا۔

پھر ارسطولیس نے سبطس سے کہا کہ اے باپ! میں چاہتا ہوں کہ تو میری طرف سے بطور ایلچی کے عربوں کے پاس جائے، ان سے گفتگو کر کے ان کے مقصد کو سمجھے کہ وہ کیا چاہتے ہیں لڑائی یا صلح اگر صلح چاہتے ہیں تو۔۔۔۔۔۔۔۔

ان کے جو قیدی میرے پاس ہیں میں انہیں ان کے حوالہ کر دوں گا اور انہیں کچھ مال بھی دوں گا اور ہمارا آپس میں معاہدہ ہو جائے کہ نہ وہ ہمیں چھیڑیں اور نہ ہم ان کو چھیڑیں گے۔

سبطس نے کہا کہ اے ارسطولیس میں ایلچی بن کر جانے کو تیار ہوں لیکن اے بادشاہ! میں نے اگلی کتابوں میں پڑھا ہے کہ،،،،،،،،،،،،،،،

اللہ تعالیٰ آخری زمانہ میں مکہ شریف کی سرزمین پر نبی عربی کو مبعوث فرمائے گا۔ اور وہ پوری روئے زمین کے مالک ہوں گے۔ اور دنیا کے خزانوں کی طرف متوجہ نہیں ہوں گے۔ اور ان کے صحابہ بھی ان کی سنت پر سختی سے عمل کریں گے۔

لہٰذا اے بادشاہ! میں چاہتا ہوں کہ ایلچی بن کر جانے سے پہلے میں ان مسلمانوں کا امتحان لے لوں۔ ارسطولیس نے کہا تجھے اختیار ہے کہ تو جس طرح چاہے انہیں آزمائے۔

سبطس نے ارسطولیس سے کہا کہ اپنے خادموں کو حکم دے کہ وہ تیری سواریوں میں سے ایک خچر کو سنہری جڑاؤ والی خوبصورت زین پوش سے آراستہ کریں، اسے سنہری لگام لگادیں اور اس کے گلے میں جواہرات یاقوت اور قیمتی موتیوں کی حمیلیں ڈال دیں اور پھر اس خچر کو مسلمانوں کے لشکر کی طرف چھوڑ دیں

اگر مسلمان اس خچر کو لے لیں تو جان لینا کہ یہ دنیا کے طالب ہیں اور ان کی یہ لڑائی دنیا کے لئے ہے اور اگر وہ اس خچر کو تیرے لشکر کی طرف واپس کردیں تو سمجھ لینا کہ اللہ تعالیٰ کی خوشی اور آخرت کے طالب ہیں۔

چنانچہ ارسطولیس نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ سبطس کے کہنے کے مطابق عمل کریں۔ چنانچہ اس کے سپاہیوں نے ایک خچر کو اسی طرح آراستہ کرکے مسلمانوں کے لشکر کی جانب روانہ کردیا۔ اس دن اسلامی لشکر کی پہرہ داری پر حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ جب آپ نے اس خچر کو اپنی جانب آتے ہوئے دیکھا تو ہنسے اور کہا-----------

دشمنان خدا ہمیں آزمارہے ہیں کہ ہم طالب دنیا ہیں یا طالب آخرت، خدا کی قسم! ہم میں سے ایسا کوئی نہیں ہے جو دنیا کی طرف رغبت کرے۔ پھر آپ نے یہ آیت کریمہ پڑھی :

اِعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا الۡحَیٰوةُ الدُّنۡیَا لَعِبٌ وَّلَهۡوٌ وَّزِیۡنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَیۡنَکُمۡ وَ تَکَاثُرٌ فِی الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَوۡلَادِ	جان لوکہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور آرائش اور تمہارے آپس میں بڑائی مارنے والا مال اور اولاد ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا

یہ آیت کریمہ پڑھنے کے بعد آپ نے خچر کی لگام پکڑی اور اس کو لاکر قبطیوں کے لشکر کی طرف چھوڑ دیا۔

یہ حال دیکھنے کے بعد ارسطولیس کا چہرہ اتر گیا اور کہا خدا کی قسم!

یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے غلبہ دیا ہے اور ہم خوار و ذلیل ہو گئے ہیں۔ یقیناً میرا باپ دانا تھا اور مسلمانوں کے حال سے آگاہ تھا۔

پھر ارسطولیس نے سبطس کو بطور ایلچی کے مسلمانوں کی جانب روانہ کیا۔ چنانچہ سبطس تنہا پیدل اسلامی لشکر کی جانب روانہ ہوا۔ چنانچہ جب وہ اسلامی لشکر کے قریب ہوا تو حضرت شرحبیل بن حسنہ نے سبطس سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کس غرض سے آئے ہو؟ سبطس نے جواب دیا کہ میں ارسطولیس بادشاہ کا ایلچی ہوں اور مسلمانوں کے سردار سے ملنا چاہتا ہوں۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سبطس کو ساتھ لیا اور حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیمہ کی جانب چل پڑے۔

جب سبطس اسلامی لشکر میں داخل ہوا تو اس نے مسلمانوں کی حالت کو غور سے دیکھنا شروع کیا۔

تو اس نے دیکھا کہ کوئی نماز پڑھ رہا ہے کوئی تلاوت قرآن کریم کر رہا ہے کوئی ذکر میں مشغول ہے، وہ آرام و سکون سے ہیں اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان پر غیب سے نور کی بارش ہو رہی ہے۔ بے ساختہ کہہ اٹھا یہ وہ قوم ہے جنہوں نے اللہ کی خوشی کے لئے دنیا کو چھوڑ دیا ہے۔

پھر جب سبطس حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خیمہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ

آپ زمین پر بیٹھے ہیں اور صحابہ کی ایک جماعت آپ کے گرد بیٹھی ہے۔ سبطس پہچان نہ سکا کہ ان میں مسلمانوں کا سردار کون ہے تو اس نے پہلے تو سلام کیا پھر کہا۔۔۔۔۔۔۔۔

سبطس .... تم میں سردار کون ہے؟

حضرت خالد بن الولید...... مسلمان مجھے ایسا ہی سمجھتے ہیں جب تک میں حق پر قائم رہوں اور شریعت کی پابندی کروں۔

سبطس .... خدا کی قسم! تم وہ قوم ہو کہ تمہارے نبی کی بشارت عیسیٰ بن مریم نے دی ہے، حق تمہارے ساتھ ہے جو تم سے کبھی جدا نہ ہوگا۔

پھر حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سبطس کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ سبطس بیٹھ گیا پھر اس طرح گفتگو شروع ہوئی۔

سبطس .... اے گروہ عرب! مجھے اپنے نبی کے حال اور حسب ونسب سے آگاہ کرو

حضرت خالد بن الولید...... اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم میں سے عرب کو برگزیدہ کیا پھر عرب سے مضر اور پھر مضر سے کنانہ کو پھر کنانہ سے قریش کو پھر قریش سے ہاشم کو پھر ہاشم سے عبدالمطلب کو پھر عبدالمطلب سے عبداللہ کو پھر عبداللہ سے حضور محمد رسول ﷺ کو۔

سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے سبطس ہمارے نبی ﷺ نے خود اپنے متعلق اس طرح ارشاد فرمایا ہے :

كُنْتُ نَبِيًّا وَّآدَمُ بَيْنَ الْمَآءِ وَالطِّيْنِ

میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام مٹی اور پانی کے درمیان تھے۔

اور یہ بھی فرمایا :

لَمَّا خلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى الْعَرْش كَتَبَ عَلٰى سَاقِ الْعَرْشِ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَلَمَّا وَقَعَ اٰدَمُ فِى الزِّلَّةِ وَاُخْرِجَ مِنَ الْجَنَّةِ رَاٰى مَكْتُوْباً عَلٰى سَاقِ الْعَرْشِ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اٰدَمُ مَنْ هٰذَا مُحَمَّدٌ قَالَ وَلَدُكَ.. يَا اٰدَمُ الَّذِىْ اَوْلَاهُ لَمَّا خَلَقْتُكَ . قَالَ اٰدَمُ بِحُرْمَةِ هٰذَا الْوَلَدِ اِرْحَمِ الْوَالِدَ . قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَ جَلَّ لَوْ شَفَعْتَ اِلَيْنَا بِمُحَمَّدٍ فِى اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِيْنَ لَشَفَعْنَاكَ.	جب اللہ تعالیٰ نے عرش اعظم کو پیدا فرمایا تو ساق عرش پر اپنی قدرت سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا پھر جب آدم علیہ السلام سے لغزش واقع ہوئی اور جنت سے دنیا میں تشریف لائے تو ساق عرش پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا تو عرض کیا پرور دگار عالم یہ محمد کون ہیں؟ رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم یہ تمہارے بیٹے ہیں اگر وہ نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدا نہ فرماتا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا اے رب! بیٹے کے وسیلے سے باپ پر رحم کر ارشاد باری تعالیٰ ہوا اے آدم! اگر تم ہم سے میرے محبوب محمد رسول اللہ کے وسیلے سے تمام اہل آسمان اور اہل زمین کے لئے شفاعت طلب کرتے تو میں قبول فرماتا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے فرمایا :

اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ — بیشک اللہ آدمیوں پر بہت مہربان مہر والا ہے۔

اور اپنے نبی محترم کے لئے فرمایا :

بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ — مسلمانوں پر کمال مہربان۔

اوررب تعالیٰ نے اپنے حبیب کے ذکر کو بلند فرمایا ہے، ارشاد فرماتا ہے :

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ — اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کردیا۔

اوررب تعالیٰ کا اپنے حبیب کے لئے یہ بھی ارشاد ہے :

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ — جس نے رسول کا حکم مانا اس نے اللہ کا حکم مانا۔

اورحدیث قدسی ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے :

یَا مُحَمَّدُ لَا اُذْکَرُ اَوْ تُذْکَرُ وَلَا عُرِفْنَا اَوْ تُعْرَفُ وَمَنْ سَبَّکَ فَقَدْ سَبَّنِیْ وَمَنْ مَجَّدَکَ فَقَدْ مَجَّدَنِیْ وَمَنْ اَنْکَرَ بِنُبُوَّتِکَ فَمَا عَرَفَنِیْ وَاَنَا اَقْسِمُ بِنُبُوَّتِکَ اِنْ جَاحَدُوْاکَ وَخَالَفُوْاکَ عَلَیْھَا ..	جب تک تمہارا ذکر نہ کیا جائے میرا ذکر مقبول نہ ہوگا، جب تک کوئی تمہیں نہ پہچانے گا مجھے نہیں پہچان سکتا، جس نے تمہاری شان میں گستاخی کی اس نے میری شان میں گستاخی کی، اور جس نے تمہاری تعریف کی اس نے میری تعریف کی، جس نے تمہارا انکار کیا اس نے میرا انکار کیا اور مجھے نہ پہچانا اور میں تمہاری نبوت کی قسم یاد فرماتا ہوں چاہے کافر کتنا ہی انکار و مخالفت کریں۔

اوررب تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :

وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلاً قُلْ کَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْداً بَیْنِیْ وَ بَیْنَکُمْ — کافر کہتے ہیں تم رسول نہیں تم فرماؤ اللہ گواہ کافی ہے تم میں اور مجھ میں

اوراللہ تعالیٰ یہ بھی ارشاد فرماتا ہے :

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيداً مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ   اللہ کافی ہے گواہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔

جب سبطس نے حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان پاک سے اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کے یہ فضائل سنے تو بے ساختہ کہہ اٹھا-----------

اللہ کی قسم! اس شخص نے نجات پائی جس جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی کی۔ اور وہ شخص رسوا ہوا جس نے آپ کا انکار کیا۔ پھر سبطس نے حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر تجدید اسلام کی اور از اول تا آخر اپنا پورا حال بیان کیا۔

حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام مسلمان سبطس کے مسلمان ہونے سے بہت خوش ہوئے پھر حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سبطس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ تم کس کام سے آئے ہو؟ حضرت سبطس نے بتایا کہ میں ارسطولیس کی طرف سے ایلچی بن کر آیا ہوں کہ وہ تم سے صلح کرنا چاہتا ہے وہ بھی اس طریقہ پر کہ تمہارے جو قیدی اس کے پاس ہیں وہ انہیں رہا کردے اور تم لوگ یہاں سے واپس چلے جاؤ۔

حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سبطس سے بتایا کہ ہم نے ان قیدیوں کو چھڑا لیا اور ارسطولیس کے دو ہزار فوجیوں میں سے سات سو کو ہم نے قتل کردیا ہے اور باقی تیرہ سو ہماری قید میں ہیں۔ پھر ان قیدی قبطیوں کو بلا کر سبطس کو دکھا بھی دیا، ان قبطی قیدیوں میں سے بعض نے اسلام قبول کرلیا اور باقی اپنے دین پر رہے۔

سبطس یہ سب حالات دیکھنے کے بعد حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام کیا اور رخصت ہوگیا اور واپس جا کر ارسطولیس کو آنکھوں دیکھا سب حال بتایا۔ سبطس کی زبانی حالات سن کر

ارسطولیس کو اپنے زوال کا یقین ہو گیا پھر بھی اس نے اپنے آپ کو جھوٹی تسلی دیتے ہوئے اپنے ارکان سلطنت سے کہا کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ارض برقا کے حاکم کیماؤس کا لشکر عنقریب پہونچنے والا ہے۔لہٰذا تم ان مسلمانوں سے اچھی طرح لڑو جیسا لڑنے کا حق ہے اور مسیح تمہاری مدد کریں گے۔

رات کا وقت تھا اور ارسطولیس بے چینی کے عالم میں بستر پر کروٹیں بدل رہا تھا کہ کچھ دیر کے لئے اسے نیند آ گئی تو خواب میں دیکھتا ہے کہ،،،،،،،،،،،،

ایک شخص سرخ وسفید جن کا سینہ چوڑا ہے اور بہت خوبصورت ہیں اور انہیں کے ساتھ ایک شخص اور ہیں جن کا حسن و جمال اور خوبصورتی اور نورانیت بے مثال ہے تشریف لائے۔اور وہ جن کا سینہ چوڑا ہے انہوں نے کہا کہ میں عیسیٰ بن مریم ہوں اور یہ میرے ساتھ وہی نبی عربی جناب محمد رسول اللہ ﷺ ہیں جن کی میں نے بشارت دی تھی۔اور یہ سید الانبیاء والمرسلین اور خاتم النبیین ہیں۔جو ان پر ایمان لائے گا نجات پائے گا اور جو انکار کرے گا وہ رسوا اور ذلیل ہوگا۔

اے ارسطولیس! ہم لشکر اسلام کی مدد کرنے آئے ہیں اور ہمارا قیام اس قبے میں ہے جو برج کے اوپر ہے۔

اسکندریہ کو اسکندر بادشاہ نے بسایا تھا اور اس کا نام اپنے نام پر رکھا تھا۔اسکندر نے جب اسکندریہ

میں اس برج کو بنایا تھا تو اس برج پر ایک قبہ بنایا تھا جس میں حضرت خضر علیہ السلام کا قیام رہتا ہے۔ اور اسی برج میں ایک دروازہ بھی بنایا تھا جسکا نام باب الاخضر رکھا تھا اور یہ دروازہ قیامت تک باقی رہے گا۔

ارسطولیس یہ خواب دیکھنے کے بعد جب بیدار ہوا تو خوف سے اس کا دل لرز رہا تھا۔ جب صبح ہوئی تو اس نے اپنے ارکان سلطنت کو بلایا اور ان سے اپنا خواب بیان کیا تو ان لوگوں نے کہا کہ اس خواب کا کوئی اعتبار نہیں۔ حضرت مسیح بھلا نبی عربی کے ساتھ کیسے آسکتے ہیں اس لئے کہ نبی عربی تو حضرت مسیح کے دشمن ہیں۔ اے بادشاہ! تو جنگ کے لئے ہمیں حکم دے ہم مسلمانوں سے اچھی طرح جنگ کریں گے۔

اپنے ارکان سلطنت کے کہنے پر ارسطولیس نے جنگ کا نقارہ بجوادیا اور قبطی فوجیں میدان میں صف بستہ ہوگئیں۔

جب مسلمانوں نے دیکھا کہ قبطی میدان جنگ میں صف بستہ ہوگئے ہیں تو مسلمانوں نے بھی میدان جنگ میں اپنی صفیں درست کرلیں اور جنگ کے لئے تیار ہوگئے۔

جب دونوں طرف سے صف بندی مکمل ہوگئی تو ارسطولیس اچھے عربی گھوڑے پر سوار سونے کی قیمتی زرہ پہنے ہتھیار لگائے میدان میں نکلا اور دونوں صفوں کے بیچ میں کھڑا ہوگیا اور فصیح عربی زبان میں کہنا شروع کیا۔

اے مسلمانو! ہم تم سے لڑنا نہیں چاہتے، تم نے ہمارے ملک کے اکثر حصہ پر قبضہ کرلیا اب تھوڑا ہمارے پاس باقی رہا ہے لہٰذا اگر تم ہم سے صلح کرنا چاہو تو ہم صلح کرنے کے لئے تیار ہیں، ایسی صلح جو تم کو بھی فائدہ پہونچائے گی اور ہمارے لئے بھی مفید ہوگی۔ اور اگر لڑنا چاہوگے تو ہم تم سے لڑیں گے اور تم کو تمہاری پستوں کی طرف پھیر دیں گے اور تم ذلت کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگنے والے ہوگے،

کیونکہ جس کسی نے ہمارے دین سے ٹکرانے کی کوشش کی وہ ذلیل ہوا اور شکست اٹھائی ،اس لئے کہ ہم ایسی قوم ہیں جس کے پاس کنیسے ،صومعے ،قس ،رہبان، انجیل ،مذبح ،اور صلبان ہیں ۔تمہارے پاس اس کا کیا جواب ہے۔

ارسطولیس کی لاف زنی سن کر حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان میں نکلے اور ارسطولیس کو ڈانٹتے ہوئے کہا---------

اے ارسطولیس ! تجھ پر خدا کا قہر نازل ہو، ہم پر اپنی بڑائی جتانے آیا ہے، شرک وکفر میں مبتلا ہے اور برتری ثابت کر رہا ہے ، ہم وہ قوم ہیں جس کے پاس ایمان ہے، تقویٰ ہے ،اور ہمیں خدا و رسول کی خوشی حاصل ہے۔ ہمارے پاس قبلہ ہے، قرآن ہے، حج ہے، نماز ہے، روزہ ہے، ہمارا دین سب دینوں سے بہتر ہے اور سچا ہے۔

حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ دیر دلائل کے ساتھ دین اسلام کی صداقت حقانیت اور عیسائیوں کے باطل ہونے پر تقریر کرتے ہوئے آخر میں فرمایا کہ اے ارسطولیس ! ہم وہ لوگ ہیں کہ ہم میں اللہ کے ایسے بھی مقرب بندے ہیں کہ

اگر وہ کہدیں کہ اے اللہ اسکندریہ کے شہر پناہ کی دیوار کو ریزہ ریزہ کردے تو رب تعالیٰ اپنے کرم سے ان کے قول کو پورا کردے گا۔

اتنا کہنے کے بعد آپ نے اپنے ہاتھ سے اسکندریہ کی شہر پناہ کی دیوار کی طرف اشارہ کیا تو پوری دیوار ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر آرہی اور پورا شہر نظر آنے لگا۔

یہ منظر دیکھ کر ارسطولیس کا دل کانپنے لگا اور وہ اپنے لشکر میں واپس آگیا بلکہ ارسطولیس کا پورا لشکر خوف زدہ ہو گیا اور میدان جنگ سے پلٹ کر اپنے خیموں میں آگیا اور لڑائی کا ارادہ ترک کر دیا۔ قبطیوں کو واپس ہوتے دیکھ کر مسلمان بھی اپنے خیموں میں واپس آگئے یہ سوچ کر کہ شاید آج قبطی کسی وجہ سے جنگ نہیں کرنا چاہتے۔

دن گذر جانے کے بعد ارسطولیس نے بڑی راز داری سے اپنے اہل وعیال اور اپنا شاہی خزانہ لونڈی غلام اور خاص خاص ارکان سلطنت کو لیا اور رات کی تاریکی میں کشتیوں کے ذریعہ **"جزرۂ افریطش"** کی جانب روانہ ہو گیا۔

جب صبح ہوئی اور اسکندریہ کے لوگوں کو علم ہوا کہ ارسطولیس بھاگ گیا تو شہر میں ہر طرف شور وغل مچ گیا، پھر شہر اسکندریہ کے **رؤسا امراء** اور **دانشور** جمع ہوئے اور آپس میں مشورہ کیا کہ جس طرح بھی ممکن ہو مسلمانوں سے صلح کر لی جائے یہی ہمارے لئے بہتر ہو گا۔

چنانچہ شہر اسکندریہ کے معتمد لوگوں کی ایک جماعت اسلامی لشکر میں آئی اور حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی۔ حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکندریہ سے آنے والے لوگوں سے کہا کہ تم میں جو عربی جانتا ہو وہ آگے آئے تا کہ گفتگو میں آسانی ہو۔ چنانچہ جو لوگ

عربی جانتے تھے وہ آپ کے سامنے آ کر بیٹھ گئے اور گفتگو شروع ہو گئی۔

صلح کی گفتگو اور شرائط مکمل ہو جانے کے بعد اسکندریہ کے لوگوں نے حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ اپنے آدمیوں میں سے کسی ایک آدمی کو مقرر کر دیں تا کہ وہ جزیہ کی رقم جو طے ہوئی وصول کر لے۔ حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ مجھے تمہاری قوم کا حال معلوم نہیں کہ کون امیر ہے اور کون غریب ہے لہٰذا تم اپنے لوگوں میں کسی معتمد شخص کو جزیہ کی رقم وصول کرنے پر مقرر کر دو ہمارا بھی ایک آدمی اس کے ساتھ رہے گا۔

ان لوگوں نے حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے اسکندریہ کے رئیسوں میں سے ایک رئیس کو اس کام کے لئے منتخب کیا جس کا نام شعیا بن مشامش تھا۔ حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی طرف سے حضرت قیس بن سعد کو مقرر فرمایا اور ان دونوں لوگوں کو حکم دیا کہ

> شہر میں جو لوگ محتاج ہوں، غریب ہوں، اور بیوہ عورتوں، یتیم بچوں کو چھوڑ دیا جائے اور کسی پر کسی قسم کا ظلم نہ کیا جائے اس لئے کہ ظلم اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نیکی اور عدل کو پسند فرماتا ہے۔

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ شعیا بن مشامش کے ساتھ جزیہ کی وصولیابی کرتے ہوئے ایک ایسے شخص کے پاس پہونچے جو اسکندریہ کے رئیسوں میں شمار ہوتا تھا، جب اس سے ایک دینار جزیہ کا مطالبہ کیا تو اس نے کہا کہ مجھے مرنا پسند ہے لیکن میں عربوں کو کچھ مال دوں یہ مجھ سے نہ ہو سکے گا۔ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شعیا بن مشامش نے اسے بہت سمجھایا لیکن وہ برابر انکار کرتا رہا۔ شعیا بن

مشامش نے کہا کہ اسکندریہ شہر کے اکثر لوگ جانتے ہیں کہ اس شہر میں تجھ سے بڑھ کر کوئی غریب محتاج نہ تھا کہ بظاہر دنیا کی کوئی چیز تیرے پاس نہ تھی، اللہ تعالیٰ نے تجھے نوازا اور آج تو اسکندریہ کے رئیسوں میں شمار ہوتا ہے پھر ایسی ناشکری کی باتیں کر رہا ہے۔

اس منحوس بخیل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر کوئی احسان وکرم نہیں ہے کہ مجھے مال دیا بلکہ یہ مال مجھے اپنے باپ دادا سے ملا ہے۔ یہ سن کر شعیا بن مشامش نے کہا ملعون تجھ پر خدا کی لعنت ہو اور وہ تجھے ذلیل ورسوا فرمائے۔

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سخت غصہ آیا، آپ اس کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے، آپ کے ہاتھ میں جو لکڑی تھی ایک لکڑی اسے ماری اور کہا :

اے خدا اور رسول کے دشمن تو جھوٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے۔ وہی سب کو روزی عطا فرماتا ہے۔ پھر اس کے حق میں اس کی ہلاکت کی اس طرح دعا کی۔۔۔۔۔۔۔۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّهُ اَجْحَدَ بِنِعْمَتِكَ وَ كَفَرَ بِهَا فَاَزِلْهَا عَنْهُ	اے میرے اللہ! اس نے تیری نعمت کا انکار کیا اور تیری ناشکری کی، اپنی نعمت کو اس سے چھین لے۔

اس منحوس بخیل کے حق میں حضرت قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعاء ہلاکت کا یہ اثر ہوا کہ دو ہی دن میں اس کی ساری بکریاں مر گئیں، سارے باغ سوکھ گئے، سارا مال تباہ و برباد ہو گیا، اور اس کے سارے مکان گر پڑے۔

جب حضرت قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کی بربادی کی اطلاع ملی تو آپ نے کہا اللہ اکبر یہ

بات اسی طرح ہے جو میں نے اللہ کے پیارے رسول ﷺ سے سنی تھی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پہلو میں بیٹھے تھے۔

حضرت قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں تین شخص تھے ایک کوڑھی جس کا پورا بدن سفید تھا دوسرا گنجا اور تیسرا اندھا۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے اس نے انہیں آزمانے کے لئے ایک فرشتہ کو بھیجا۔ فرشتہ آیا اور کوڑھی سے کہا کہ تجھے کیا چیز پسند ہے؟ کوڑھی نے کہا کہ میرا کوڑھ کا مرض دور ہو جائے اور میرا بدن خوبصورت ہو جائے۔ فرشتے نے اس کے بدن پر ہاتھ پھیرا اس کوڑھی کو شفا ہوگئی۔ پھر فرشتے نے پوچھا تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا اونٹ۔ فرشتے نے دس مہینے کی ایک حاملہ اونٹنی اسے دی اور کہا اللہ تجھے برکت دے۔

پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس آیا اس سے پوچھا تو کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا میرا گنجا پن دور ہو جائے۔ فرشتے نے اس کے بدن پر بھی ہاتھ پھیرا وہ بھی ٹھیک ہو گیا۔ پھر پوچھا کہ تجھے کون سا مال پسند ہے؟ اس نے کہا گائے۔ فرشتے نے اسے ایک حاملہ گائے دی اور کہا اللہ تجھے برکت دے۔

پھر وہ فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور پوچھا تو کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا میری آنکھیں روشن ہو جائیں۔ فرشتے نے اس کے بدن پر بھی ہاتھ پھیرا اس کی آنکھوں میں بینائی آگئی۔ پھر پوچھا کہ تجھے کون سا مال پسند ہے؟ اس نے کہا بکری۔ فرشتے نے اسے ایک حاملہ بکری دی اور دعا دی کہ اللہ تجھے برکت دے۔

کچھ دنوں میں یہ تینوں مالدار ہو گئے۔ پھر فرشتہ ایک سائل کے لباس میں پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور کہا:

اللہ نے تجھے کوڑھ کے مرض سے نجات دی تیرا بدن خوبصورت ہو گیا، تو غریب تھا اس نے تجھے مال دیا، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں مجھے کچھ دے۔

اس شخص نے کہا مجھ پر حقداروں کے حقوق بہت ہیں، میں تجھے نہیں دے سکتا۔

اس فرشتے نے کہا میں تجھے پہچانتا ہوں تو پہلے کوڑھی تھا اللہ تعالیٰ نے تجھے شفا دی، تو محتاج تھا تجھے مال عطا فرمایا۔

اس شخص نے ناشکری کرتے ہوئے کہا کہ میں محتاج نہیں تھا، میں اپنے باپ دادا سے مال کا وارث ہوا ہوں۔

فرشتے نے کہا :

تو جھوٹا ہے، تو جیسا تھا اللہ تعالیٰ تجھے ویسا ہی کر دے۔ وہ شخص پھر اسی وقت کوڑھی ہو گیا اور اس کا سارا مال ختم ہو گیا۔

پھر فرشتہ گنجے کے پاس آیا اور جس طرح کوڑھی سے کہا تھا اس سے بھی کہا۔ اس شخص نے بھی ویسا ہی جواب دیا جیسا جواب کوڑھی نے دیا تھا۔ فرشتے نے کہا :

تو جھوٹا ہے، اللہ تعالیٰ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا تو پہلے تھا۔ وہ شخص بھی اس وقت گنجا ہوا گیا اور اس کا بھی سارا مال ختم ہو گیا۔

پھر فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور جس طرح کوڑھی اور گنجے سے کہا تھا ویسے ہی اندھے سے کہا۔

اس شخص نے کہا کہ تو نے سچ کہا۔

بیشک میں اندھا تھا میرے رب نے مجھے بینائی عطا فرمائی، میں غریب تھا مجھے مال عطا فرمایا۔ اے سائل تو جتنا مال چاہے میرے مال میں سے اللہ کی راہ میں لے لے۔

فرشتے نے کہا :

اے شخص! میں مال کے لئے نہیں آیا میں تو آزمائش کے لئے آیا تھا، تیری شکر گذاری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہے اور ناشکری کی وجہ سے تیرے دونوں ساتھیوں پر ناراض ہے۔

جزیہ کا مال اکٹھا ہو جانے کے بعد حضرت سیدنا خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہر اسکندریہ میں داخل ہوئے، وہاں کے لوگوں کی مرضی سے جہاں ان کا بڑا کنیسہ تھا جامع مسجد تعمیر کی پھر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھ کر اسکندریہ کی فتح کی خبر دی۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کا خط ملا تو آپ نے مصر میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاکم مقرر کیا اور خود اسکندریہ تشریف لائے۔ یہاں آکر حالات کا جائزہ لیا، ایک عالیشان مسجد بھی تعمیر کی جو آج بھی جامع عمرو بن العاص سے مشہور و موجود ہے۔

کچھ دنوں کے بعد - الرشید - القوۃ - محلّہ - دمیرہ - سمنود - بحیرہ - وغیرہ کے لوگوں نے بھی آکر صلح کر لی۔

کو حضرت مقداد بن الاسود الکندی کی قیادت میں دمیاط کی جانب روانہ کیا۔

دمیاط کا حاکم مقوقس بادشاہ مصر کا ماموں **''ہامرگ''** تھا۔ اس کے بارہ بیٹے تھے اور اس کے ہر بیٹے کے ساتھ پانچ سو جنگجو قبطی تھے اور اس نے مصر و اسکندریہ وغیرہ کے حالات سن کر دمیاط کے قلعہ کو ہر طرح مضبوط و محفوظ کر لیا تھا۔ جب اس نے ان چالیس صحابہ کرام کو دیکھا تو ہنسا اور کہا۔۔۔۔۔۔۔

عرب لوگ عقل کے کمزور اور ناقص رائے والے ہیں۔

جب ہامرگ نے ان چالیس صحابہ کرام کو دیکھا تو اس نے فوراً قلعہ سے باہر نکل کر صف بندی کی اور چاہا کہ ایک ہی حملہ میں ان چند صحابہ کرام کو ختم کر دے۔

جب مسلمانوں نے دیکھا کہ ہامرگ نے اپنے لشکر کو لے کر صف بندی کر لی ہے اور لڑائی پر آمادہ ہے تو مسلمانوں نے بھی اپنی صف درست کر لی اور لڑائی کے لئے تیار ہو گئے۔

دونوں طرف سے صف بندی ہو جانے کے بعد سب سے پہلے **ہامرگ** کا بیٹا جس کا نام ''ہربز'' تھا اور یہ ہامرگ کے بیٹوں میں سب سے زیادہ بہادر اور جنگجو مانا جاتا تھا میدان میں نکلا اور اپنے گھوڑے کو میدان میں دوڑانے کے بعد اپنا مقابل طلب کیا۔

مسلمانوں کی طرف سے اس کے مقابلہ کے لئے حضرت ضرار بن الازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نکلے اور پہلے ہی حملہ میں آپ نے ایسا نیزہ مارا کہ وہ سینہ کو پار کرتا ہوا پیٹھ کے پیچھے نکل گیا اور ہربز مردہ ہو کر گھوڑے سے زمین پر آ پڑا۔ پھر حضرت ضرار بن الازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہامرگ کے لشکر پر حملہ کیا اور اسے شہر پناہ کی دیوار تک ڈھکیل دیا۔ ہامرگ حضرت ضرار بن الازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حملوں کی شدت دیکھ کر گھبرا گیا اور پناہ مانگنے لگا۔ پھر اپنے لڑکوں اور لشکر کو لیکر قلعہ میں داخل ہو گیا اور دروازے بند کرا لئے۔

قلعہ بند ہونے کے بعد ہامرگ نے اپنے ارباب حکومت کو اپنے محل میں جمع کیا اور پوچھا کہ ان

آنے والے عربوں کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے جو ہم سے لڑنے اور ہمارے شہر پر قبضہ کرنے آئے ہیں؟ ان سب نے جواب دیا کہ رائے وہی بہتر ہے جو رائے تو دے۔ ہامرگ نے کہا کام جو بھی کرنا ہے رائے اور تدبیر سے کرنا ہے تا کہ ہم سب تباہی اور ہلاکت سے بچیں۔

اسی محفل میں ایک قابل حکیم بھی تھا۔ ہامرگ اس کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ اے دانا حکیم! ان مسلمانوں کے بارے میں تیری کیا رائے ہے؟ اس دانا حکیم نے کہا۔۔۔۔۔۔۔۔

اے بادشاہ! ہمارا ملک ملک شام سے بڑا نہیں اور قیصر روم سے زیادہ ہمارے پاس طاقت و رفوجیں نہیں اور تو دیکھ رہا ہے کہ مسلمان جدھر جاتے ہیں انہیں غلبہ حاصل ہوتا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ کوئی انہیں زیر نہیں کر سکے گا اس لئے کہ وہ حق پر ہیں لہٰذا میری رائے یہی ہے کہ تو ان سے صلح کر لے، تو اور تیرے ساتھ ہم سب اور ہمارے مال و اسباب سب سلامت رہیں اور جو کچھ وہ جزیہ کے طور پر لینا چاہیں انہیں دے دیا جائے تا کہ ہم اپنے شہر میں بے خوفی اور سکون سے رہ سکیں۔

جب ہامرگ نے اس دانا حکیم کی یہ باتیں سنیں تو آپے سے باہر ہو گیا اور کہنے لگا اے حکیم! تیرا برا ہو میرا بیٹا مارا گیا اور تو مجھے صلح کا مشورہ دیتا ہے۔ اے جلاّد اس حکیم کی گردن مار دے۔

جب اس دانا حکیم نے دیکھا کہ ہامرگ مجھے یقیناً قتل کرا دے گا تو اس دانا حکیم نے باآواز بلند پڑھا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ بَرِیْءٌ مِّمَّا یُشْرِکُوْنَ. لَاشَرِیْکَ لَکَ وَلَا صَاحِبَۃَ لَکَ.

اے اللہ میں بیزار ہوں اس چیز سے جس میں یہ شریک مانتے ہیں، تیرا کوئی شریک نہیں نہ تیرے

وَلَا وَلَدَ لَکَ. اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ	لئے بیوی نہ تیرا کوئی بیٹا ہے۔ میں گواہی دیتا
اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً	ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی
عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ	دیتا ہوں حضور محمد رسول اللہ تیرے بندے اور رسول ہیں

ہامرگ نے جب اس دانا حکیم کی زبان سے یہ مبارک کلمات سنے تو طیش میں آیا کہ جلاد کا انتظار نہ کرتے ہوئے خود جوش میں اچھل کر کھڑا ہو گیا اور اس دانا حکیم کو شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون. جب درباریوں نے یہ منظر دیکھا تو خوفزدہ ہو گئے اور سب نے کسی قسم کی رائے دینے سے اپنی زبانیں بند کر لیں۔

ہامرگ نے اس دانا حکیم کو شہید کرنے کے بعد اپنی فوجوں کو حکم دیا کہ وہ شہر کے باہر خیمہ زن ہو جائیں کہ مسلمانوں سے جنگ ہو گی۔ چنانچہ اس کے حکم کے مطابق بادل ناخواستہ اس کی فوجیں شہر دمیاط کے باہر خیمہ زن ہو گئیں لیکن اس دن جنگ نہ ہوئی دن گذر گیا اور رات آ گئی۔

ہامرگ نے جن دانا حکیم کو شہید کیا تھا ان کا نام ''**زبرقان**'' تھا۔ ان کا ایک بیٹا تھا وہ بھی اپنے باپ کی طرح بہت قابل اور عقلمند تھا۔ اس نے جب سے سنا تھا کہ اس کے باپ کو ہامرگ نے شہید کر دیا ہے تو اس نے دل میں ٹھان لیا تھا کہ انشاء اللہ میں اس کا بدلہ ضرور لوں گا۔

حکیم زبرقان کا گھر شہر پناہ کی دیوار سے ملا ہوا تھا۔ چنانچہ رات کو اس دانا حکیم کے لڑکے نے اپنے مکان سے ملی ہوئی شہر پناہ کی دیوار میں کشادہ سوراخ کیا اور تنہا رات کی تاریکی میں مسلمانوں کے پاس آیا۔ مسلمانوں نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے بتایا کہ میں حکیم زبرقان کا بیٹا ہوں جس کو ہامرگ نے شہید کر دیا ہے۔ پھر پورا واقعہ تفصیل سے بتایا اور کہا کہ میرا مکان شہر پناہ کی دیوار سے ملا ہوا ہے، میں نے اس

میں کشادہ سوراخ بنالیا ہے، آپ لوگ چلیں اور اس سوراخ کے ذریعہ شہر میں داخل ہو کر شہر پر قبضہ کرلیں۔

حکیم زبرقان کے لڑکے کی گفتگو پر حضرت ضرار بن الازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یقین نہیں آرہا تھا کہ اتنے میں حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ،،،،،،،،،،،،،،،،،،،

اے ضرار بن الازور! رات میں نے خواب میں اللہ کے پیارے حبیب ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے۔ اللہ کے پیارے حبیب نے ہمیں دمیاط کی فتح کی بشارت دی اور یہ لڑکا میرے سامنے کھڑا یہی باتیں کررہا ہے اور اللہ کے پیارے رسول ﷺ اپنے دست مبارک سے اس کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں اور میں نے دیکھا کہ اس کی کمر میں چمڑے کا پٹا بندھا ہوا ہے جس میں چاندی کی کڑیاں لگی ہوئی ہیں

پھر حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے لڑکے اپنی کمر کے اوپر سے کپڑا اہٹا۔ جب لڑکے نے اپنی کمر کے اوپر سے کپڑا اہٹایا تو سب نے دیکھا کہ اس کی کمر سے چمڑے کا پٹہ بندھا ہوا ہے اور اس میں چاندی کی کڑیاں لگی ہوئی ہیں۔ اور اسی وقت اس لڑکے نے پڑھا :

اشهد ان لا اله الا الله و اشهد محمدا رسول الله

پھر یہ چالیس صحابہ کرام اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر اس لڑکے کے ساتھ اس جگہ آئے جہاں اس نے شہر پناہ کی دیوار میں سراخ بنایا تھا۔ صحابہ نے مل کر اس سوراخ کو اتنا کشادہ کرلیا کہ اپنے گھوڑوں کو لے کر اس سوراخ کے ذریعہ اس لڑکے کے مکان میں پہونچ گئے اور اس سوراخ کو مٹی اور پتھروں کے ذریعہ بند کردیا۔

پھر وہ لڑکا اپنے چچازاد بھائی اور رشتہ داروں کے پاس گیا جن کی تعداد اسّی کے قریب تھی ان سب

کو اپنی کارکردگی سے آگاہ کیا تو چونکہ وہ لوگ بھی حکیم زبرقان کے قتل کی وجہ سے ہامرگ سے متنفر ہو چکے تھے سب کے سب ان صحابہ کرام کے پاس آئے ملاقات کی اور سب نے مل کر یہیں رات گذاری۔

صبح کو جب ہامرگ شہر کے لوگوں اور اپنے لشکر کو لیکر شہر سے باہر میدان جنگ میں آیا اور سامنے مسلمانوں کو نہ دیکھا تو ہامرگ اور اس کے ساتھی جوش وخروش کے ساتھ شور کرنے لگے کہ مسلمان بھاگ گئے ہیں۔ ان کے شور وغل کی آواز سن کر صحابہ کرام اور حکیم زبرقان کے خاندان والوں نے جان لیا کہ لشکر اور لڑنے والے لوگ شہر کے باہر جا چکے ہیں اور شہر خالی ہے فوراً حکیم زبرقان کے لڑکے اور اس کے خاندان کے اسی آدمیوں نے جا کر شہر دمیاط کے دروازے کو بند کر لیا اور اس پر قابض ہو گئے۔ ادھر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے تکبیر وتہلیل کے نعرے بلند کرتے ہوئے شہر دمیاط پر قبضہ کر لیا۔

حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہر دمیاط پر قبضہ کرنے کے بعد حکیم زبرقان کے بیٹے اور اس کے عزیزوں کو شہر کی ذمہ داری سونپی اور خود صحابہ کرام کو اپنے ساتھ لیکر شہر دمیاط کے دوسرے دروازے سے جس کو **''باب التراخیم''** یعنی **''باب الجہاد''** کہتے ہیں نکل کر میدان جنگ میں ہامرگ کے لشکر کے سامنے صف بستہ ہو گئے۔

ہامرگ اپنے لشکر کے آگے اپنی صلیب کے نیچے کھڑا تھا اور اس کا لڑکا جس کا نام ''شطا'' تھا اس کے دائیں جانب کھڑا تھا۔

ہامرگ اپنے تمام لڑکوں میں اس لڑکے کو بہت چاہتا تھا اس لئے کہ اس کا یہ لڑکا شطا بہت صاحب علم اور متقی تھا۔

راہبوں کی صحبت میں رہتا تھا، بچپن سے اس وقت تک نہ اس نے شراب پی تھی نہ سور کا گوشت کھایا تھا نہ کسی تصویر کو سجدہ کیا تھا اور نہ ہی صلیب کو بوسہ دیا تھا اور نہ حرام کا مرتکب ہوا تھا۔

شطا اگلی قدیم کتابوں کا زبردست عالم تھا۔ اکثر و بیشتر اللہ کے پیارے حبیب ﷺ اور آپ کے صحابہ کی باتیں کیا کرتا تھا۔ آج جب میدان جنگ میں اپنے باپ کے دائیں جانب کھڑا ہوا اور صحابہ کرام کی جانب دیکھا ----------

تو قدرت نے اس کی آنکھوں سے پردے اٹھادئے دیکھا کہ صحابہ کرام پر ایک عظیم نور چمک رہا ہے پھر اچانک اس کی نگاہ آسمان کی جانب اٹھی تو آسمانوں کے بھی پردے اٹھے نظر آئے اور جو کچھ اسے نظر آیا تو اس پر غشی کی سی کیفیت طاری ہوگئی اور اپنے گھوڑے کی زین پر ہی جھک کر زین پر منہ رکھ دیا۔

شطا جب ہوش میں آئے تو ہامرگ نے ان کے قریب آکر پوچھا اے میرے بیٹے! تجھے کیا ہوا؟ شطا نے کہا کہ اے میرے باپ!

خدا کی قسم! مجھ پر حق واضح ہوگیا اور میں نے حقیقت ایمان کو جان لیا میں نے دیکھا کہ عربوں پر ایک بہت بڑا نور چھایا ہوا ہے اور میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ سنہرے لباس پہنے ہوئے ابلق (چتکبرے) گھوڑوں پر سوار ہیں اور ان کے ہاتھوں میں زرد نورانی جھنڈے ہیں۔

پھر میں نے دیکھا کہ زمین و آسمان کے بیچ میں کچھ نورانی گنبد بغیر کسی لگاؤ کے ٹھہرے ہوئے ہیں۔ ان گنبدوں میں بہت سے نورانی چہرے والے مردوں کو دیکھا جو انتہائی خوبصورت ہیں، اسی وقت کسی کہنے والے نے کہا کہ یہ وہ شہید لوگ ہیں جو خدا کی راہ میں قتل کئے گئے ہیں۔

پھر میں نے ایک بہت بڑے نورانی گنبد کو دیکھا اور اس میں ایک بہت ہی خوبصورت نورانی چہرے والی حور کو دیکھا اگر اس حور کا حسن دنیا والوں پر ظاہر ہو جائے تو سب دنیا والے حسرت و شوق میں مر جائیں۔

- پھر شطا نے کہا کہ میرے اللہ کا بڑا احسان و کرم کہ اس نے میری آنکھوں سے پردے اٹھا دئے اور میں نے حق کو پہچان لیا۔

اور میں گواہی دیتا ہوں

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ

- پھر شطا نے اسی وقت اپنے گھوڑے کا رخ صحابہ کرام کی جانب کیا اور اپنے لوگوں سے کہا کہ جس کو مجھ سے محبت ہے اور میرا ساتھ دینا چاہتا ہے وہ میرے ساتھ آ جائے اور خود صحابہ کرام کی جانب روانہ ہو گئے۔ کم و بیش ایک ہزار لوگ شطا کے کہنے پر اس کے ساتھ ہو گئے اور صحابہ کرام کے پاس چلے آئے۔ یہاں آ کر ان سب نے کلمہ پڑھا اور مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

- جب ہامرگ نے اپنے بیٹے شطا کی یہ حالت دیکھی تو اس پر بھی اثر ہوا اور اس نے یقین کیا کہ میرا بیٹا عقل و دانش اور پرہیزگاری میں بہت بہتر ہے اس نے جو کچھ کیا حق ہے۔

چنانچہ ہامرگ نے بھی اسی وقت کلمہ پڑھا اور صحابہ کرام کے پاس آ گیا۔

- ہامرگ کو کلمہ پڑھتے دیکھ کر اس کی اولاد، اس کے لشکر کے سردار، اس کے ارکان سلطنت وغیرہ نے کلمہ پڑھا اور مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ پھر شہر کے دروازے کھول دئے گئے اور صحابہ کرام ہامرگ اور شطا اور اس کے لشکر وغیرہ کے ساتھ شہر دمیاط میں داخل ہوئے۔

پھر حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دانا حکیم کے لڑکے کے مشورہ سے اس مکان کو ایک بڑے خوبصورت دروازے کی شکل میں بنوادیا جس مکان کے سوراخ کے ذریعہ آپ اور صحابہ شہر دمیاط میں داخل ہوئے تھے اور اس دروازے کا نام ''باب النعیم'' رکھا گیا حکیم کے لڑکے کے نام پر۔

پھر حضرت مقداد نے ایک صحابی جن کا نام یزید بن عامر تھا دمیاط میں مقرر کیا کہ وہ دمیاط کے ان مسلمان ہونے والے لوگوں کو شریعت کے مسائل سکھائیں اور خود وہاں سے اسکندریہ واپس آ گئے اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دمیاط کا پورا حال تفصیل سے بتایا جسے سن کر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے لوگ بہت خوش ہوئے۔ اور خدا کا شکر ادا کیا۔

بسم الله الرحمٰن الرحيم

نحمدهٗ ونصلّی علی رسوله الكريم

فتح جزیرۂ تینس ومضافات

☆ دمیاط فتح ہوجانے کے کچھ دن بعد حضرت ہامرگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت شطا کو بلایا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان کرم کہ ہم کو ایمان کی دولت سے نوازا اور جہنم کی آگ سے بچایا۔

میرے بیٹے! میری خواہش ہے کہ ''جزیرۂ قینس'' ہم سے قریب ہے اور وہاں صرف کشتیوں کے ذریعہ ہی پہنچنا ممکن ہے لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ وہاں کے حاکم ''ابو ثوب'' کو خط لکھوں اور اسے اسلام کی دعوت دوں اگر اسلام قبول کرے تو بہتر ہے ورنہ ہم اس سے جہاد کریں۔ حضرت شطا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے میرے باپ! تیری رائے بہت بہتر ہے ، ابوثوب کی طرف میں خود ایلچی بن کر جاؤں گا۔ حضرت ہامرگ نے کہا کہ اے میرے بیٹے! کوشش کر اللہ تعالیٰ تجھے کامیابی نصیب فرمائے۔

☆ چنانچہ حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت شطا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت شطا کے

چار غلام جزیرۂ تینس کی جانب روانہ ہوئے، جب خشکی کا راستہ طے کرنے کے بعد دریائے قینس کے کنارے پہونچے تو دریا کے گھاٹ پر مقرر پہرہ داروں نے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟

حضرت شطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ میں ہامرگ حاکم دمیاط کا لڑکا ہوں اور میرے ساتھ حضرت یزید بن عامر ہیں جو نبی عربی کے صحابی ہیں، باقی چار میرے غلام ہیں، میں حاکم جزیرۂ تینس ابوثوب کے پاس ایلچی بن کر آیا ہوں۔

☆ پہرہ داروں نے ابوثوب کو اطلاع کرائی کہ حاکم دمیاط ہامرگ کے ایلچی آئے ہیں جو تجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ ابوثوب نے اجازت دی کہ ان لوگوں کو ہمارے پاس پہونچا دیا جائے۔

☆ چنانچہ ایک چھوٹی سی کشتی کے ذریعہ حضرت شطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ نے دریا پار کیا اور ابوثوب کے محل تک پہونچ گئے۔ دربانوں نے ابوثوب کو اطلاع دی کہ ایلچی آ گئے ہیں تو اس نے حضرت شطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ کو اپنے دربار میں بلوایا۔ جب یہ حضرات ابوثوب کے دربار میں پہونچے تو ابوثوب نے سلام کرنے میں جلدی کی۔ حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے سلام کا جواب اس طرح دیا

اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی	اس پر سلامتی ہو جس نے ہدایت کا راستہ اپنایا
اِنَّا قَدْ اُوْحِیَ اِلَیْنَا اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰی مَنْ کَذَّبَ وَتَوَلّٰی	ہم کو حکم ہوا کہ اس پر عذاب ہے جو حق کو جھٹلائے اور پیٹھ پھیرے۔

☆ ابوثوب کے متعلق علامہ واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ یہ ان عربی النسل عیسائیوں میں سے تھا جو جزیرۂ عریش میں رہتے تھے۔ ابوثوب قبیلۂ غسان سے تھا اور یہ جبلہ بن ایہم غسانی کا

رشتہ دار بھی تھا۔ جب مسلمانوں نے ملک شام کو فتح کرلیا اور ہرقل قیصر روم ملک شام سے بھاگ کر قسطنطنیہ چلا گیا اور جبلہ بن ایہم غسانی بھی اپنے متعلقین کو لیکر جزائر کی طرف چلا گیا تو ابوثوب اپنے بھائی بندوں کو لیکر ''حفار'' کی سرزمین پر آیا اور عریش اور رَفح کے درمیان قیام کیا۔

☆ ایک دن مقوقس بادشاہ مصر اپنے ارکان سلطنت کے ساتھ شکار کے لئے نکلا اور اس علاقہ میں پہونچا جہاں ابوثوب کا قیام تھا۔ مقوقس بادشاہ مصر نے ایک ہرنی کے پیچھے گھوڑا دوڑایا لیکن ہرنی بچ گئی اور مقوقس بادشاہ گھوڑا دوڑاتا ہوا ابوثوب کی قیام گاہ تک پہونچ گیا۔ جیسے ہی ابوثوب کی نظر مقوقس پر پڑی لباس وغیرہ دیکھ کر یقین کرلیا کہ یہ شخص کہیں کا بادشاہ ہے فوراً اٹھا اور خوش آمدید کہکر اپنے خیمے میں لایا، تھوڑی ہی دیر میں مقوقس کا لشکر اور اس کے غلام وغیرہ بھی وہیں پہونچ گئے۔ ابوثوب نے مسلسل تین دن تک مقوقس اور اس کے ساتھیوں کو اپنے یہاں ٹھہرایا اور بڑی فراخ دلی سے ان کی دعوت کی، چوتھے دن مقوقس بادشاہ ابوثوب کے پاس سے رخصت ہوا اور اس کی مہمان نوازی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ میں تجھے اس خدمت کا صلہ ضرور دوں گا۔

☆ جب مقوقس بادشاہ مصر میں واپس آ گیا اور اپنے تخت شاہی پر بیٹھا تو اس نے اپنے وزیر کو حکم دیا کہ جزیرۂ تنیس اور اس کے مضافات کی جاگیر کی دستاویز لکھ کر ابوثوب کو روانہ کردی جائے۔ چنانچہ مقوقس کے وزیر نے بادشاہ کے حکم کے مطابق جزیرۂ تنیس اور اس کے مضافات کی جاگیر کی دستاویز کچھ غلام اور قیمتی تحفے ابوثوب کے لئے روانہ کردئے۔ جب ابوثوب کو یہ سب چیزیں مل گئیں تو جزیرۂ تنیس میں آکر آباد ہوگیا۔ اپنے بھائی ''ابامعینا'' کو ''جزیرۂ صدف'' کا حاکم بنایا۔ اپنے ''مضاض'' کو ''زبو'' پر حاکم بنایا اور اپنے خاص غلام ''قنیالو'' کو ''اُبالاج'' پر حاکم مقرر کیا۔

☆ ابوثوب کے متعلق اس مختصر سی تفصیل کے بعد اب آپ آگے کے واقعات پڑھیں۔ یہ تو آپ پڑھ

چکے ہیں کہ جب حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت شطا رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ اس کے پاس پہونچے تو اس نے سلام کرنے میں پہل ضرور کی لیکن اس کے بعد بڑے ہی متکبرانہ انداز میں اپنی جگہ بیٹھا رہا ان حضرات کی طرف نہ تو دیکھنا پسند کیا اور نہ ہی انہیں بیٹھنے کے لئے کہا۔

☆ ابوثوب کی یہ متکبرانہ حالت دیکھ کر حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی :

اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا	بیشک زمین کا وارث اللہ ہے اپنے بندوں
مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ	میں جسے چاہے مالک بنائے، اور آخرت
وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ٥	پرہیزگاروں کے ہاتھ ہے۔

☆ پھر اس کے بعد آپ بیٹھ گئے اور آپ کے پہلو میں حضرت شطا بیٹھ گئے۔ بیٹھنے کے بعد حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غور سے دیکھا تو سمجھ میں آیا کہ۔۔۔۔۔۔۔

ابوثوب جس تخت پر بیٹھا ہے وہ سونے کا ہے اور تخت میں کھجور کے ایک درخت کی تصویر اور اس درخت کے نیچے حضرت مریم علیہا السلام کی تصویر اس طرح ہے کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی گود میں لئے ہوئے ہیں۔

☆ اس تصویر کو دیکھنے کے بعد آپ نے سورۂ مریم شریف کی یہ آیتیں تلاوت فرمائیں :

فناداها من تحتها سے

والسلام على يوم ولدت ويوم ابعث حيا تک

☆ جب ان آیات کریمہ کی تلاوت سے حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فارغ ہوئے تو ابوثوب آپ کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھا کہ یہ کیسا کلام ہے؟ حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا یہ اللہ جل مجدہٗ کا کلام ہے جو اس نے اپنے پیارے نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمایا ہے۔

اور یہ ایسا کلام ہے کہ نہ اس کے کلمات مٹیں گے اور نہ کبھی اس کے عجائبات ختم ہوں گے۔

☆ پھر آپ نے ابوثوب کے کہنے پر ان آیات کریمہ کے معانی و مطالب بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمائے، پھر سرکار کے چند معجزات بیان فرمائے مثلاً یہ کہ--------

☆ ہمارے نبی محترم نے انگلی کے اشارے سے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا۔ ☆ سوسمار نے آپ کی نبوت کی گواہی دی ☆ پتھروں نے آپ کا کلمہ پڑھا ☆ اونٹ نے آپ سے فریاد کی۔

☆ ابوثوب مبہوت ہو کر رہ گیا لیکن تھوڑی دیر کے بعد بڑی ڈھٹائی سے کہنے لگا کہ تمہارے نبی نے جو معجزات دکھائے ہیں وہ ہمیں معلوم ہیں۔

وہ جادو تھا جو قدیم زمانے سے چلا آرہا ہے، اگر تمہاری یہ گفتگو سچی ہے تو اپنے نبی کے وسیلے سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ابھی پانی برسا دے ہم تمہیں سچا مان لیں گے اور تمہارے نبی پر ایمان لائیں گے۔

☆ حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے ابوثوب! اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جب میں اس کے حبیب کے وسیلے سے دعا کروں گا تو اپنے کرم سے وہ دعا قبول فرمائے گا اور بارش نازل فرمائے گا۔ پھر آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور ابوثوب کی مجلس سے باہر آنے لگے۔

☆ ابوثوب نے کہا کہ اے یزید بن عامر! کہاں تک جاؤ گے؟ حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں دعا کرنے جا رہا ہوں ایسی دعا کہ اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو تم پر عذاب بھی نازل فرما دے۔ پھر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی :

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَهْوَآئَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَمَنْ يَّهْدِىْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ وَمَا لَهُمْ مِنْ نّٰصِرِيْنَ ٥	ابلکہ ظالم اپنی خواہشوں کے پیچھے ہو لئے بے جانے تو اسے کون ہدایت کرے جسے خدا نے گمراہ کیا اور ان کوئی مددگار نہیں۔

حضرت وقاص بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت ابوثوب نے حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بارش کے لئے دعا کرنے کا مطالبہ کیا تو وہ جاڑوں کا موسم تھا اور بارش کے لئے دعا کرانے کا ابوثوب کا مقصد یہ تھا کہ اس کی بہت سی کھیتیاں اور باغات وغیرہ دریائے نیل سے بہت دور تھے، وہ بارش کے پانی سے ہی سیراب ہوتے تھے، اس کے لئے اس نے بڑے بڑے تالاب اور گڈھے بنا رکھے تھے، ان میں بارش کا پانی جمع کر لیتا تھا اور جب گرمی وغیرہ کا موسم آجائے تو انہیں تالابوں وغیرہ سے انہیں سینچتا تھا، کسی وجہ سے یا بارش کی کمی کی وجہ سے وہ تالاب اور گڈھے سوکھے ہوئے تھے، اس نے سوچا کہ اگر ان کی دعا سے بارش ہو جائے تو میری کھیتیاں اور باغات جو سوکھ رہے ہیں سرسبز و شاداب ہو جائیں۔

☆ حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوثوب کے محل سے باہر آئے اور دریا کے کنارے آ کر وضو کیا پھر دورکعت نماز پڑھی اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور اس طرح دعا کی :

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ قَدْ اَمَرْتَنَا بِالدُّعَآءِ وَ وَعَدْتَّنَا بِالْاِجَابَةِ وَاَنْتَ اَصْدَقُ الْقَائِلِیْنَ اِذْ تَقُوْلُ .. وَاِذَا سَأَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ وَقَدْ دَعَوْتُکَ کَمَا اَمَرْتَنِیْ فَاسْتَجِبْ کَمَا وَعَدْتَّ یَا ذَاالْمَعْرُوْفِ الَّذِیْ لَا یَنْقَضِیْ اَبَداً وَّلَا یُحْمِیْهِ غَیْرُکَ اَحَداً اِسْقِنَا غَیْثَکَ بِحَقِّ مُحَمَّدِنِ الْمُصْطَفٰی وَاٰلِهِ الشُّرَفَآءَ وَاَصْحَابِهٖ اَھْلِ الْوَفَآءِ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ...

اے اللہ تعالیٰ ! تو نے ہمیں دعا کا حکم دیا ہے اور اپنے کرم سے قبول فرمانے کا وعدہ کیا ہے اور بیشک تو بڑا سچا ہے۔ اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں اور دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔ اور تو نے جس طرح دعا کرنے کا حکم دیا ہے میں تجھ سے دعا کر رہا ہوں اور جیسا کہ تو نے اپنے کرم سے قبول فرمانے کا وعدہ کیا میری دعا قبول فرما اے احسان اور نیکیوں کے مالک تیرا کرم کبھی ختم نہیں ہوتا اور نہ کوئی اس کا احاطہ کرسکتا ہے، اپنے حبیب محمد مصطفیٰ اور ان کے آل پاک اور ان کے اصحاب باوفا کے وسیلے سے اور برکت سے ہمیں اپنی رحمت کا پانی پلا بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

☆ حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا ابھی پوری ہی ہوئی تھی کہ آسمان پر بادل چھا گیا اور موسلا دھار بارش شروع ہوگئی، دن بھر اور رات بھر بارش ہوتی رہی یہاں تک کہ ابوثوب کی کھیتیاں اور باغات سیراب ہوگئے اور سوکھے تالاب اور گڈھے پانی سے بھر گئے۔

☆ دوسرے دن حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت شطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوثوب کی مجلس میں آئے اور کہا کہ اے ابوثوب تو نے اللہ کی قدرت دیکھی؟ ابوثوب نے کہا کہ هٰذَا سَحْرٌ عَقِيْمٌ یہ تمہارا مکر اور فضول قسم کا جادو ہے۔ حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے ابوثوب یہ جادو نہیں ہے بلکہ میں نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اللہ تعالیٰ کو اس کے حبیب کی قسم دلا کر دعا کی اور رب نے اپنے حبیب پاک کے وسیلے سے بارش کو نازل فرمایا۔

☆ ابوثوب نے لاجواب ہوکر از راہ مکر وفریب کہا کہ

بے شک حق مجھ پر واضح ہوگیا، تمہارا دین حق ہے اور میں ایمان لاتا ہوں اور پڑھتا ہوں اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمد عبده ورسوله

☆ اس کے بعد ابوثوب نے کہا کہ اب آپ لوگ واپس جائیں اب میرا ارادہ ہے کہ.........

میں اپنے اہل وعیال اور جزیرہ والوں کو اسلام کی دعوت دوں گا اور جو کنیسے گرجے ہیں ان کی جگہ مسجد بناؤں اور لوگوں کو نیک کاموں کی طرف بلاؤں اور برائیوں سے روکوں

☆ حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے ابوثوب اگر تو اپنے قول میں سچا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے کامیابی عطا فرمائے۔اور اگر تو نے مکروفریب کیا تو اللہ تعالیٰ تجھے رسوا وذلیل فرمادے گا۔اتنا کہہ کر حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت شطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ واپس آ گئے۔

☆ دمیاط واپس آ کر جب حضرت ہامرگ کو ابوثوب کے حالات بتائے تو انہوں نے کہا :

خدا کی قسم !ابوثوب نے مکر کیا ہے، وہ اپنے قول میں سچا نہیں ہے۔

☆ حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اگر اس نے مکر کیا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا مکر اسی پر پلٹ دے گا۔پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی :

وَمَكَرُوْا وَ مَكَرَاللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ۵ اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے ان ہلاکت کی خفیہ تدبیر کی اور اللہ بہترین چھپی تدبیر والا ہے۔

☆ پھر چند دنوں کے بعد ہی اطلاع ملی کہ ابوثوب نے ....

جزیرۂ سمینہ - جزرۂ ابی سینا - جزیرۂ ابی سلوٰ - وغیرہ سے آدمیوں کو بلا کر ایک بڑا لشکر تیار کیا ہے اور بہت جلد وہ مسلمانوں پر حملہ کرے گا۔

☆ حضرت ہامرگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ابوثوب اگر لڑنے کے لئے آ رہا ہے تو ہم اس کا مقابلہ کریں گے۔پھر آپ نے :

اپنے بیٹے حضرت شطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برمس، دمورا اور رشمون کی طرف بھیجا کہ وہاں سے مجاہدین کو لے آئیں اور ساتھ ہی ساتھ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھی ایک خط بھیجا کہ وہ بھی بقدر ضرورت امدادی لشکر روانہ کریں۔

☆ حضرت شطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت پر اطراف وجوانب کے لوگ کثیر تعداد میں اپنے جنگی سامانوں کے ساتھ دمیاط میں جمع ہوگئے اور انہوں نے اپنے خیمے دمیاط کے پورب میں قبلہ رخ لگا لئے۔

☆ ادھر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضرت ہلال بن اوس، حضرت صفوان بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ایک ہزار سوار دے کر ہامرگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کے لئے روانہ کردیا، وہ لشکر بھی دمیاط پہونچ کر مجاہدین کے ساتھ خیمہ زن ہوگیا۔

☆ ابوثوب بھی بیس ہزار پیدل فوج اور پانچ سو سوار لے کر مسلمانوں کے مقابلہ میں پہونچ گیا اور فوراً ہی اس نے لڑائی کے ارادے سے صف بندی شروع کردی۔ جب مسلمانوں نے دیکھا کہ ابوثوب کے فوجی صف بندی کررہے ہیں تو انہوں نے اپنی صفیں درست کرلیں اور جنگ کے لئے پوری طرح تیار ہوگئے۔

☆ جب دونوں طرف سے صف بندی مکمل ہوگئی تو مسلمانوں کی طرف سے سب سے پہلے.........

حضرت شطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ لڑنے کے لئے نکلے اور ابوثوب کے لشکر پر حملہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی قوت عطا فرمائی کہ آپ تنہا دن بھر ابوثوب کے لشکر پر پے در پے حملے کرتے رہے، جب شام ہوئی تو دونوں لشکر اپنی اپنی جگہ واپس ہوگئے۔

☆ حضرت شطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان جنگ سے واپس ہوکر رات میں عبادت الٰہی میں مشغول رہے صرف تھوڑی دیر کے لئے سوئے، جب صبح بیدار ہوئے تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آپ کے والد حضرت ہامرگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبت سے پوچھا کہ بیٹے تمہارے رونے کی وجہ کیا ہے؟ حضرت شطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے میرے باپ! رات جب میں تھوڑی دیر کے لئے سویا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ،،،،،،،،،،،،،،

آسمانوں کے دروازے کھلے ہوئے ہیں اور ہر طرف نور چھایا ہوا ہے۔ کچھ فرشتوں کو دیکھا کہ وہ حالت قیام میں ہیں، کچھ حالت رکوع میں ہیں، کچھ حالت سجدہ میں ہیں، کچھ قعدہ میں ہیں اور سب کے سب اللہ کے ذکر میں مشغول ہیں۔

پھر میں نے ساتویں آسمان میں دیکھا کہ سبز زمرد کا ایک گنبد ہے اور اس میں سفید نورانی قندیلیں روشن ہیں اور اس گنبد میں چالیس حوریں ہیں پھر ان حوروں میں سے ایک نے مجھے پکارا اور کہا

اے دنیائے فانی کے غرور میں مبتلا شخص! بیدار ہو اور سلامتی کے گھر میں بہشت کی جانب کوچ کی تیاری کر، اپنے سر کو اٹھا اور دیکھ کہ اللہ تعالیٰ نے عبادت گذاروں، روزہ داروں اور مجاہدین کے لئے کیسی کیسی نعمتیں مہیا فرمائی ہیں۔

☆ پھر میں نے سر اٹھایا تو---------

ستاروں کی طرح بے شمار نورانی گنبد نظر آئے اور ان گنبدوں میں انہیں بارش کے قطروں کی طرح بے شمار حوریں نظر آئیں اور وہ سب ترنم کے ساتھ اچھے اچھے شعر پڑھ رہی تھیں۔

☆ تھوڑی دیر کے بعد دونوں طرف کی فوجیں میدان جنگ میں صف آرا ہو گئیں۔ حضرت شطار ضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر سب سے پہلے میدان میں نکلنا چاہا تو آپ کے والد حضرت ہامرگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو روکا اور کہا کہ اے بیٹے! تم نے کل اپنا پورا پورا حق ادا کیا آج دوسرے کو موقع دو۔ آپ نے اپنے والد حضرت ہامرگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اے والد محترم! دنیا کی محبت میرے دل سے بالکل مٹ چکی ہے اب صرف یہی تمنا ہے کہ میرا رب اپنے حبیب پاک کے صدقے میں شہادت کی نعمت سے نواز دے، لہٰذا آپ مجھے نہ روکیں بلکہ مجھے جانے دیں اور میری کامیابی کی دعا کریں۔

☆ جب حضرت ہامرگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے کا یہ اصرار دیکھا تو راضی ہو گئے اور یہ کہا کہ

اے میرے بیٹے! جو خواب تو نے دیکھا ہے جب وہ پورا ہوا اور تو بہشت میں پہنچے تو ہمیں بھی یاد کرنا اور ہمارے آقا حضور محمد رسول اللہ ﷺ سے میرا سلام کہنا۔

☆ حضرت ہامرگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کہہ کر اپنے چہیتے بیٹے حضرت شطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رخصت کیا۔ حضرت شطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان میں آئے اور اپنا مقابلہ طلب کیا۔ ابوثوب کے لشکر سے یکے بعد دیگرے بارہ سوار آپ کے مقابلہ میں آئے آپ نے سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

☆ اپنے بارہ سواروں کو اس طرح قتل ہوتے دیکھ کر ابوثوب کو طیش آ گیا اور خود حضرت شطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ میں آ گیا اور آنے کے بعد کہنے لگا کہ۔۔۔۔۔۔۔

اے لڑکے! تجھ پر بھی مسلمانوں کا جادو چل گیا ہے اور تو نے دین مسیح کو چھوڑ کر مسلمانوں کا دین اختیار کر لیا بہتر ہے کہ ہمارے دین مسیح میں واپس آ جا۔

☆ حضرت شطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غصہ آ گیا اور کہا،،،،،،،،

اے مردود! مجھے اس دین کے چھوڑنے کے لئے کہتا ہے جس دین حق پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے۔

☆ حضرت شطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حق باتیں سن کر ابوثوب کو غصہ آ گیا اور اس نے اپنے نیزے سے آپ پر حملہ کر دیا۔ آپ نے اپنی تلوار کے ذریعہ اس کے وار کو رد کر دیا، صبح سے دوپہر تک معرکہ آرائی ہوتی رہی، دوپہر کے قریب حضرت شطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پیاس کا غلبہ ہوا، اسی وقت رب تبارک وتعالیٰ کی نوازشوں نے آپ کی دستگیری فرمائی ------

آپ کی آنکھوں سے پردے اٹھ گئے اور خواب میں جس نورانی گنبد کو دیکھا تھا وہ گنبد نظروں کے سامنے آ گیا، وہی حوریں بھی نظر آ رہی تھیں اور وہ حور جس نے رات میں آپ کو مخاطب کر کے کہا تھا اس طرح نظر آئی کہ اس کے ہاتھ میں ایک نورانی پیالہ تھا اور وہ کہہ رہی تھی ---

يَا شَطَا هٰذَا شَرَابٌ مَنْ شَرِبَ مَايَسْقِيُ وَلَا يَسْرِمُ وَلَايَسْقِمُ وَلَا يَمُوْتُ وَلَا يَسْقِيُ وَالسَّاعَةُ تَصِلُ اِلَيْنَا...	یہ وہ شراب ہے کہ جس نے اسے پی لیا نہ وہ بدبخت ہوگا نہ بوڑھا ہوگا نہ بیمار ہوگا نہ مرے نہ کسی بلا و مصیبت میں آزمایا جائے گا اور اس وقت تم پہونچو گے ہم تک۔

☆ یہ پاکیزہ منظر دیکھ کر حضرت شطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پکار کر کہا--------

اللہ اکبر یہ وہی چیز ہے جسکا وعدہ میرے رب نے فرمایا ہے اور مجھے خواب میں دکھا دیا ہے اور آپ کے آنسو جاری ہو گئے۔

☆ ابوثوب نے پوچھا کہ اے شطا! تمہارے رونے کا سبب کیا ہے؟ حضرت شطار ضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختصراً اپنا خواب اور اس وقت جو کچھ دیکھا تھا اسے بتایا۔ ابوثوب آپ کی باتیں سن کر ہنسا اور آپ پر حملہ کر دیا، تھوڑی دیر مقابلہ ہوتا رہا، اچانک ابوثوب نے پینترا بدل کر اپنے چھوٹے نیزے سے آپ پر وار کیا، نیزہ آپ کے سینہ پاک کو پار کر کے پیٹھ کے پیچھے نکل آیا۔

آپ نے شہادت کا جام نوش فرمایا اور گھوڑے سے زمین پر آ گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ جب حضرت ہامرگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ ان کے بیٹے حضرت شطار ضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہادت پالی تو آپ نے اپنے لشکر کے ساتھ ابوثوب کی فوجوں پر حملہ کر دیا۔ ساتھ ہی ساتھ حضرت ہلال بن اوس اور حضرت صفوان بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی اپنے ایک ہزار سواروں کے ساتھ ابوثوب کے لشکر پر حملہ کر دیا اور گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی لیکن ابوثوب کے لشکری زیادہ دیر تک مقابلہ میں ٹک نہ سکے ان کے حوصلے پست ہونے لگے۔

☆ اسی درمیان حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ کرتے ہوئے ابوثوب کے قریب پہونچ گئے اور ابوثوب پر حملہ کر کے اسے گرفتار کر لیا۔ ابوثوب کے لشکر میں شور مچ گیا کہ ابوثوب گرفتار ہو گیا۔ یہ خبر عام ہوتے ہی ابوثوب کے لشکریوں نے میدان سے بھاگنا شروع کر دیا، کچھ مارے گئے اور کچھ گرفتار ہو گئے۔ ابوثوب کے ساتھ حاکم ابو مینا، حاکم ابوشقا، حاکم درنا اور حاکم سمینا بھی گرفتار کر لئے گئے۔

☆ جنگ سے فارغ ہونے کے بعد مسلمانوں نے حضرت شطار ضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور دوسرے شہداء کو

دفن کیا اور اپنے خیموں میں واپس آ گئے۔ حضرت ہامرگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حضرت عامر بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے مسلمان تعزیت کی غرض سے آئے۔ حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبر کی تلقین کرتے ہوئے کہا کہ

بہشت میں کچھ ایسے درجے ہیں کہ صبر کرنے والے ہی ان درجوں میں پہونچتے ہیں۔ پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی :

وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اَصَابَتْهُمْ مُصِيْبَةٌ قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ه اُولٰٓئِکَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ه

اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا۔ یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی درودیں ہیں اور رحمت اور یہی لوگ راہ پر ہیں

دوسرے دن صبح حضرت ہامرگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت یزید بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اے رسول اللہ ﷺ کے صحابی! رات میں نے اپنے بیٹے کو خواب میں اسی گنبد میں دیکھا ہے جس کا اس نے تذکرہ کیا تھا اور ایک حور اس کے سامنے بیٹھی ہوئی ہے۔ میں نے پوچھا کہ اے میرے بیٹے تیرا کیا حال ہے؟ اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا

معاملہ کیا؟ میرے بیٹے نے جواب دیا اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے بے شمار نعمتوں اور رحمتوں سے نوازا ہے اور رسول مقبول ﷺ کے پڑوس میں رہنے کو جگہ عطا فرمائی ہے

☆ حضرت شطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پندرہویں شعبان کو ہوئی ہے۔

☆ پھر ابوثوب اور دوسرے قیدیوں کو حضرت ہلال بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے ان کو اسلام کی دعوت دی، ابوثوب اور اس کے کچھ ساتھیوں نے اسلام قبول کرلیا اور جنہوں نے زیادہ سرکشی کی ان کی گردنیں ماردی گئیں۔

☆ پھر حضرت ہلال بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلامی لشکر کو لیکر کشتیوں کے ذریعہ دریا پار کر کے جزیرۂ تینس میں داخل ہوگئے۔ جزیرۂ تینس میں حضرت ہلال بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سرخ ٹیلے پر قیام فرمایا پھر یہاں انتظامی معاملات کو درست کرنے کے بعد آپ جزیرۂ تینس کے قرب وجوار میں جو چھوٹے چھوٹے جزیرے وغیرہ تھے وہاں کے لوگوں سے صلح وغیرہ کے معاملات طے کئے۔

☆ جزیرۂ تینس میں قیام کے دوران حضرت ہامرگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن حضرت ہلال بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ جزیرۂ تینس کے راستے پر پورب کی جانب ایک قلعہ ہے جس کا نام قلعہ مدینہ ہے اور وہاں کا حاکم صامت بن مرہ ہے جس کا تعلق قبیلہ مرداس سے ہے اگر یہ بھی فتح ہوجائے تو جزیرۂ تینس ہر طرف سے محفوظ ہوجائے گا۔

☆ جب حضرت ہلال بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ہامرگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ”قلعہ مدینہ“ کا حال سنا تو آپ نے اپنے لشکر کو لیا اور قلعہ مدینہ کے سامنے پہونچ گئے۔ جب قلعہ مدینہ کے حاکم صامت بن مرہ نے دیکھا کہ مسلمان اس کے قلعہ کا محاصرہ کرنا چاہتے ہیں تو اس نے اپنے تیراندازوں کو حکم

دیا کہ وہ مسلمانوں پر تیر چلائیں ۔ اس کے پاس ایک ہزار تیر انداز تھے اور ایک ساتھ تیر چلاتے تھے۔ انہوں نے مسلمانوں پر تیر چلانے شروع کئے ۔ ان تیراندازوں کی تیراندازی کی وجہ سے مسلمانوں نے اس قلعہ کا نام رکھدیا **"انعدامی"**

☆ حضرت ہلال بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلسل بیس دن تک قلعہ مدینہ کا، حاصرہ کئے رہے لیکن قلعہ فتح نہ ہوسکا۔ جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا تو آپ نے حضرت مقداد بن اسود کندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پانچ سو عرب سوار اور تین ہزار قبطی سوار جو مسلمان ہو چکے تھے دے کر حضرت ہلال بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس روانہ کیا۔

☆ جب قلعہ مدینہ کے حاکم صامت بن مرہ نے حضرت مقداد بن اسود الکندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کو دیکھا تو خوف زدہ ہوگیا اور اس نے ---------

چار ہزار دینار - چار سو اونٹنی - ایک ہزار بکریاں - دے کر اس بات پر صلح کر لی کہ وہ ایک سال کی مہلت دیں، اس ایک سال کے اندر یا تو وہ اسلام قبول کرلے گا یا اپنے اہل وعیال اور متعلقین کو لے کر جہاں چاہے چلا جائے گا۔

☆ قلعہ مدینہ سے فارغ ہوکر حضرت مقداد اور حضرت ہلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما **"بلقارہ"** آئے۔ یہاں کا حاکم ایک عربی النسل عیسائی تھا جس کا نام **"باقرین"** تھا۔ باقرین اپنے متعلقین کے ساتھ مسلمان ہوگیا۔ پھر بلقارہ سے **قصر شیدہ** پھر اس کے بعد دروازہ اس کے بعد **عریش** آئے اور ان مقامات کو صلح کے ذریعہ فتح کیا۔

☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب ﷺ کے صدقے میں کرم فرمایا اور مدد فرمائی ------

کہ ۱۶ھ کے آخر میں امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں ''مصر - اسکندریہ - دمیاط'' اور ان سے متعلق تمامی جزیرے اور علاقے **حضرت عمرو بن العاص - حضرت خالد بن الولید** - اور دیگر صحابہ نیز **حضرت عبداللہ یوقنا** اور ان کے رشتہ داروں اور ساتھیوں رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے فتح کر کے اسلامی پرچم لہرائے اور اس علاقے کو اسلام وایمان کے نور سے روشن ومنور کیا اور انشاء اللہ تا قیامت یہ علاقہ اسلام وایمان کے نور سے روشن ومنور رہے گا۔

محمد عبدالتواب قادری ۲۲/رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ
مطابق ۵/اکتوبر ۲۰۰۷ء بروز جمعہ مبارکہ

کمپوزنگ :- گدائے حبیب ملت محمد ایوب حبیبی قادری
جماپور، احمد آباد۔ موبائل :- 9374568717

تشکّر و دُعا

☆ہم بمبئی کے اپنے ان عزیزانِ گرامی ☆ محمد بشیر الدین حبیبی ☆ محمد اشتیاق بھائی حبیبی ☆ محمد یونس بھائی حبیبی ☆ سید تفسیر بھائی حبیبی ☆ کلن بھائی حبیبی ☆ حاجی اسرار بھائی حبیبی ☆ محمد اخلاق صدیقی حبیبی ☆ فخر الدین حبیبی ☆ محمود بھائی حبیبی ☆ مہتاب بھائی حبیبی ☆ شمس الدین حبیبی ☆ ریحان بھائی حبیبی ☆ جنید بھائی حبیبی ☆ محبوب بھائی حبیبی ☆ سمیع اللہ بھائی حبیبی ☆ صدیق بھائی حبیبی ☆ مقصود بھائی حبیبی ☆ استخار احمد حبیبی ☆ مبارک بھائی حبیبی ☆ محمد معراج حبیبی ☆ محمد ارشد بھائی حبیبی ☆ محمد اخلاق خان حبیبی ☆ محمد اشفاق خان حبیبی ☆ عرفان بھائی حبیبی ☆ محمد عبدالرحمٰن بھائی حبیبی ☆ محمد منیر بھائی حبیبی ☆ نثار احمد حبیبی ☆ محمد سلطان خان حبیبی ☆ عبدالقیوم بھائی حبیبی ☆ لقمان بھائی حبیبی کے بہت ہی شکر گذار ہیں کہ انہوں نے داستان مردان راہ خدا کی طباعت وغیرہ میں بھر پور تعاون فرمایا۔

دعا ہے کہ رب قدیر اپنے حبیب پاک کے صدقے میں ان حضرات کو اوران کی نسلوں کو دارین کی نعمتوں سے مالامال فرمائے۔

محمد عبدالتواب قادری حبیبی

مؤرخ اسلام علامہ واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب

فتوح الشام

کی اردو زبان میں تلخیص و تسہیل و ترتیب جدید

بنام

داستان مردان عرب (اردو) (ہندی، گجراتی زیر طبع)

فہرست مضامین

☆ مدینہ طیبہ سے مسلمانوں کی روانگی اور ملک شام میں داخلہ ..... ☆ فلسطین کے علاقہ میں مسلمانوں کا داخلہ اور پہلی جنگ ...... ☆ جنگ فلسطین ...... ☆ حضرت خالد بن الولید کی عراق شریف سے ملک شام کی طرف آمد ...... ☆ حضرت خالد بن الولید مقام ارکہ پر ...... ☆ حکیم شمعان کی رومیوں کو نصیحت ...... ☆ فتح بصرہ ...... ☆ حضرت روماس کی بیوی کا مبارک خواب ...... ☆ حضرت خالد بن الولید کی سر زمین دمشق پر تشریف آوری اور کئی اہم معرکے ..... ☆ جنگ بیت لہیّا ...... ☆ دمشق سے اسلامی لشکر کی اجنادین کی طرف روانگی ...... ☆ بولص کی بیوی کا بھیانک خواب ...... ☆ جنگ اجنادین ...... ☆ جنگ دمشق ...... ☆ جنگ مرج الدیباج ...... ☆ جنگ دیر ابی القدس ...... ☆ فتح قنسرین و حاضرہ و بلاد عواصم وغیرہ...... ☆ جنگ بعلبک ...... ☆ جنگ حمص ...... ☆ جنگ یرموک ...... ☆ فتح بیت المقدس ...... ☆ جنگ حلب ...... ☆ فتح قلعہ اعزاز ...... ☆ فتح انطاکیہ ...... ☆ جنگ مرج القائل ...... ☆ فتح طرابلس و صور و قیساریہ ......

مؤرخ اسلام علامہ واقدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب

فتوح العجم

کی اردو زبان میں تلخیص وتسہیل وترتیب جدید

بنام

داستان مردان راہ حق (اردو، ہندی، گجراتی زیر طبع)

فہرست مضامین

☆مسلمانوں کا ملک فارس (ایران) میں داخلہ......☆فتح قرقیسا......☆فتح ماکسین وشمسانیہ
......☆فتح قلعہ ماردین......☆فتح رہاوحران......☆فتح قلعہ راس العین......☆فتح دارا وبیرحا
ویاعما......☆فتح میافارقین وآمد......☆فتح یمانیہ وجبل جودی......☆فتح حِصن لُغُوب......☆
فتح طنزو یمہرہ وسُعَرد......☆فتح یدلیس وارزن ومضافات......☆فتح آرمینہ واخلاط وقُف وانظ
......☆فتح ارزن وسُعَرد فتح وجبل مارون......☆فتح اسماعیلیات......☆فتح عراق......☆فتح
خورنق وفتح حیرہ وقادسیہ......☆فتح نُہمشیر......☆فتح ایوان کسریٰ......☆فتح شہرنشاور......☆
فتح بھنسا وانباس وغیرہ

☆ ان کتابوں کے مطالعہ سے اپنی جذبہ ایمان کو تازہ کیجئے۔

Printers : **Khatib Offset** Ph : 2538 2232
Jamalpur, Ahmedabad.

درسگاہ اہلسنت جامعہ فیاض العلوم کی حسین و پر شکوہ عمارت

درسگاہ اہلسنت جامعہ محبوب عالم رائے بریلی کی حسین و پر شکوہ عمارت